UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224371
UNIVERSAL
LIBRARY

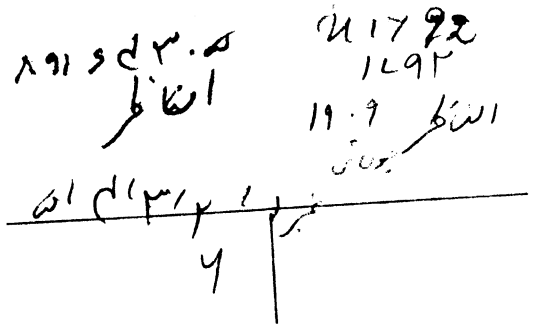

OUP—391—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٤٣٠٥ Accession No. ٤١٧٩٢
١٧٩٣

Author ١٩٠٩ الأنطاكي
جولاني

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

الزہرا

لکھنؤ

نمبر ۱	یکم جولائی سنہ ۱۹۰۹ء	قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین

		صفحہ
تمہید		۱
مذہب علمی رنگ میں	مرزا سلطان احمد	۱۰
نگلی چہل پہل	خواجہ عبدالرؤف عشرت	۲۰
شراب الصالحین	مولوی نادر علی خان نادر	۲۶
ہیر ہمالیہ کا ایک باب	منشی ارتضیٰ علی شرر	۲۷
معاشرت انسانی اور عورتوں کی منزلت	ضیاء الحسن علوی	۳۰
احمقوں کی جنت	ناظرہ	۳۷
فاطمہ علیا خانم	فخرالدین احمد	۴۱
خبرین		۴۹

اڈیٹران

وصی الحسن علوی بی۔اے ظفر الملک علوی

باہتمام محمد علی

مفید عام پریس۔ارادت نگر لکھنؤ گنج میں طبع ہوا

نکلیات نعت مولوی محمد محسن

یعنی جناب مولانا محمد محسن کاکوروی مشہور مداح رسول عربی کی ابتدائی عمر سے آخر عمر تک کے کلام معجز نظام کا وہ مجموعہ جسمین بعض قصائد کو بارگاہ رسالت سے خلعت قبولیت بھی حاصل ہوچکا ہی اور نیز وہ نظمین بھی شامل ہین جنھین ایک سچے فدائے رسول کی جوہر دار طبیعت نے بعض احباب کے فائدہ رسانی کی غرض سے دنیاوی ذوی الامور کی شانین حق گوئی اور نادر الکلامی کے تماشے دکھائے ہین ۔

قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک ۔

سکریٹری انجمن اخوان الصفا ۔ کاکوری ضلع لکھنؤ

الرفیق

اردو کا ایک ماہوار رسالہ جو رنگون سے زیر اڈیٹری مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی نہایت آب و تاب سے شایع ہوتا ہی ۔ کاغذ لکھائی چھپائی مضامین کے لحاظ سے ہندوستان کے بہترین رسالونمین شمار کیا جاتا ہی ۔ حجم سالانہ ۴۰۰ صفحہ چندہ سالانہ سہ محصول ڈاک عہ نمونہ کا پرچہ ۴ ر

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہی جس کا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شایع ہوا اور خود ہیرو کی تصنیف سے ہی ۔ حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ ر

منیجر الرفیق رنگون

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجیے قیمت عہ ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کارل بہترین دوا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوے ہین بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت ۴

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دوا دلن سے طیار ہوا ہی ۔ یا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴

باٹلیوالا کا کیڑونکا مرہم ایکدن مین اچھا کردیتا ہی قیمت ۴

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور شہر سے بھی مل سکتی ہین ۔

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبورٹری ۔ دادار ۔ بمبئی

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی ۔ امین آباد لکھنؤ کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین ۔ عرق میمرہ جو کہ امراض چشم کیواسطے اکسیر الخاصیت دافع کزول ماء ۔ جاذب رطوبات جالی ۔ مقوی ابصر ۔ ہر طرح کی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید اور حالت صحت مین بھی اسکا لگانا بیحد فائدہ دیتا ہی ۔

قیمت فی قولہ دو روپیہ علاوہ خرچ ڈاک

پروپرائیٹر ۔ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس مالک کارخانہ آئس ۔ فلور ۔ اینڈ آئل ملز لکھنؤ ۔

جملہ فرمائشات ایس ۔ حکیم منیجر ۔ دواخانہ مجربات جڑی ۔ بوٹی ۔ امین آباد ۔ لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئے ۔

مفید عام پریس لکھنؤ سے تمام علوم و فنون کی کتابین مختلف طرز فارسی اردو نگری دیوناگری وغیرہ ہر قسم کا چھپ سکتا ہی ۔ ضرورتین ہر قسم کے رنگین و سیاہ کارڈ وغیرہ ۔ مطبع مفید عام لکھنؤ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY
HYDERABAD-7
Checked 1975

النّاظر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

الناظر کے اجرا کی ضرورت

اردو کا تعلق لکھنؤ سے

صوبۂ اودھ کی تمام تحریکون کے مرکز لکھنو کو زبان اُردو سے جو نسبت قدیم سے ہو اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ اور جسقدر کوششین ساکنان ومتوطنان شہر لکھنؤ نے اردو زبان کو وسیع کرنے۔ ترقی دینے۔ پاکیزہ بنانے اور شستہ بولنے مین کی ہین وہ ارباب سخن سے پوشیدہ نہین۔ صاحب اختر شاہنشاہی کی تحقیق کے مطابق الحاق اودھ کے بعد سے ۱۸۵۸ء تک تقریباً تیس بینتیس اخبار اور بیس پچیس رسالے وگلدستے خاص لکھنؤ سے اُردو زبان کی خدمتگذاری کے لئے جاری ہوئے اور اس بیس سال مین اگرچہ ہماری رفتار ترقی نسبتاً دیسی تیز نہین رہی پھر بھی متعدد اخبار۔ رسالے اور گلدستے مختلف مقاصد کے لئے جاری ہوے۔ اور گو ان تمام اخبارات۔ رسائل اور گلدستون کو زمانہ کی

ناقدری اور پبلک کی بے توجہی کی شکایت کم و بیش رہی اور بہتیرے ناقدری اور بے اعتنائی کی باد مخالف کے مقابلے کی تاب نہ لاکر قبل از وقت موت کا شکار ہوگئے لیکن اُنمین سے بعضے جو ابتک اپنے چشمۂ فیض سے ملکی لٹریچر کی کیاریون کی آبیاری کر رہے ہین اُردو زبان کے حق مین نہایت مفید ثابت ہوے ہین۔

نئی تحریک

سنہ ۱۹۰۰ء مین لوکل گورمنٹ کے اُس رزولیوشن نے جسکی نارضامندی کے اظہار کے لئے بارہ دری قیصر باغ مین وہ مہتم بالشان جلسہ منعقد ہوا تھا جو اُردو زبان کی تاریخ مین ہمیشہ زرین حروف سے لکھا رہیگا بجاے اسکے کہ وہ اُردو کی بیخ و بنیاد کو متزلزل کرکے مردہ زبانون کے ناقابل تمیز مجموعہ مین ایک نامعلوم اضافہ کرتا اور سارے ہندوستان کے باشندون کی امید یگانگت و اتحاد کا خون کر دیتا اُردو کی ترقی کے رہوار کو مہمیز لگاکر اور اُسکی وسعت اور نشوونما کے حق مین ابر رحمت ثابت ہوکر حامیان اُردو کے دلون مین ایسی جنبش پیدا کردی کہ اب جبتک وہ اُسے ہندوستانی لنگوافرانکا کا صحیح مصداق نہ بنالین اُنھین چین نہ آئیگا۔ ؎

خدا شرّے برانگیزد کہ در وے نفع ما باشد

اسی بنا پر ہمین یقین کامل ہی کہ اُردو کی رفتار ترقی کو روکنے کی جو کوشش صوبۂ پنجاب مین اسوقت ہو رہی ہی وہ بھی ہماری مادری زبان کے حق مین گلزار ابراہیم ہوکر رہیگی

نظرانداز شدہ فرض

اگرچہ اُن تمام کوششون مین جو اردو کی بہی خواہی مین کی گئین ہم اور ہمارے صوبہ کے لوگ معقول حصہ لیتے رہے ہین لیکن تعلیم کی کمی اور اس صوبہ کے باشندون کی آرام طلبی کی بدولت ہمارے سرون پر ایک بڑا فرض باقی رہگیا ہی۔ یعنی اُردو لٹریچر کو علمی اور سائنٹفک خیالات کے اظہار کا آلہ بنانے قدرت کی گوناگون نیرنگیون کی تصویرون اور نقشون سے اُسے مالامال کرنے۔ تہذیب و اخلاق۔ تمدن و معاشرت کے اعلےٰ مسائل کو اُسکے ذریعہ سے رواج دینے۔ غیرملکون کے

لٹریچر۔ آداب معاشرت۔ تاریخ و جغرافیہ اور دہانکے باشندون کے عادات و خصائل کی مرقعون کی اُسمین اشاعت کرنے اور اُسکے لئے دنیا کی قدیم و جدید علمی زبانون کے بیش بہا معدنیات سے علوم و فنون کے جواہر اور تحقیق و تلاش کے پر صدف سمندرون سے دُرہائے مضامین لانے مین ہماری کوششین اوتنی وسیع۔ نمایان اور مفید نہین ہوئین جتنی کہ اُس مناسبت کے لحاظ سے ہونا چاہیئے تھین جو ساکنان لکھنؤ اور صوبۂ اودھ کے باشندون کو اُردو سے ہو۔

اس فرض کے ادا نکر سکنے کا الزام اگرچہ ایک حد تک صوبہ کے اہل قلم حضرات اور اڈیٹران اخبار و رسائل پر عائد ہوتا ہو لیکن اسمین شک نہین کہ اہل صوبہ کی بدمذاقی اور علوم و فنون کی سرپرستی نہ کرنے کی قابل ملامت و اصلاح عادت اس اہم فرض کے پورا نہونیکی زیادہ تر ذمہ دار ہو۔

قابل افسوس

غضب خدا کا جسکو زرین اودھ کے دار الخلافہ مین جہان آتش و ناسخ۔ انیس و دبیر۔ میر حسن و نسیم ایسے باکمال شعرائے اُردو نے اپنے اپنے زمانہ مین داد سخن دی ہو۔ جسے فخر الشعرائے دہلی میرزا غالب نے "مردم چشم جہان" کے پر معنی لقب سے یاد کیا ہو اور جو اس گئی گذری حالت مین بھی رئیسون۔ امیرون۔ نوابون اور تعلقہ دارون کا مسکن و قیام گاہ ہو وہان اہل صوبہ کی بدمذاقی اور ناقدردانی کی بدولت ایک بھی رسالہ ایسا نہ ہو جو بنگال۔ پنجاب۔ مغربی شمالی۔ ممالک متوسطہ اور دکن کے معمولی سے معمولی رسالون کے مقابلہ مین بھی اردو علم ادب کے دسترخوان پر علوم و فنون۔ تہذیب و اخلاق اور تمدن و معاشرت کے لذیذ اور مفید کھانے چن سکے۔

استثناء

ندوۃ العلماء کا قابل قدر رسالہ الندوہ مستثنیات سے ہو اسلئے کہ وہ اپنے نہایت اعلیٰ معیار کی بدولت اور نیز اسوجہ سے کہ وہ ایک انجمن کے

آرگن کی حیثیت رکھتا ہی عام پبلک سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔

تعلیم یافتہ گروہ اور اُردو انشا پردازی

ایسے لوگ جو اہل قلم کہے جانے کے مستحق ہون اس صوبہ مین کثرت سے نکلین گے۔ لیکن پبلک اون کو اس حیثیت سے بالکل نہین یا بہت کم جانتی ہی جسکی وجہ کچھ تو اُنکی اپنی کاہلی اور آرام طلبی ہی اور زیادہ تر یہ کہ نہ اس صوبہ مین اُن کے خیالات کے اظہار کے لئے کوئی معقول ذریعہ ہی اور نہ کوئی قوت اُن کو اُس غنودگی اور مدہوشی سے ہوشیار کرنے والی ہی جسمین وہ کاہلی۔ بے شغلی اور بے توجہی کے باعث پڑ گئے ہین۔

باوجودیکہ ملک بھر مین تنازع للبقا کی برقی قوت نے وہ ہلچل ڈالدی ہی کہ ہر صوبہ کے لوگ شاہراہ ترقی پر محنت۔ صبر و استقلال کے ہتیار لئے علم و عمل کے مضبوط اور تیز رو گھوڑون پر سوار چلے جارہے ہین لیکن یہان یہ عالم ہی کہ

چلتے ہین اسطرح کہ قدم کا نشان نہین

اس طرح ہمارے صوبہ کا تعلیم یافتہ گروہ ابھی تک اسطرف متوجہ نہین ہوا ہی کہ اردو زبان کی خدمتگذاری کو بھی اپنے ذمہ ایک فرض سمجھے۔ اور اگرچہ بہت سے لوگ ایسے ہین جو قدرت کے کارخانہ سے انشا پردازی کی خداداد قابلیت لیکر آئے ہین لیکن چونکہ نہ کوئی اُن کو اس قسم کی تحریک دیکر غنودگی و مدہوشی سے بیدار کرنے والا ہی اور نہ اُن کے پیش نظر کوئی ایسا رسالہ ہی جسے وہ اپنی مشق خامہ فرسائی کا جولانگاہ بنائین وہ اپنا زور قلم صرف کرنے سے قاصر رہتے ہین اور ارباب ذوق اُنکی انشا پردازی کے اعلیٰ نمونون سے لذت آشنا نہین ہو سکتے۔

مستورات کی تعلیمی حالت

تعلیم نسوان کی ضرورت کو ملک مین عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہی اور ہر مقام پر مستورات کو موجودہ کس مپرسی اور جہالت کی حالت سے نکالنے کی بانواع مختلفہ جد و جہد ہو رہی ہی۔ صوبہ اودھ مین یہ تحریک کچھ نئی نہین

مولانا عبدالحلیم صاحب شرر اور اُن کے ہم خیال حضرات کے طفیل سے یہاں کے باشندہ تعلیم نسوان کی ضرورت اور اہمیت سے ناآشنا نہیں لیکن یہ فرقۂ اناث بھی اُسی بے شغلی۔ کم توجہی اور ملکی و قومی اغراض سے بے تعلقی کے مرض میں مبتلا ہے جسمیں ہمارے ہاں کے ذکور گرفتار ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم نسوان کا مسئلہ باوجودیکہ اُسکو چھیڑے ہوئے سالہا سال گذر گئے تا دم حال خشت اول سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا اگر زمانے کے پلٹے ہوئے رُخ اور تہذیب نسوان اور خاتون کے اڈیٹرون کی خالص کوششون نے بہتیرے خاندانون مین مستورات کی تعلیم کا خاطر خواہ چرچا نہ کردیا ہوتا۔ اسلئے ہمارے خیال مین وہ وقت آگیا ہے کہ ہم بھی اپنے ہاں کی مستورات کے علمی ذوق کو پورا کرنیکا سامان کرین۔

اگرچہ یہ کام ایسا ہے کہ بغیر مستقل نسوانی اعانت (اڈیٹریس) کے باحسن وجوہ سرانجام نہین ہوسکتا لیکن جب تک ایسی اعانت نہ مل سکے اُسوقت تک کے لئے ہوسکتا ہے کہ مستورات کے واسطے علمی غذا مہیا کرنے کا کام چند تعلیم یافتہ خواتین کی وقتی امداد سے ضمنی طور پر شروع کردیا جائے۔

تمہید

پس ایک نظر انداز شدہ فرض کے ادا کرنے۔ ایک خوابیدہ گروہ کو بیدار کرنے اور ایک محسوس ضرورت کو رفع کرنے کیلئے رسالۂ الناظر کے اجرا کی ہمت کی جاتی ہے اور اگر ہماری امیدون کے مطابق پبلک نے ہمارے مساعی کی قدر کرکے ہماری عزت افزائی کی اور مساعدت زمانہ نے ہماری کشتی امید کو ناگہانی و اتفاقی حادثات اور غیر معمولی و خلاف توقع سانحات کی بلاخیز اور تبہ کن موجون کے تھپیڑون سے بچا لیا تو عجب نہین کہ ہم کامیابی کے ساحل سے ہوتے ہوئے مقاصد کے دور و دراز بندرگاہون تک پہنچکر گوہر مراد حاصل کرکے اُردو کی خدمتگذاری کا فخر حاصل کرلین۔

النا ظر کی پالیسی

مذہب اور پالیٹکس سے علیحدگی

جو مقاصد ہمنے اوپر بیان کئے ہین اُنمین سے ہر ایک بجاے خود ایک ایسا وسیع مسئلہ ہو کہ ایک نہین بلکہ متعدد اخبارات و رسالے اُن اغراض کے پورا کرنے کے لئے جاری ہون تب بھی حصول مدعا مین عمر صرف ہو جائیگی - اسی بنا پر ہمارا خیال ہو کہ اگر پبلک نے ہماری محنت کی پوری داد دی اور آفات ارضی و سماوی سد راہ نہ ہوئین تو ہم آیندہ چلکر اپنی وسعت کے لحاظ سے ہر ہر شعبہ کو النا ظر سے الگ کر کے اُسکے لئے علیحدہ علیحدہ رسالے جاری کرینگے اور اگر کسی کے دردمند دل مین ہماری تحریک نے یہی جوش پیدا کر دیا اور وہ اس کٹھن منزل مین ہمارے ہمسفر بنکر ہمارا ہاتھ بٹانے پر آمادہ ہو گئے تو یہ غایت درجہ اطمینان بخش اور امید پرور ہوگا - پس ایسی صورت مین جبکہ ہمارے موجودہ مقاصد ہی ہمارے رسالے کے محدود صفحات کے لئے کافی سے زیادہ ہین لازم ہو کہ ہم النا ظر کو اُن دو بڑی بحثون سے آزاد رکھین جو اگرچہ بجاے خود نہایت مفید اور کارآمد ہین لیکن ہمارے لئے نہ صرف نامناسب رکاوٹ اور بیجا کاہشون کا باعث ہونگی بلکہ اُن کے چکر مین پڑکر اندیشہ ہو کہ ہم اصل مقصد سے کوسون دور اور حصول مدعا سے لاپروا ہو جائینگے اسلیے

(۱) مذہب کی علمی و اخلاقی حیثیت کو چھوڑکر دوسری تمام بحثین عام طور پر اور امور نزاعی خاص طور پر ہمارے ہان جگہ نہ پاوینگے -

(۲) پالیٹکس پر عام اس سے کہ اُسکا تعلق ہندوستان سے ہو یا نہ ہو ہمارے ہان بحث نہ کی جاے گی -

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے قلمی معاونین النا ظر کے صفحات کے لئے اس

دونون امور پر خامہ فرسائی سے احتراز کرینگے اور اپنے مضامین مین اس پہلو کو ہمیشہ مدنظر رکھین گے کہ کوئی بات جو خارج شدہ امور سے متعلق ہو اُسمین جگہ نہ پاوے۔

الناظر کی کیفیت

حجم و ترتیب

فی الحال رسالہ کا حجم ۵۰ صفحہ ہوگا۔ اور اُسکی تقسیم یون کیجائیگی۔

حصہ اول۔ اسمین عام دلچسپی کے مضامین ہونگے۔

حصہ دویم۔ اسمین صرف مستورات کی دلچسپی کے مضامین ہونگے۔

حصہ سویم۔ اسمین خبرین ہونگی۔

پبلک کی قدردانی اور قلمی معاونین کی توجہ کا رنگ دیکھکر ممکن ہو کہ بہت جلد حجم مین اضافہ کیا جاوے۔ اُس صورت مین ترتیب مین بھی ضروری تغیر و تبدل کیا جائیگا

قیمت

فی الحال مقامی خریداردن سے دو روپیہ اور بیرونجات کے اصحاب سے عہ موصولڈاک لئے جائینگے۔ اور جہانتک ہمارے امکان مین ہوگا اس بات کی کوشش کیجائیگی کہ رسالہ کی قیمت مین وقتاً فوقتاً کمی ہوتی رہے تاکہ اپنی کم قیمتی کے باعث وہ ملک کے ایسے شوقینون کے ہاتھون مین بھی پہونچ سکے جو اگرچہ قاضی الحاجات سے کم رسم و راہ رکھتے ہین لیکن ذوق سخن کی ہوشمندی مین عیش و عشرت کے دیوتا کی ہمسری کر سکتے ہین۔

طباری

رسالہ کی طباری مین سب سے زیادہ جو بات ہمین ملحوظ رہیگی یہ ہو کہ رسالہ صاف چھپا ہو۔ اکثر حضرات رسالون کی ظاہری سجاوٹ کی بہت فکر رکھتے ہین۔ ہم بھی کتاب یا رسالہ کی دیدہ زیبی کے مداح ہین لیکن اپنی توجہ کو اسطرف بہت زیادہ مصروف رکھنا پسند نہین کرتے بلکہ اسکے مقابل مین رسالہ کی اندرونی حالت کے سدھارنے کی زیادہ کوشش کرنا چاہتے ہین۔ پھر بھی الناظر کو اس

قابل بنانے کی ضرور کوشش کیجاے گی کہ ذی مرتبت ناظرین وجلیل القدر خوانین کے ہاتھون مین جانے کے لایق ہو جائے ۔

وقت اشاعت اور اُسمین پابندی

الناظر ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو شایع ہوا کریگا۔ ہم اس بات کا خاص انتظام کرینگے کہ پابندی وقت مین انگریزی اخبارات ورسائل کا تتبع کیا جاوے اور کوشش کیجائیگی کہ تاخیر اشاعت کا جو بجا الزام ملک کے تقریبًا تمام اردو رسالون پر لگا یا جاتا ہی اُس سے ہم بری رہین

اشتہارات

ہم ایسے اشتہارون کے سوا جو مہذب اخلاق کہے جاسکین ہر طرح کے اشتہارات کی اشاعت نہایت کم اجرت پر جو بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتی ہی کرین گے ۔

مراسلت

مضامین کے متعلق اڈیٹر سے اور جملہ دیگر امور کے بارہ مین مینجر سے خط وکتابت کیجاوے ۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

اعانت کی اپیل

مندرجۂ ذیل سطور مین ہم درجہ بدرجہ اُن حضرات کی خدمت مین اپنی استدعا پیش کرتے ہین جو ہمارے مقاصد مین کسی قسم کی اعانت کرسکتے ہین اور ہمین امید ہی کہ وہ ہمارے حال پر نظر لطف فرماکر حتی الوسع ہماری عرضداشت پر التفات فرمائینگے جو نہ صرف ہماری غایت ممنونیت کا باعث ہوگا بلکہ اردو زبان کی وسعت وترقی کا ذریعہ ہوگا ۔

(۱) حضرات اڈیٹران اخبار ورسائل کی خدمت مین عرض ہی کہ وہ ہمارے مقاصد کے متعلق اپنی برموقع رایون اور خیالات کا اظہار (خواہ پبلک مین خواہ پرائیوٹ طور پر) فرماتے رہین اور وقتًا فوقتًا رسالہ ہذا پر ریویو فرماکر

اُسکے متعلق اپنی صحیح راے ظاہر کرکے ہمین ہماری خامیون پر مطلع اور غلطیون سے آگاہ کرتے رہین تاکہ ہمین اپنی اصلاح کرنیکا موقع رہے ۔

(ب) ملک کے اہل قلم حضرات سے گذارش ہی کہ وہ اُن مباحث کے متعلق جو ہمارے پروگرام مین شامل ہین یا وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتے رہین الناظر کے صفحات کو اپنے بیش قیمت خیالات کے اظہار کا ذریعہ بناکر ہماری عزت افزائی فرماتے رہین۔

(ج) تعلیم نسوان سے ہمدردی رکھنے والی خواتین (خواہ اس صوبہ کی ہون خواہ کسی دوسرے حصۂ ملک مین مسکن پذیر ہون) سے التماس ہی کہ وہ اپنے مضامین کی بیش بہا امداد سے رسالہ الناظر کے اُس حصہ کی قدر و منزلت بڑہائین جو مستورات کی دلچسپی کے لئے مخصوص ہوگا تاکہ اُنکی عمدہ مثال کو پیش نظر رکھکر اور اُن کی گرانمایہ تحریرات کو مطالعہ کرکے اُن کی وہ بہنین استفادہ حاصل کرسکین جو اگرچہ تھوڑا بہت لکھی پڑھی ہین مگر نہ اپنے مرتبے کو پہچانتی ہین۔ نہ اُن قومی اور ملکی کامون سے دلچسپی رکھتے ہین جو اُن کی امداد کے بغیر ادھورے پڑے ہوئے ہین اور نہ اپنے اُن فرائض کو کما حقہ پورا کرتی ہین جو خدا نے۔ قانون قدرت نے۔ اصول تمدن نے اُن کے ذمہ رکھے ہین ۔

(د) ملک بھر کے سرپرستان علم سے عام طور پر اور اس صوبہ کے علمی قدردانون سے خاص طور پر ہماری التجا ہی کہ وہ رسالہ کی خریداری سے مالی اعانت فرماکے اردو کو وسیع کرنے اور ترقی دینے کی کوشش کی تاریخ مین اپنے اسماے گرامی کو زرین حروف سے لکھنے کا موقع دیکر ہمکو اپنا گرویدۂ اخلاق اور آئندہ نسلون کو اپنا ممنون بنائین

(ہ) جو معزز کارخانجات اور ذی وقر تجار اپنے اشتہارات اخبار و رسائل مین شایع کرتے ہون اُن سے درخواست ہی کہ اگر وہ ہمارے صفحات کو اپنے اشتہارات کی اشاعت کا ذریعہ بنانیکو قابل تصور فرمائین تو ہمین اپنے اپنے اشتہارات بھیجکر ممنون و مشکور بنائین

مذہب علمی رنگ مین

شوخ فن عالم دلہانہ بہ لشکر گیرد
گیرد آئینہ بہ کف ملک سکندر گیرد

ہمارے مسلمات اور ہماری معلومات عموماً مندرجۂ ذیل اقسام سے وابستہ ہوتی ہین۔

(الف) علمی

(ب) رسمی

(ج) اعتباری

یا تو ہم علمی رنگ مین کسی شے کسی حقیقت کا اعتراف یا انکار کرتے ہین یا رسمی طور پر یا چند اعتبارات کے ماتحت۔ چاہے وہ اعتبارت ذاتی اجتہاد پر مبنی ہون اور چاہے کسی اور کے وثوق پر۔

کوئی سی بات اور کوئی سی حقیقت لے لو ان تین صورتون سے خالی نہ ہوگی۔ دنیا مین جسقدر اشیا یا وجود پائے جاتے ہین اور جن مین سے اکثر چیز معلومات مین اگر ہمپر ظاہر ہو چکے ہین اور جنھین ہم مانتے ہین یا اُن سے انکار کرتے ہین اُنکی بنیاد یا تو علمی رنگ مین رکھی گئی ہو اور یا محض رسمی طور پر اور یا چند اعتبارات کے تابع جو امور یا جو اشیا اور معلومات علمی رنگ مین ہین وہ رسمی یا اعتباری امور سے بہت کچھ امتیاز اور فرق رکھتی ہین۔

بہت سی ایسی اشیا یا ایسی معلومات بھی ہین کہ ہم اُنکا اعتراف اور اقتدار محض رسمی رنگ مین اور اعتباری وجوہ سے کرتے ہین لیکن درحقیقت

اُن کا اعتراف اور اُنکی تصدیق یا تو تحقیق علمی رنگ مین ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کی بنیاد اور اُنکی خلقت علمی اصولون کے ماتحت ہوتی ہی۔

جتنی اعتباری اور رسمی معلومات یا مسلّمات ہین اونھین جب علمی رنگ مین منتقل یا تحویل کیا جاتا ہی تو اُن کی حقیقت یا تو بالکل پایۂ صداقت سے گر جاتی ہی اور یا اُن کے حواشی اور زواید الگ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہی۔ یہ کلیۃً نہین کہا جا سکتا کہ

ہر صورت رسمیہ یا نقش اعتباریہ علمی استدلال کے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا یا ان امور رسمیہ اور اعتباریہ مین کوئی صداقت ہوتی ہی نہین۔

جبکہ سلسلہ رسوم اور امور اعتباریہ مین بھی چند در چند زاید بیانات اور حواشی فرضیہ مل سکتے ہین تو یہ کسطرح کہا جا سکتا ہی کہ

رسوم اور اعتبارات مین حقیقت ہوتی ہی نہین۔ رسوم اور اعتبارات مین بھی صداقتین اور حقیقتین ہوتی ہین۔ رسمون اور اعتبارات مین سے بھی ایسے ایسے جواہر اور ریزے نکل سکتے ہین کہ جو اعلیٰ صداقتون کا جزو یا کل ہین۔

لیکن چونکہ اعتبارات اور رسوم کا سلسلہ بہت کچھ چند در چند فرضی امور اور کمزور معلومات سے وابستہ ہوتا ہی اس واسطے یہ مان لینا پڑے گا کہ اُنھین علمی رنگون مین لانا یا اُنکی علمی صورتون مین تنقید کرنا اُن مین ایک بڑا بھاری فرق لاتا ہی۔

اکثر اوقات لوگ یہ نہین سمجھتے یا سمجھنے کی کوشش نہین کرتے کہ جو امور رسمی اور اعتباری رنگ مین تسلیم کئے جاتے ہین اُن مین اور اُن معلومات یا اُن مسلّمات مین جو علمی رنگ مین مان لئے گئے ہین بلحاظ نتایج اور اغراض کے کیا کچھ فرق ہی۔ یہ ایک ایسی ضرورت ہی کہ جس کی طرف ایک عام توجہ کی ضرورت اپنا

احساس کے بغیر نہین رہ سکتی۔

اسطرف خاص توجہ نہ ہونے کی وجہ سے صرف تمدنی اور معاشرتی صیغون مین ہی خرابی اور ابتری نہین پیدا ہوتی بلکہ معادی اور عاقبتی امور مین بھی آئے دن بکھیڑے اور خرخشے پیدا ہوتے رہتے ہین جب کوئی امر رسمی اور اعتباری رنگ مین تسلیم کیا جاتا ہی تو اُس مین صداقت یا شائبۂ صداقت نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ایک خرابی پیدا ہوتی رہی ہی اور اس خرابی کی جڑ ضد ہوتی ہی۔

ضد اور بیجا ہٹ ہمیشہ اُن معاملات مین پیدا ہوتی اور چمکتی ہی جن کی اصل اور بنیاد چند رسوم اور چند اعتبارات پر ہوتی ہی۔ جن جن امور اور جن جن مسلّمات کی بنیاد دین علمی ہین اُن مین اگرچہ بعض وقت اختلاف تو ضرور ہوجاتا ہی لیکن ایسی ہٹ اور ضد نہین ہوتی جو رسمی امور اور اعتباری خیالات مین پائی جاتی ہی۔

ایک رسم یا ایک اعتباری ولولہ ہمیشہ یہ سکھاتا ہی کہ جو شخص اسکے خلاف جائیگا وہ اس دائرہ سے باہر ہی۔ اس کا اختلاف کرنا یا تائید مین نہ ہونا ایک ایسی تحقیر ہی جو کسی حالت مین بھی عفو کے قابل نہین۔ وہ ایک رسم یا ایک اعتباری مرحلہ کی توہین نہین کرتا بلکہ ایک خاص شخص یا ایک خاص جماعت کی تحقیر کرتا ہی۔

برخلاف اسکے ایک علمی تحقیقات یا ایک علمی اصول یہ سکھاتا ہی کہ کسی کے انکار۔ اعراض اور اختلاف سے حقیقت شے مین کوئی فرق نہین آسکتا۔ چاہی کوئی مانے یا نہ مانے ایک مثبتہ علمی حقیقت علمی حقیقت ہی۔

علم کا فرض صرف ابلاغ اور اعلان ہی۔

علم وہ قاصد ہی جو پیغام پہنچا کر وما علی الرسول الا البلاغ کہتا ہوا اپنے مرکز پر واپس آجاتا ہی۔

علم وہ اعلان ہی جو تشہیر کے ساتھ ہی بردباری اور تدبر کی ہدایت کرتا ہی۔

علم وہ شمشیر ہی جو دل پر زد کرتی ہی۔

ان دونون مقتضیات اور اعلانات مین ایک بین فرق ہی۔ ایک مین تندمزاجی اور اکھڑپن ہی اور دوسرے مین تدبر اور بردباری۔

دنیا کی اکثر خرابیون اور خرخشون کا موجب بے صبری اور بے اطمینانی ہین۔ اور یہ محض اسوجہ سے کہ بعض باتون یا بعض اشیا کو صرف رسمی اور اعتباری طور پر ماننے کی وجہ سے ہم تدبر اور بردباری کے وسیع دائرہ سے نکل جاتے ہین۔

جو شخص یہ جانتا ہی کہ دو اور دو چار ہوتے ہین اور آفتاب کے طلوع سے دھوپ نکلتی اور غروب سے رات پڑجاتی ہی وہ اُس شخص سے جہالت کی لڑائی نہین لڑتا۔ جو ان دونون حقیقتون سے انکار کرتا ہی کیونکہ وہ خوب سمجھتا ہی کہ اسکے اعراض اور انکار سے ان حقایق مین کبھی فرق نہین آسکتا۔ اُس کا کام اعلان اور ابلاغ تھا سو وہ کرچکا۔

بر رسولان بلاغ باشد و بس

مذاہب کی اصل اور ماخذ کے ایک ماننے مین شاید ہی کسی کو انکار ہو اور اگر کوئی اسکا انکاری بھی ہو تو اسکے پاس شاید ہی کوئی دلیل واثق اس انکار کے ثبوت مین ہو۔ جب مذاہب اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی اصول سے نسبت رکھتے اور ایک ہی معبود کی طرف لے جاتے ہین تو اُن کے ماننے والون مین باعتبار سب سمجھے اور تاویلات کے اختلافات تو ہوسکتے ہین لیکن جب اُن مین پرلے درجہ کی عداوتین اور کاوشین پیدا ہوجاتی ہین تو یہ سمجھا جاتا ہی کہ اُن کی بنیاد بھی چند رسمون ہی کے ماتحت ہی۔

اگرچہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مذاہب مین بھی چند در چند رسمون اور شخصی

اعتبارات کا عنصر بہت کچھ شامل ہی لیکن باین ہمہ یہ کسی حالت مین بھی نہین کہا جاسکتا کہ اُن مین حقانیت نہین ہی - مذاہب مین حقانیت ہی اور وہ باوجود اس قدر غلافون اور پردون کے جھلکی دے ہی جاتی ہی - مگر پھر بھی رفتہ رفتہ یہ نقص پیدا ہوگیا ہی کہ مذہب پرستون مین سے اکثر لوگ مذہب کو محض رسمی رنگ مین مانتے ہین اور اعتباری رنگ مین اُسکی تصدیق اور تائید کرتے ہین - یہی وجہ ہی کہ اہل مذاہب مین بجاے آشتی اور صلح کے زیادہ تر عداوت - کاوش اور بغض پایا جاتا ہی —

مذہب شخصیت کے جامہ مین آکر ایک خوف ناک صورت اختیار کرچکا ہی - لوگ مذہب کے واسطے بہت کم لڑتے اور جھگڑتے ہین بلکہ مذہب کی موجودہ لڑائیون کا دار مدار زیادہ تر شخصیت اور ذاتیات پر آرہا ہی - اسکی وجہ یہی ہوسکتی ہی کہ لوگ مذہب کو علمی رنگ مین نہین مانتے اور نہ علمی رنگ مین اُسکی تعظیم کرتے - اور ایسی تعظیم کے عادی ہین — اکثر لوگ یہ بھی نہین سمجھتے کہ مذہب بھی ایک علم یا ایک گران پایہ فلسفہ ہی —

اکثر لوگون کے نزدیک مذہب چند روایات یا چند اعتبارات کے سوا اور کچھ بھی نہین —

ایسے خیالات ہمیشہ مذہب کی قیمت اور وقعت مین بٹہ یا دھبہ لگاتے ہین اور اسکا عملی نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ رفتہ رفتہ مذہب ایک بازیچہ طفلان سے زیادہ وقار اور عظمت نہین رکھتا - اگرچہ ہر موقعہ اور ہر تقریب پر اُسکی یاد اور پرستش کی جاتی ہی - لیکن چونکہ محض رسمی اور اعتباری رنگ مین اُسکا خیر مقدم کیا جاتا ہی اسواسطے سوا چند قسم کی مخالفتون اور کاوشون کے اُسکا کوئی اور نتیجہ یا اثر نمایان نہین ہوتا - ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ بعض اختلافات کی وجہ سے محض رسمی رنگ مین کاوش اور مناقشت رکھتا ہی —

مذہب مین ہمیشہ دو چیزین یا دو باتین مقدم یا برتر ہوتی ہین۔

(۱) خدا پرستی

(۲) رہبر پرستی

کوئی مذہب ایسا نہین جس کی تمام دفعات مین سے یہ دو دفعات زیادہ تر ضروری اور لازمی نہون۔ کوئی مذہب کتاب اور کتاب لانے والے سے خالی نہین ہونا خواہ ایسی کتاب خاص الفاظ مین ہو خواہ افعال قدرت کے الفاظ مین اسی طرح اس کتاب کا لانے والا یا اُسکی تشریح کرنے والا بھی ضرور کوئی نہ کوئی ہوتا ہی۔

انھین دونون کی ذریات سے لوگون مین مخاصمتون اور مناقشتون کی بنیاد پڑتی ہی اور انھین دونون پر تمام قسم کی امیدون اور مایوسیون اور اختلافات یا اتفاقات کا انحصار ہی اور انھین پر مذہب کی خوبیون اور برائیون کا خاتمہ ہوتا ہی۔ ان دونون طاقتون کا ثبوت اور ہستی محض وہمی معلومات یا اعتباری واقعات پر موقوف نہین ہی بلکہ اس مرحلہ مین فراست عقل اور استدلال علمیہ کی ضرورت پڑتی ہی۔ خدا کا وجود اور خدا کی ہستی گو عوام الناس کے خیال مین محض چند روایات کے ماتحت ہی مانی جاتی ہو لیکن دراصل اسکا ثبوت علمی رنگ مین کیا جاتا ہی اور علمی رنگ مین ہی اسے مانا جاتا ہی۔

خدائی افعال کا مقابلہ خدائی اقوال سے کرتے اور اس سے استدلال یا استشہاد ہوتا ہی۔

اُس سے دوسرے درجہ پر یہ استدلال بھی علمی رنگ مین ہی ہوتا ہی کہ ہر سوسائیٹی اور ہر جرگہ کے واسطے مذہبی رنگ مین ہی نہین بلکہ دنیوی رنگ مین بھی ایک لیڈر کی ضرورت ہی فطری اصلاحات کے مطابق نظام مذہبی کے واسطے

سب سے زیادہ روشن فطنت شخص کی ضرورت ہی اور روشن فطنت کی تخصیص اور وجوہ تخصیص کے واسطے علمی اصولون سے ہی کام لینا پڑتا ہی۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ مذہب بھی ایک فلسفہ یا ایک علم ہی۔ اسکی بنیاد رسوم یا چند اعتبارات پر نہین رکھی گئی ہی۔ بلکہ علمی نکات پر۔ اگر مذہب کی تائید یا تصدیق علمی رنگ مین کیجاے اور علمی اصولون سے اوسپر بحث کی جاے تو وہ مشکلات جواب رسمی یا اعتباری رنگ مین پائی جاتی ہین نہایت آسانی سے رفع ہوسکتی ہین۔ اب ایک مذہب دوسرون کے سامنے محض رسمی یا اعتباری رنگ مین پیش کیا جاتا ہی جسمین طرح طرح کی ضدین اور کاوشین اور سوے ظن شامل ہوتا ہی۔ مدمقابل ہمیشہ یہ خیال کرتا ہی کہ میرے سامنے ایک خاندان یا ایک کنبہ یا ایک قوم کی چند مسلّمہ رسمون کا مجموعہ پیش کیا جاتا ہی اور اسکے مقابلہ مین میرے مجموعۂ مسلّمات کی تحقیر کی جاتی ہی۔ دونون طرف کے یہ خیالات معاملہ کی طنابین دور تک لے جاتے ہین اور رفتہ رفتہ ضد بڑھتی جاتی ہی۔ اگر برخلاف اس کے مذہب علمی رنگ مین پیش کیا جاے تو اگرچہ چند اختلافات ہونگے لیکن کوئی منافرت نہ پیدا ہوگی۔

جب ایک فلسفی دوسرے فلسفی کے سامنے کوئی فلسفہ کا مسئلہ پیش کرتا ہی تو دوسرا فلسفی ہمیشہ یہ سمجھتا ہی کہ ایک علمی مسئلہ اسکے سامنے پیش کیا جاتا ہی۔ اس واسطے چاہے اُسے مانے یا نہ مانے اُسکی طبیعت مین کوئی منافرت نہین پیدا ہوتی کیونکہ وہ یہ خیال کرتا ہی کہ یہ مسئلہ دونون مین سے کسی کے کنبہ اور خاندان سے تعلق نہین رکھتا بلکہ ایک علمی مسئلہ یا بحث ہی جسمین ایک کا دوسرے سے اختلاف کرنا کوئی قباحت نہین رکھتا۔

مذہبی مباحثون مین جبکہ وہ محض رسمی یا اعتباری رنگ مین ہوتے ہین

ہمیشہ فریقین کو یہ خیال ہوتا ہی کہ ہم اپنے چند بزرگون کی باتین پیش کر رہے ہین جسکی تائید اور تصدیق یا تعظیم ہر شخص پر لازمی ہی - علمی رنگ مین صرف اعلان مراد ہوتی ہی اور یہ کہ ہم ایک علمی تحقیقات یا مواد تحقیقات پیش کر رہے ہین ہر شخص اُسکی نسبت اپنی راے اور اپنے اجتہاد کے مطابق راے زنی کا اختیار رکھتا ہی -

مذہب کبھی مجبور نہین کرتا کہ جو کچھ ایک شخص مان رہا ہی - ضرور اُسے دوسرا بھی مان لے - مذہب صرف یہ کہتا ہی کہ میری منادی ہر کوچہ مین کیجاے تاکہ کوئی یہ عذر نہ کر سکے کہ اُسنے اُسکی نسبت کچھ نہین سُنا -

مذاہب مین گنہ کی پاداش مقرر کی گئی ہی اور ثواب کی جزا لیکن مذاہب نے کسی اپنے پیرو کو یہ اختیار نہین دیا ہی کہ وہ سزا اور جزا کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لیکر دوسرون کی نسبت فتویٰ دے -

دوزخ اور بہشت دو جگہین سزا اور جزا کی مذہبی رنگ مین بیشک تسلیم کی گئی ہین اور اُن کے وجود سے فلسفہ مذہبی کی صورت مین انکار نہین کیا جا سکتا لیکن اُن کے ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ایک مذہب کے مقتدیون مین سے چند لوگ ان دونون جگھون کا تمام نظم و نسق اپنے ہی ہاتھ مین لیکر اپنی تجویز کے مطابق اُنکی تقسیم اور قرعہ اندازی کرتے رہین -

جب ہم علمی رنگ مین مذہب کی تفسیر کرتے ہین تو وہ اس معاملہ مین بہت ہی محتاط ثابت ہوتا ہی بیسکڑون مذہب اس بحث مین آکر خود خاموش ہو جاتے ہین اور اُنکی ہدایات کا اسبارہ مین یہ لب لباب نکلتا ہی کہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہ -

وہ صرف ایک دوسرے پر تبلیغ واجبی کا بوجھ رکھتے ہین فیصلہ کن راے نہین دیتے - اُنکی یہ راے ٹھیک علمی اصولون کے مطابق ہی اور ایسا ہی

چاہیئے بھی تھا کیونکہ جب مذہب ایک فلسفہ اور ایک عقل ہی تو لازم تھا کہ اُسکی ہدایات یہی عقل اور فراست پر مبنی ہوتین ۔

مین ایک مذہب کے تسلیم کرنے سے کیا اغراض رکھتا ہون ؟

(الف) اپنی جان کی بریت ۔ اور تزکیہ ۔

(ب) اعلےٰ طاقت کی فرمان برداری ۔

(ج) ایک رہبر اعلےٰ کی تعظیم ۔

ان تینون شقون مین سے پہلی شق الف زیادہ تر مفید ہی ۔ جب مذہب کا معاملہ نفسی نفسی ہی تو پھر کوئی وجہ نہین کہ جب دوسرا شخص ہمارے مذہب سے بالکل اتفاق نہین کرتا یا کم اتفاق کرتا ہی تو ہم اس اختلاف کی وجہ سے اُسکے جانی دشمن ہوجائین ۔

بہ پابندی اصول بلغ ما انزل الیک ہمارا فرض ہی کہ ہم اپنے مذہب کی خوبیون اور عمدگیون سے دوسرون کو بھی ہرگاہ واقف کرین اور اُن کے ثابت کرنے پر زور دین کیونکہ جو چیزین اپنے لئے انگا ہون مین مفید اور راحت رسان ہین ضرور ہی کہ ہم اُنسے اپنے دیگر ابنائے جنس کو بھی خبردار کرین ۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہمارے اعلان کے مطابق سالک نہ ہو اور اُسکی سمجھ مین نہ آوے تو اُسکا یہ نتیجہ نہین ہونا چاہیئے کہ اُسے ہم دائرۂ انسانیت سے خارج سمجھکر اُس کے ساتھ علائق دنیوی یا رابطۂ تمدنی بھی قطع کردین اور یہ ہم اُسی وقت کرتے ہین جب مذہب کو رسمی یا اعتباری رنگ مین مانتے ہین ۔ یہہ عمل مذہب کی محبت کا نتیجہ نہین ہوتا بلکہ محض رسم پسندی کا ۔ کیونکہ مذہب تو اس محبت کا سبق دیتا ہی لا اکراہ فی الدین ۔

ایک دوسرے سے محبت کرو ۔ اگر کوئی نہین سمجھتا تو اُسے بار بار سمجھاؤ اور فردنی سے کام لو ۔ جب غیظ و غضب اور تند مزاجی سے کام لیا جائے تو مذہب کی ہدایات نظر انداز ہوجاتی ہین ۔

زمانہ سکھا رہا ہی کہ لوگ مذہب کی تعظیم اور تصدیق علمی رنگ مین کرین - کیونکہ مذہب بھی ایک فلسفہ اور ایک شریف علم ہی - مذہب جیسے جیسے رسمی حدود سے نکلتا جائیگا ایسے ویسے اسکی تقدیس بڑھتی جائیگی اور مختلف مذاہب کے مختلف فرقے ایک ہی پلیٹ فارم پر آتے جائینگے -

مرزا سلطان احمد

تاریخ اجرا

ہمارے گرامی قدر عزیز منشی ارتضی علیصاحب شرر نے ہماری خواہش کے بغیر دل کی تاریخ ہمکو بھیجی ہی جو ہنکر کیسا تہ تاریخ کہی ہی

مصلح ملک باد الناظر　　قدردانش شوند اہل زمین

از اڈیٹر دعائے تاریخ - کہ بود کامیاب ناظر من

۱۳۲۷ھ

(از حضرت شرر کاکوروی)

ہو بات نئی تیرے ہر انداز و ادا مین　　شوخی بھی مچلتی رہے آغوش حیا مین

یہ پہلے پہل جاے تیرے پاس نہ خالی　　ٹکڑے ہون کلیجے کے میری آہ رسا مین

ہم رند خرابات ابھی دامن تر کو　　جاتے ہین سکھا لائینگے جنت کی ہوا مین

سو لطف کے آثار ہین اک چین جبین مین　　سو قہر ہین اک تیری تبسم کی ادا مین

دل چھین لے تیرا ابھی ترا دست حنائی　　شوخی ہو نئے رنگ کی یہ رنگ حنا مین

کہتے ہین وہ مرتے ہو مگر مر نہین جاتے　　معلوم تو ہو فرق بقا اور قضا مین

پڑتی ہی نظر غیر کی ملبوس سپید پر　　اس رنگ سے بیٹھو نہ مری رسم عزا مین

اے شوق ہٹون راہ طلب سے نہ کبھی مین　　چبھتے ہی رہین دشت کے کانٹے کف پا مین

آئے بھی تو آئے ہو تم احسان جتاتے　　کیا جذب نہ تھا خاک مزار شہدا مین

رو دیتا ہی خود وہ بھی کبھی ہمکو رلا کر　　کچھ رحم کی شرکت بھی ہی ظالم کی جفا مین

کچھ شغل جو باقی ہی شرر شغل یہی ہے

پی تھوڑی سی اور بیٹھ رہے یاد خدا مین

اگلی چہل پہل

یون تو مشرق کی ہر ایک شے مغربی مہذبون کو استعجاب مین ڈالدیتی ہی۔ لیکن دو چیزین ہندوستان کی یورپین دنیا کے لئے ایک طلسم سے کم نہین ہین۔ ہندوستان کی سربفلک عمارتین اور رسوم شادی۔

عمارتون مین شاہی عمارات کے دیکھنے والے یوروپین کو ہر قطعہ مکان ایک بھول بھلیان کا مزہ دیتا ہی۔ بیئے کے چھوبخ کی طرح تہ بتہ زیر و زبر کوٹھریان۔ صحنچیان۔ برجیان۔ شہ نشین۔ کمرے۔ چورخانے۔ تہ خانے ایک طولانی اور مسلسل لڑیان ملی جلی ہوئی ختم نہ ہونے والی داستان کی طرح کچھ ایسی پہلیان ہین جنکی نوعیت ایک آزاد خیال کی راے مین ایک قیدخانہ سے کم نہین دارالسلطنت لکھنؤ کی عمارتون کو جن سیاحون نے ملاحظہ کیا ہی اُنکے دماغ ابتک چکر مین ہین۔ غدر کے بعد آدہا لکھنو کھدگیا۔ شہر کی صورت بدل گئی اُسکے بعد اب تھوڑے دنونسے لاٹوش روڈ اور مینو سپلٹی کی مجوزہ سڑکون نے اسکی قدیم عمارتون کے مٹانے کی فکر کی ہے۔

مگر یہان پر ہمکو مشرقی شادیون کا تزک اور احتشام دکھانا منظور ہی جو اہل مغرب کے لئے حل معما سے کم نہین۔

لکھنو کی چہل پہل ابھی تک برقرار ہی۔ حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بہادر کا زمانہ ہی شہر مین ہین برس رہا ہی۔ نواب خاص محل ملکہ محذرہ عظمیٰ جو بادشاہ کی پہلی بیوی ہین اُن کے نورچشم ابوالمنصور نواب کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علیخان بہادر کوکب کی نسبت نواب سرفرازالدولہ کی صاحبزادی سے قرار پاچکی ہی نواب سرفرازالدولہ بادشاہ کے نسبتی بھائی ہین۔ اُنکی چوتھی بیٹی بادشاہ کی

چہیتی بیوی نواب معشوق محل صاحبہ نے اپنے صاحبزادے شہزادہ مرزا فریدون قدر ہزبر علی خان بہادر کی شادی مدار الدولہ نواب علی نقی خان کی بیٹی سے جو بادشاہ کی سالی تھی ٹھہرائی ہی۔

ایک کو دوسرے سے چشمک ہی نواب خاص محل سیر چشم اور عالی حوصلہ ہین۔ ذاتی وقار دولت وحشمت بہت کچھ رکھتی ہین۔ معشوق محل نے یہ چال کی ہے کہ مدار الدولہ نواب علی نقی خان کو سمدھی بنایا ہی جو کل سیاہ وسفید کے مالک ہین۔

پہلے مرزا ولیعہد کی شادی کا سامان ہوتا ہی۔ ذیحجہ کی سولھوین تاریخ (اکتوبر کی سترہوین) یکشنبہ کو سانچق۔ دوشنبہ کو مہندی۔ سہ شنبہ کو برات۔ چہارشنبہ کو رخصتی قرار پائی ہی۔ نواب خاص محل دولہا کی مان داد و دہش مین بہت مشہور ہین۔ روپیہ ٹھیکری کی طرح لٹا رہی ہین مگر اُنکے یہان کوئی معتمد بھی خواکام کرنے والا نہین۔ اوسپر بھی عورت ذات اپنی عقل و دانائی سے ہر ایک کام سلیقہ سے کر رہی ہین۔

ماہ بھجے کے دن سے تمام شہر مین روشنی کا سامان ہی۔ در دولت سے حسن باغ تک دورویہ روشنی کی ٹٹیان کھڑی ہین۔ دو طرفہ تیل کی نہر جاری ہی جسکا جی چاہے روشنی کے نام سے جسقدر تیل لیجائے۔ کچھ پرسش نہین۔ ہر ایک اپنے بیگانہ کو خلعت بٹے۔ نوکر دن کو جوڑے ملے۔ انعام تقسیم ہوے۔

سانچق کے روز اسقدر مزدور بلائے گئے کہ شہر کے گرد و نواح کی بستیان اُجاڑ ہوگئین اسپر بھی مزدور کم ہوئے۔ صبح سے شام تک چوگھڑے چاندی سونے کے۔ گنگا جمنی آرایش کے تخت برابر جا رہے ہین۔ شام کو جو بچ رہے لٹا دیئے گئے۔

مہندی کا بھی یہی رنگ ہی۔ کشتیان۔ خوان مزدور اُٹھا نہین سکتے نہ کچھ تعداد ہی نہ شمار۔ کشمکش اور بھیڑ سے لوگون کے ہاتھ پانون پھولے جاتے ہین گھر کا راستہ

نہین ملتا۔ مزدورون کے ریلے سے نکلنا دشوار ہی

چہارشنبہ کی شام برات کی رات ہی۔ آتشبازی کا لطف ہی قلعہ کے قلعہ چھوٹ رہی ہین۔ گھر گھر ناچ گانا ہی۔ صبح کو بارات جانے کا سامان ہی۔ فوج شاہی سجی سجائی تیار ہوئی۔ پیادہ اور سوار۔ نقیب وچوبدار۔ نوبت۔ نشان۔ ماہی مراتب جلوس کا سامان۔ جھنڈی بردار قطار در قطار۔ دفعتہً ایک بگھی نہایت تیز ہی آئی جسپر پریون کا غول ہی۔ ہر ایک لباس مغرق سے آراستہ ہی۔ درجہ بدرجہ قرینے سے جلوس کی پریان بنی ہوئی ہین۔ اسکے بعد ہاتھیون کے دل کے دل ہودج اور عماریان مکلف ہر کہہ ومہ لباس کلنار مین معہ سرخ جامے۔ زربفت کے پائجامے چوغہ۔ کلغی۔ سرپیچ۔ گوشوارے جواہر مین غرق ہاتھی پر سوار ہی بیچ مین ایک ہاتھی پر بادشاہ جماہ ہین۔ گود مین نوشہ جلوہ افروز ہی۔ خود بدولت مٹھیان بھر بھر کے روپیہ اور اشرفیان مینھ کی طرح برسا رہے ہین۔ اسی طرح یہ بارات نہایت تزک اور احتشام سے رخصت ہوئی۔ جہیز اور سامان بیان سے باہر ہی۔

اب نواب معشوق محل کے حوصلے نکالنے کی باری ہی۔ انکی ضد ہی کہ ہر ایک بات خاص محل سے بڑھکر ہو نہین تو میری ناموسی ہوگی۔ منھ نہ دکھاؤنگی۔ شہر سے نکل جاؤنگی۔ اور خاص نواب اختر محل بھی زور دے رہی ہین اسواسطے کہ اُن کی سگی بہن کی شادی ہی۔ بادشاہ پس وپیش مین ہین۔ نواب علی نقی خان سے شورا ہو رہا ہی۔ یہ بھی بیٹی کی شادی مین زیادہ دھوم دھام چاہتے ہین۔

نواب معشوق محل نے نہایت دھوم دھام سے بانچھا رچایا۔ ملازمین نوشاہ رنگ کی مشکین اور گھڑے لئے ہوے۔ کشتیون مین مغرق جوڑے۔ کہار ونکی بہنگیون مین اشرفی اور روپیون کے توڑے ہین جو غریب محتاج ملا اُسکو شہاب مین نہلایا پھر جوڑا مکلف پہنایا کچھ روپیہ بھی دیدیا۔

نواب خاص محل کو یہ لوگ جھونک ناگوار ہوئی۔ جا بجا اپنے فرزند کی شادیمین
جو ترپولئے بنوائے تھے وہ بچوا ڈالے۔ بادشاہ نے اس حرکت سے برہم ہوکر سرخ
بانات کے ترپولئے اسیوقت منڈھوا دیئے۔ برج۔ بنگلے۔ ترپولئے بنوا کے ٹھاٹھ دار
مین پاس پاس گلاس نصب ہوے در دولت سے گئو گھاٹ تک آتشبازی سنئے
انداز کی گاڑی۔ کشتیون پر خلق خدا دریا مین کھڑی تماشا دیکھ رہی ہی۔ بیچ مین مینا بازار
ہی۔ ہر شئے کا ڈھیر لگا ہی۔ نانبائی۔ حلوائی۔ خوانچے والے موجود۔ تنبولنون کی دوکانین
بسنتی پان۔ بھنگرنین ماہ پارہ نکھری ہوئی۔ حقے دلکش دھواندھار۔ جا بجا محفل رقص
و سرود۔ ٹپا ٹھری اوڑ رہا ہی۔ بھانڈ نقلین کر رہے ہین۔ لونگ۔ چڑے۔ کباب۔
شیرمال۔ نافتان گلی گلی لیلو۔ پھولون کے زیور۔ بیلے چمبیلی کے ہار۔ فرنی کے
خوانچے۔ آدمیون کی ریل پیل۔ برات کی دھوم دھام سے میلا لگا ہوا ہی۔ فینس میانی
چوپہلے مین زنانی سواریان آتی جاتی ہین۔ بگھی سیج گاڑی۔ ڈولیان بیشمار موجود
ہین۔ مخلوق کی میدنی پڑی ہوئی ہی۔ کوٹھون پر جمگھٹے ہین۔ آدمی پر آدمی ڈٹا ڈٹے
ہین۔ چھتین ہلتی ہین۔ کڑیان پھٹی پڑتی ہین۔ رنڈیان تماشا دیکھ رہی ہین۔ دن
عید۔ رات شب برات ہی۔

سانچق کا سامان ہو رہا ہی۔ دس بارہ کوس تک مزدور کا نام نہین ملتا
سانچق سے چھٹی پائی مہندی کی باری آئی۔ مزدورون نے بٹنا چرا کر ملا۔ پینڈیان
جھولے مین بھر لین۔ مہینون کھانے کا سامان جمع کر لیا ہی۔

اب برات کی رات ہی دولہا کے مکان در دولت سے تین کوس کے فاصلہ
پر گئو گھاٹ ہی۔ آدمیون کی کثرت ہی۔ سانس لینے کی جگہ نہین۔ ملازمین اور مہتمم سبکو
دوہرے خلعت دوہرے انعام ہوے۔ مانجھے کے زرد جوڑے اور برات کے
سرخ بٹے۔ شام سے چلنے کی تیاریان ہو رہی ہین۔ امیر امرا کی سواریان کوسون

تک کھڑی ہین - صبح کے تڑکے شہنائیون مین للت الیا لپک رہی ہو - اتنے مین
جلوس نکلا - تزک چلا - بڑے بڑے کنچل ہاتھیون پر نوبت نشان - ماہی مراتب -
زنبورک والے - سانڈنی سوار قرینے بقرینے جا رہے ہین - سوار پیدل دل کے
دل - انگریزی ہندوستانی - فوج قطار در قطار - اخری پلٹن - بانکا ترچھا رسالا -
تلنگون کی سنگینین جگرخراش - آگے آگے انگریزی باجے بجتے ہوئے - صوبہ دار -
جمعدار - حولدار بڑے بڑے عہدہ دار کارچوبی کرتیان سنہری لیس ٹکی ہوئی -
توسدان پر اجائے ہوے قاعدے سے قدم اُٹھاتے ہین - سپاہ کے افسر دیانت الدولہ
ہمراہ ہین ترک سوارون کے ٹھاٹ جنگی لاٹ سے کم نہین - جھنڈیون کے پھریرے
کھلے گھوڑے تیز رو آہستہ آہستہ قدم قدم ٹولیان جماتے ہین - نسیم سحر سے باگین
ملی ہین - گھوڑون پر سوار کا جوبن ہی - غضب کی چھل بل - ستم کا ہنہنانا - ہندوستانی
پلٹنین سب اشراف چیدہ کوٹ گڑھی فتح کئے ہوے - عربی باجے بجتے ہوے سب
بھتھ چھٹ جوان - سانڈنی سوار - برچھے والے - نقیب چوبدار - عصا بردار -
ہاتھیون پر ارکان دولت ایک طرف عزیز اقربا سب لباس زرین پہنے ہوے -
غٹ کے غٹ غول کے غول ہتنیان - سیکڑون جھول نقرئی ہودج - طلائی عماریان
یاقوت الماس زمرد کی گلکاری - ایک ہاتھی پر قبلۂ عالم نوشہ کو گود مین لئے ہوے
توڑے کے توڑے لٹاتے ہوے آہستہ آہستہ قدم قدم سواری دلہن کے گھر پہنچی -
نقارے کی صدا بلند ہوئی - زنانی فوج کی باری آئی تلنگون کی پلٹنین - حبشنون کی
کمپنی کندھون پر بندوقین دریاے آہن مین غرق - سنگینین شفاف توسدان کے
بدھے سے کمر خم - ترک سوار نیان قواعدوان - حبشنین - ترکنین - برچھی والیان -
روشن چوکی والیان - کمسن کہاریان بھاری پوشاکین پہنے ہوے - جڑاؤ گہنے -
اطلس اور گلبدن کے لہنگے - پرزر کاشانی مخمل کی کرتیان - ماتھے پر سنہری مچھلیان

سکھپال اُٹھائے ہوے - کچھ خالی جلوس ادہر اودہر چنڈول انمول پالکی نالکی پچکلے
جواہر نگار حسینین مخدرات بادشاہ کی سواریان امیرزادیان - ہمراہ خواجہ نواب ناظر بندوبست
مین - اس شان وشوکت سے بادشاہ محل مین پہنچا - مبارک سلامت کی آواز گلے اور
ساز سے آتی تھی - آرسی مصحف اور ٹونون سے فراغت پائی تو بات کی نوبت آئی -
ہر رسم پر نیگ ملتا تھا - ڈومنیون نے جب پانو نمی گائی سب کے دل اُمنڈ آئے
ہمجولیان دلہن کے گلے ملکر رونے لگین - دولہا نے سہرا چہرہ سے سرکا دولہن
کو گود مین اُٹھایا - سکھپال مین سوار کیا - دولتخواہون نے سکھپال پر سونے اور
چاندی کے پھول نثار کئے اشرفیون کے ڈھیر لٹا دیئے - جب دولہن کو بیاہ کے
گھر پر آئے بہنون نے لڑجھگڑ کر نیگ لیا - بکرا ذبح ہوا انگوٹھے مین لہو لگایا گیا -
بہت سے غریب غربا دولتمند ہوگئے - اسی طرح رات دن جشن رہتے تھے عیش
وعشرت مین بسر ہوتی تھی کسی کو کھانے پینے کی فکر نہ تھی - اب نہ وہ شہر ہی نہ وہ لوگ
ہین ہر شخص اپنی اپنی مصیبت مین مبتلا ہی کہنے مین چار دن کی بات ہی لیکن ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی

دل وجان سے فدائے ادا ہوے ہم نہ وفا کے لئے نہ جفا کے لئے
کوئی پوچھے بتون سے یہ دیکے قسم کہ یہ کیسے ستم ہین خدا کے لئے
غم عشق مین کسکے یہ روپ گھٹا تجھے کیا ہوا اے مرے ماہ لقا
ارے آئینہ لیکے تو دیکھ ذرا یہی حسن تھا تُرخ کی صفا کے لئے
یہ نگارش نقش برآب ہی کیا یہ نمایش سر بہ حباب ہی کیا
یہ تصور موج سراب ہی کیا یہ نمود ہے کیسی بقا کے لئے

میر ولایت علی فردوس

شراب الصالحین

از نادر کاکوروی

پہلا جام

صریر کلک شاعر سے دم تحریر ہی پیدا — فنا کا اک نشاط انگیز نغمہ اور وجد افزا
یہ نغمے خامشی سے اٹھکے ہر گوشہ سے دنیا کے — غذائے روح بنتے ہین پئے تفریح انسانی

یہ دنیا روح کا ہو اک چہ خانہ کہ ظاہر مین — ٹپکتا ہو رگ ہر شاخ سے یان شیرستان کا
اگر جب شاخ گل کو غور سے دیکھا تو آہ اسمین — چھلکتا تھا لبالب جام خون بیگناہان کا

غلط کہتے ہین کہنے والے جو اکثر یہ کہتے ہین — کہ رہتا ہو تعلق روح کو دنیائے فانی سے
یہ فکرون کی - غمون کی - حادثون کی اور عوارضکی — ارے یہ زندگی - موت اچھی ایسی زندگانی سے

اگرچہ جیل مین ہین ہر طرح بیفکریان حاصل — پھر اوسپر لطف یہ کہ نگی پہننے اور کھانے مین
رہا ہو کر کسی قیدی کو یہ کہتے نہین پایا — کہ کٹتی کس مزے سے تھی ہماری جیلخانے مین

یہین کی ساری دلچسپیان ہین بعد ازان روحین — علایق کو نہ روتی ہین نہ یاد احباب کرتے ہین
مگر طوفان سے بچکر تیر کر بحر حوادث کو — کھڑے ساحل پہ سیر کشتی غرقاب کرتے ہین

خزان مین پتیان سوکھی ہوئی صحن گلستان کی — بگولونمین ہوا کے اڑتی ہین اور پھر پھراتی ہین
یہ روحین ہین کہ گویا چھوٹ کر قید حوادث سے — خوشی مین کھیلتی ہین ناچتی ہین اور گاتی ہین

ندائین آرہی ہین صاف شورستان ہستی سے — کہ او سرمست غفلت او مئے دولت کے متوالے
یہ دنیا منزل راحت نہین ہو قصر دوزخ ہو — اٹھ او فانی نکل دوزخ سے اور جنت کا رستہ لے

رہیگا تابہ کے آلودہ دنیا کی کثافت سے — ضروری روح کا ہو تیری اکدن خاک ہو جانا
یہ تیرا جسم خاکی خاک کا پتلا ہو اور اک دن — نتیجہ لازمی اسکا یہی ہو خاک ہو جانا

بہت ہشیار یون اور کاوشون مین کی بسر تونے — بس اب دنیا و مافیہا سے غافل بیخبر ہو جا
چھلکتا ہو مئے احمر کا شیشہ دست ساقی مین — ارے اک گھونٹ پی جا اور ہمیشہ کیلئے سو

سیر ہمالیہ

کا

ایک باب

از افکار تازہ حضرت شرر علوی کاکوروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو جاے گر پیاری پیاری طبع موزون — منظوم ہو کوئی تازہ مضمون
مدت سے ہے شمع فکر کی گل — روشن اُسے پھر کرے تخیل
ظلمت جتنی ہے دور ہو جاے — پھر بزم خیال طور ہو جاے
خاکستر دلمین ہو جو اخگر — بن جاے بھڑک کے مہر انور
آجاے نظر عروس مضمون — مشاطہ ہو اُسکی طبع موزون
کاغذ پہ لگاؤں آج اس باغ — لگجاے ارم کو رشک کا داغ
پھولوں اسمین عجیب رنگ کے ہون — کچھ ہندے کچھ فرنگ کے ہون
ہون نظم مین مغربی خیالات — تنہا نہ ہون مشرقی خیالات
اُردو ہے یہ اُردو معلے — انسان ہو اسمین ہر طرح کا
انگریز ہو شیرین ہو ہندی — بولین سب اپنی اپنی بولی
وسعت اد کی ہو حد و — ہر ایک ہو رنگ اسمین موجود
مغرب کا خیال جو جہان ہو — مشرق کے لباس مین علی ان ہو
پھیکا نہین رنگ انکو مرغوب — بالکل ہو سادگی نہین خوب
ہان سرخ کی بدے ہو گلابی — نیلا نہ ہو رنگ بلکہ آبی
بدلے تھوڑا سا رنگ ترقیم — تحریر کی طرز مین ہو ترمیم

یہ کلک رانی چال کے ہین — انگریزی قلم یہ حال کے ہین
شمشیر قلم ہو صرف تحریر — تحریر حسین کی ہو تصویر
مضمون دکھاے اپنی شوخی — لوہے کے قلم سے نکلے بجلی
کھینچو نہین وہ نقش رنگا رنگ — مانی بھی ہو جسکو دیکھکر دنگ
اے ذہن رسا میری مدد کر! — دشوار ہی راہ تو ہو ہموار
مضمون یہ سب تمام ہو جاے — قرطاس کی صبح شام ہو جاے
اے اشہب خامہ تیز رفتار — منظور ہے آج سیر کہسار
ہان جلد زمین سے ہوا ہو — کوسون پیچھے تری صبا ہو
ہے کوہ نہالیہ پہ منزل — پر پیچ ہے اُسکی راہ مشکل
ہو جاے کہین نہ دل پریشان — راہین اُسکی ہین لف پیچان
قائم ہو نے پاے ہمت — راحت ہوتی ہے مزد محنت
دشوار گزار گھاٹیون راہین — پہنچین منزل پہ ہم جو جاہین
اونچی چوٹی پہ فکر جاے — مضمون بوٹی کا ہاتھ آے
ہو پیک نگاہ گرم رفتار — ہین خضر طریق سبز اشجار
گھر آہین اگر سیاہ بادل — بجلی سے کیے دکھاے مشعل

ہی کوہ ہمالیہ یہ مشہور — قدرت کے حسن سی ہی معمور
اس کوہ مین اسطرح کے اشیا — ہوتی ہین بیشمار پیدا

کہتی ہی یہ اوسکی چوٹی — ای پیر فلک مزاج عالی
اس کوہ کا شاندار منظر — غالب کرتا ہی رعب دلپر

اسکے سب شجر حجر ہین نیرنگ — ہوتی ہی عقل دیکھکر دنگ
ظاہر ہی یہ شان کبریای — دیکھے اُسے منکر خدائی

ہر سنگ ہی رہنمای عرفان — حق ہین ہ اگر نگاہ انسان
دلکش ہر ایک سینری ہی — ہر حصہ کوہ اک پری ہی

بوٹے بوٹے ہی ندرت آمیز — پتہ پتہ ہی حیرت انگیز
بیلین ہین کہین طرح طرح کی — نزہت انگیز جنکی سبزی

قدرت کی ہی ساری دستکاری — بنیم بہ نگاہ ہوشیاری
ہر بیل مین پھول تازہ خوشرنگ — تفریح نگاہ و زینت سنگ

کوئی نہین چیز اسکی بیکار — بے علم کے جاننا ہی دشوار
پتھر کو چھپای بیل ہر سو — سہرہ ڈالے ہی منہ پہ گلرو

چاندی کے کہین طلا کے معدن — یاقوت کہین ہین لعل روشن
آتے ہین نظر سفید بادل — ہین بادلہ سبز گھاس مخمل

ہوتا ہی کہین بلور پیدا — عالم مین ہی جسکا نور پھیلا
تازہ تازہ سبک ہوائین — چڑیونکی عجب عجب صدائین

ہی پاسنگ کارخانہ مشہور — دیکھو نہین رنگ چھوڑ کچھ دور
ہی طائر خوشنوا کی آواز — یا دھیمے سرون مین بجتا ہی ساز

ہی قابل دید اسکی صنعت — صنعت ہی کہ ہند کی ہی دولت
چڑیونکے ہین خوشنما پر و بال — کالے ہین سفید سبز ہین لال

صنعت ہی غریب ہند کی آس — ہو جائیگا اس سے دور افلاس
نیچے آتے ہین تو گرفتار — کوسون لیجاتے ہین خریدار

حیرت انگیز کارخانہ — ششدر جس سے ہی اک زمانہ
ہین ایسی بلند بعض چوٹی — جنپر ہی ہمیشہ برف رہتی

بھٹی یورپ کے طرز کی ہی — اندر سے اسمین گیس دی ہی
پڑتی ہی جو تیز دھوپ اُنپر — ہوتا ہی عجیب روپ اُنپر

ہی موم ہمالیہ کا پتھر — پانی ہی گیس سے پگھل کر
ہی دھوپ سے رنگ گنگا جمنی — چاندی ہی برف کی سفیدی

حاصل ہو جو عقل کو رسائی — دیکھے ہر کام کی صفائی
گنگا جمنا ہین انسے جاری — ہی جنکی سفید آبیاری

دیسی صناع سب ہین ہشیار — کرتے ہین ظرف خوب تیار
دہقان کی جان آب گنگا — معبود کی شان آب گنگا

بنتے ہین کام ہر طرح کے — ملتے ہین نمایشون مین تمغے
ہین کوہ مین مذہبی مقامات — ہندو ہین قائل کرامات

اچھی ہی حصول زر کی ترکیب — دیتے ہین اہل ملک ترغیب
مشہور ہی بدری نرائن — ہوتا ہی گزیون مین درشن

یہ اچھی طرح سمجھ لین بے زر — صنعت ہی بنائیگی تونگر
ہی دیو پراگ خوب معمور — یہ بھی تیرتھ ہی ایک مشہور

---

۱ در دامن کوہ قریب درہ

آتے جاتے ہین جا بجا ری روز — اک بھیڑ سی رہتی ہے لگی روز
آتے ہین یہ سب اُٹھا کے زحمت — ہوتی ہے انھین دلی عقیدت
دلمین ہوتا ہے مذہبی جو خطرہ — کرتے ہین تکان کو فراموش
یہ کوہ رشی منی کا مسکن — اسکا دامن ہے پاکدامن
پھولون سے بھرا ہے اُن کا کوہ — جنت کی فضا ہے دامن کوہ
ہین جلوہ فروش شاہد گل — قربان ہزار جانسے بلبل
کوسون پھولا ہوا بنفشہ — گلزار جنان ہر ایک تختہ
ہین بعض درخت ایسے گل پوش — جنکی خوشبو ہے دشمن ہوش
جاتے ہین قریب جب پہاڑی — کھا لیتے ہین ترش چیز کوئی
اسکو جو نہ کھائین جانسے جائین — تا حشر نہ ہوش مین کبھی آئین
شہرت ہے مشک کے ہرن کی — سرحد ہے ملی ہوئی ختن کی
وحشی ہین عجب غزال صحرا — ہین شوخ غضب غزال صحرا
چھپ جاتے ہین یہ دکھا کے آنکھین — کرتے ہین جدا ملا کے آنکھین
انکی آنکھون پہ اپنا ہے صید — آتی ہے خاص آنکھون کی یاد
بن کی ہر چیز بے بدل ہے — مشہور جہان مین عسل ہے

صدہا وحشی ہین انمین مستور — ہاتھی ہین شیر ریچھ لنگور
شہرہ ہے خوب گلی بن کا — ہوتا ہے ہاتھیون کا کھیدا
اس کوہ مین بعض ایسے ہین غار — رہتے ہین جوگین تیرہ و تار
قسمین اشجار کی ہین صدہا — آسان نہین شمار جنکا
وہ سال وہ دیودار شیشم — گا یک جنکا ہے ایک عالم
جنگل مین ہے انتظام سرکار — غیرون کی مداخلت ہے دشوار
ہر ریخ مین ایک ریخ ہے — پتے پتے سے باخبر ہے
مامور محافظان صحرا — رہتا ہے شجر شجر پہ پہرا
انسان و وحوش و مار و اژدر — بنمین چلتے ہین انسے بچکر
کیا تاب ہے بشر درخت کاٹے — جب سانپ بھی ڈر کے اوس سے جاوے
ایسا ہے یہ رعب و اب سرکار — جنگل پہ بھی اُٹھ سکے نہ بیتا
یہ سچ ہے جو قاطع شجر ہے — جنگل اُسکے لئے سقر ہے
ملتی ہے شکار کی اجازت — لیکن تخصیص سے بدقت
ہین حکم سے بعض بند جنگل — جنمین ہے وحشیون کا منگل
آزاد ہین جان کی امان ہے — حکم سرکار حرز جان ہے

باقی آیندہ — از دیرہ دون

عاشق یار جان جان ہے دل — اپنا مشفق ہے مہربان ہے دل
ہے خوشی مین حباب سے ہلکا — رنج مین کوہ سے گران ہے دل
چشم بینائے صنم تنہا تمہین کیا دیکھتی — اسطرح دیدار دکھلاتے کہ دنیا دیکھتی

فردوس

سلہ انتظامی حصہ جنگل ۔ سلہ منتظم حصہ جنگل جو فارسٹ کالج کا امتحان پاس کرکے مقرر ہوتا ہے۔

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

"عورتون کے بارہ مین ہم کیا کہین گے - انکی تو حالت یہ ہی کہ اگلے زمانہ مین تو وہ گھرون مین تنہا رہا کرتی تھین اور اب انکی ایک جم غفیر کارخانون مین رہتی ہی - جسوقت سے کہ دخانی کلین تجارتی دنیا مین نمایان ہوئی ہین چرخے اور تکلے ٹوٹ گئے اور بننے سینے والیان اپنے قدیم رازقہ سے محروم ہوکر چمنیون[1] کے سایہ مین پناہ گزین ہوگئین - ماؤن نے چولھا اور گہوارہ چھوڑ دیا جوان لڑکیون نے اپنے کمزور ہاتھ کارخانون مین لگادیئے - گاؤن کے گاؤن سنسان اور ویران ہوگئے - اینٹون کی بڑی بڑی عمارتین صبح سے شام تک عورتون سے پُر رہتی ہین" ژول سیمان

عورتون کی سوشل منزلت پر اگر کوئی شخص نظر عمیق ڈالے تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ جبتک علم الاقوام (سوشیالوجی) اور علم الحیات (بیالوجی) سے کافی مدد نہ لیجائے یہ مسئلہ صحیح طور پر طے نہین پاسکتا - اسلئے ہمنے انھین دونون علوم سے مدد لیکر ذیل کا

---

[1] چمنی کی جمع ہی - لمپ کی چمنی کو تو ہر شخص پہچان گیا ہی مگر یہ چمنی ابھی ملک مین اتنی عام نہین ہوئی جو اسکا صحیح اور ایک ہی مفہوم ادا سے لفظ کے ساتھ ہی ہر شخص کے دماغ مین سما جاے - یہ وہ چمنی ہے جو بڑے بڑے دخانی انجن سے چلنے والے کارخانون مین ایک عالیشان ستون کی شکل مین نظر آتی ہی - اسٹیم بنانے والے ظرف (بوائلر) مین دھوان باہر نکالنے کیلئے ایک راستہ بنایا جاتا ہی - لیکن اگر دھوان بوائلر سے براہ راست نکالدیا جاوے تو یقینی طور پر یہ نہایت تکلیف دہ اور مضر ثابت ہوگا - اول تو تمام مکان یا قرب جوار کی عمارتون کے سیاہ ہوجانیکا اندیشہ ہی -

مضمون لکھا ہی - بعض مقامات پر جانورون کے نام ہمکو محض انگریزی مین لکھنا پڑے ہین (جنکی نوعیت کی تفصیل کردیگئی ہی) مگر ظاہر ہی کہ ایسا کرنے پر ہم مجبور ہین کیونکہ اردو زبانمین اصناف حیوانات کے کوئی قاموس موجود نہین -

ہمارے تجارب جہانتک ہماری رہبری کرتے اور جو کچھ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہین اس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہین کہ تمام مخلوقات پر خواہ وہ کسی قسم اور درجہ کے ہون ان کے ماحول اور گرد و پیش کی بعض خصوصیات اور لوازمات کا اثر پڑنا لابدی اور ضروری ہی - اور یہ احتیاج ایسی ہی کہ اگر وہ لوازمات اور خصوصیات معدوم ہوجائین تو اس سے نفس شے کا بھی عدم واجب ہوجاتا ہی - بعض حالتین ایسی ہوتی ہین کہ جہان سب لوازمات بتمامہا موجود نہین ہوتے بلکہ ان کا کوئی حصہ پایا جاتا ہی - وہان گو مخلوقات فنا نہین ہوجاتے لیکن وہ نہایت درجہ صعوبت اور تکلیف کی حالت مین رہتے ہین - مثلاً - آکسیجن[۵۳] جو نباتات اور حیوانات کی بقا کا ایک ضروری عنصر ہی جب معدوم ہوجاتا ہی تو یہ نباتات و حیوانات بھی برباد ہوجاتے ہین - اور اگر یہی آکسیجن موجود ہو اور ناکافی مقدار مین موجود ہو تو ہمارے آلات تنفس کو سانس لینے مین سخت تکلیف ہوتی ہی کہ

(بقیہ نوٹ ۵۱) دوسرے کثیر مقدار مین دہوان باہر نکلے گا تو کارخانہ کے نوکرون اور راہ چلتون کا دم گھٹے لگیگا اسلئے ان نقصانات کو رفع کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہی کہ بوائلر کے دہوان نکالنے والے راستہ کو نالی کے ذریعے سے ایک کشادہ مقام تک پہنچاتے اور اسی جگہ پر ایک عالیشان ستون بنادیتے ہین تاکہ دہوان اس مین سے ہوکر نکلے تو قرب وجوار کے مکانات کی بلندی سے اونچا ہوکر ہوا مین ملجاوے -

۵۲ ووینس شیران پر ہیومن کلچر (Women's share in primitive culture) از پروفیسر ماس صفحہ ۵

۵۳ ہوا کے ایک عنصر کا نام ہے -

اس قانون تطابق کی شہادتین جو حیوانات اور ان کے ماحول مین قائم ہین علم الحیات اور علم الاقوام مین اس کثرت سے ملتی ہین کہ یہ مسئلہ وہان بالکل ہی صاف ہوجاتا ہی۔

ہان جب ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ افراد اور سوسائیٹی کی بقا اور رضامندی کو ایک دوسرے کے لئے سنگ راہ نہ ہونا چاہیئے تو یہ مسئلہ کسی قدر پیچیدہ ہوجاتا ہی۔ یعنی افراد کو ایسے ماحول اور اسکے لوازمات مین ہونا چاہیئے جو سوسائیٹی کے لئے موزون ہون کہ اس تناسب سے ہماری معاشرت کو عام فائدہ پہونچے۔ جب ہم معاشرت انسانی پر نظر ڈالتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ توافق یہان کمیاب ہی نہین ہی بلکہ اکثر حالات مین بالکل ہی مفقود ہی۔ اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ انسان فطرتاً خودستائی کا بندہ ہی اسلئے اوسکو اپنی خودستائی کے سامنے قوم کی عام بہبود کا خیال کم گذرتا ہی۔ یہ کشمکش اور بعض ضروریات (خواہ وہ فطرتی ہون خواہ اُسکے ہمجنسون کے افعال کا نتیجہ) جو اسکو کسی فعل کے کرنے پر مجبور کرتی ہین بعض حالتون مین اس اصول توافق کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کردیتی ہین۔

اب سائینس کا کام یہ ہی کہ ان لوازمات وخصوصیات ماحول کا سراغ لگاکر یہ امر دریافت کرے کہ وہ منزلت کیا ہی جو بنی نوع انسان کو ارتقار تمدن مین اختیار کرنا چاہیئے۔ گو یہ لوازمات بعض حوائج زندگی کی وجہ سے بعض اوقات ضایع ہوجاتے ہین مگر انھین کا سراغ لگانا سائنس کا مقصد اعلیٰ ہی۔

وہ تمام علمی علوم جنکا نتیجہ مفید اور عملی ہی مثلاً طب۔ معلمی (پیداگوجی) علم النفس بالقوی (سائیکالوجی) زندگی اور مسرت کے لوازمات کی طبعی معاشرتی وتشریحی حیثیت سے جستجو مین مصروف ہین اور انھون نے ایسے قواعد دریافت کئے ہین جو تجربہ اور مشاہدہ کے بعد بالکل صحیح ثابت ہوے ہین۔ انھین اصول کی مطاوعت تمدن کی رفتار کو آگے بڑہاتی ہی۔

اب ہم جب اس اصول کو پیش نظر رکھکے عورت کی بقا کے لوازمات پر نظر ڈالتے ہین جنکا بیان کرنا اس مضمون مین مدنظر ہی تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ اس کا کام جد وجہد حیات مین بہت کم ہی - اسوجہ سے ہم عورت کو معدومۃ الاجتہاد کا لقب دینا موزون سمجھتے ہین - یعنی جسطرح یہ قانون فطرت ہی کہ مردون کو محنت کرنا اور تنازع للبقا مین حصہ لینا چاہیئے اسی طرح یہ بھی قانون قدرت ہی کہ عورت کو مردونکی موجودگی کی حالت مین نہ تو اپنی گذراوقات کے لئے محنت کرنا اور نہ جد وجہد زندگی مین کوئی حصہ لینا چاہیئے - اب ہم اس مسئلہ کی تفصیل علم الحیات اور علم الاقوام کے دلائل سے کرتے ہین -

علم الحیات ہمکو صاف صاف بتاتا ہی کہ کسی نوع کی جسمانی نشو ونما اور ترقی اسکے اصناف کے باہم تقسیم عمل پر منحصر ہی اور جسقدر یہ تقسیم عمل صحیح ہوگی اُسی نسبت سے مدت حیات مین کمی وزیادتی ہوگی - مثلاً جب مادہ اپنی زندگی کی ضروریات مین نر سے مدد نہ لیگی تو اس صورت مین یہ لازمی امر ہی کہ مادہ اپنے اس زمانہ کو جو وہ انڈے سینے یا بچہ دینے مین گذارتی ہی نہایت عجلت کیساتھ گذاریگی - کیونکہ اسوقت اُسکے سر بہت سے جنجال پڑجائین گے - انڈون اور بچون کی حفاظت - سینے کا کام خود اپنی حفاظت اور غذا کا مہیا کرنا یہ ایسے امور ہین جنکو برداشت کرکے اس کا زیادہ دنون زندہ رہنا غیر ممکن ہی - جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ نوع کی بقا محال ہوجاتی ہی اور اس قسم کے جانور کم زندہ رہتے ہین -

یہی وجہ ہی کہ ادنیٰ درجہ کی مخلوقات جنمین تقسیم عمل کا اصول نہین جاری ہی اور اُن کے اصناف ایک دوسرے کی مدد نہین کرتے بہت کم عمر کے ہوتے ہین کیونکہ وہ حیوانات جو جلد پیدا ہوتے - جلد بڑھتے اور جلد فنا ہوجاتے ہین اپنی نسل تو معقول تعداد مین چھوڑ جاتے ہین لیکن کس حالت مین ؟ بالکل صغرسنی کی حالت جبکہ اُنمین اپنی حفاظت

کرنے کی قابلیت بھی نہین ہوتی - اسکی مثال وہ تتلیان ہین جو صرف ایک ہی مہینہ زندہ رہتی ہین - انھین تتلیون کی ایک قسم ہی جسکو شائڈی[۵۴] (Psyche) کہتے ہین - وہ صرف چند گھنٹہ زندہ رہتی ہی - اسی مدت مین وہ پیدا ہوتی ہی تولید کا کام انجام دیتی ہی اور مرجاتی ہی - ایفیمیرل (Ephemeral) مکوڑے کیون ایفیمیرل[۵۵] کہلاتے ہین صرف اسلئے کہ وہ چوبیس گھنٹون مین اپنی زندگی وموت کے کام انجام دیتے ہین - بعض حالتون مین انکی جنینی زندگی ولادت سے پیشتر ایک عرصہ تک قائم رہتی ہی مثلاً کاک چیفر (Cockchafer) چار مہینہ تک حالت جنینی مین رہتا ہی - اسوقت ہم بہت زیادہ مثالین نہین دینا چاہتے اگر زیادہ مثالون کی ضرورت ہو تو (انسیکٹ) مکوڑون کے متعلق جو کتابین ہین اونکا مطالعہ کرنا چاہیئے - یہان پر ہم اس اصول کی تکرار کرتے ہین کہ چونکہ نر مادہ مین تقسیم عمل کا اصول جاری نہین - اس لئے ان کیڑون کی عمر طبعی بہت ہی مختصر ہوتی ہی

اس موقعہ پر ایک ضروری اعتراض کا رفع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ چیونٹی اور شہد کی مکھی کی مادہ کی عمر زیادہ ہوتی ہی حالانکہ وہان اصناف مین یہ تقسیم عمل جاری نہین ہی - اس کا جواب یہ ہی کہ چیونٹی اور مکھی مین ایک صنف ہوتی ہی جو نر و مادہ کی تصنیف سے بالکل علحدہ ہی - اس کا کام صرف اپنی نوع کی مدد کرنا ہوتا ہی اور اُسے اصطلاح مین کارکن کہتے ہین - یہی اصل وجہ ہی کہ ان کی مادہ کی عمر بڑی ہوتی ہی -

ہمارے اس بیان کے بعد بھی اگر مندرجۂ بالا اصول کی واقعیت مین شبہہ ہو تو ہم اب نر کے متعلق مثالین دیتے ہین کہ انمین بھی اس اصول کے نہ پائے جانے کی وجہ سے خود نر کی عمر بہت مختصر ہوجاتی ہی - شہد کی مکھیون مین

---

۵۴ انسائیکلوپیڈیا برطانیہ جلد چہارم صفحہ ۵۹۳ ۵۵ ایک دن والے

ایک قسم ہی جو دوسری مکھیون کی محنت پر اپنی زندگی گذارتی ہی اور اُسی اسٹریپٹڈ پیٹیرا (Strepdiptera) کہتے ہین - اس کا نر صرف چند گھنٹہ زندہ رہتا ہی اور اسکی مادہ آٹھ دن تک - نر تو صرف مناکحت کا فرض ادا کرکے فنا ہوجاتا ہی - کیونکہ بقاے نوع کے واسطے اب اسکی ضرورت نہین رہتی - ہان مادہ کو بچے دینا اور ایک خاص عمر تک اُنکی حفاظت کرنا ہوتی ہی - اس وجہ سے اُسکی زندگی نر کے مقابلہ مین چوبیس گونہ زیادہ ہوتی ہی - اگر نر کے ذمہ کچھ فرایض نوعی باقی رہتے تو یہ یقینی امر ہی کہ انتخاب طبعی کے اصول پر نر بھی مادہ کی عمر پاتا -

مذکورہ بالا مثالون سے ادنے درجہ کے حیوانات مین تو اس اصول کا جاری ہونا ظاہر ہوگیا کہ تقسیم عمل کے تناسب کے لحاظ سے مدت عمر مین کمی و زیادتی ہوتی ہی - یہی اصول اعلیٰ درجہ کے حیوانات مین بھی جاری ہی مگر چند در چند پیچیدہ اور غیر محدود امور کی وجہ سے جنکا اثر اس قسم کے حیوانات پر پڑتا ہی یہ اصول اسقدر قابل تحلیل و تجزی نہین ہوسکتا جیسا کہ پہلی صورت مین -

طیور مین ہم مناکحت کا نظم پاتے ہین جو تقسیم عمل اور اصناف کے باہمی ربط و امتزاج کی نہایت درجہ مکمل صورت ہی - چڑیون کا ایک جوڑا اپنی عمر کا بڑا حصہ اور بعض اوقات تمام عمر ایک ساتھ گذارتا ہی - جس زمانہ مین مادہ انڈے دینے اور سینے مین مشغول ہوتی ہی اُسکا نر اُسکی حفاظت اور اسکے لئے چارہ مہیا کرنے مین اپنا وقت صرف کرتا ہی - گو اسمین شک نہین کہ اسکے علاوہ اور اوقات مین مادہ بھی نر کو چارہ کی تلاش مین مدد دیتی ہی مگر اس تنازع للبقا کی رہبری مین بڑا حصہ نر ہی کا ہوتا ہی اور یہ حالت ادنیٰ مخلوقات (جسمین تقسیم عمل ہی) سے لیکر اشرف المخلوقات تک جاری ہی -

عقاب نر و مادہ دونون ایک ساتھ شکار کرتے ہین مگر اسمین مادہ کی خدمت

بہت ہی معمولی ہوتی ہی۔ وہ صرف شکار کا سراغ لگاتی ہی اور نر اسکو شکار کرتا ہی
یہی تقسیم عمل ہی جسکی وجہ سے عقاب کی نسل کو ترقی ہی اور وہ دنیا کے ہر حصہ
مین کثرت سے پائے جاتے ہین حالانکہ ان کے مخالف اور دشمن ہزارون موجود ہین
دوسرے حیوانات مین جہان اصناف مین باہمی لطف اسقدر نہین ہی
ہمکو صاف نظر آتا ہی کہ نہایت سرعت کے ساتھ ان کی نسلون کا انقضا ہو رہا ہی
بگلے کو دیکھو کہ جب مادہ زیادہ عرصہ تک انڈے سیا کرتی ہی تو نر مادہ کو چھوڑ
بیٹھتا ہی۔ ایسی صورت مین مادہ کو خود اپنا چارہ تلاش کرنا پڑتا ہی۔ یہی وجہ ہے
کہ بعض ممالک مین بگلون کی نسل بالکل منقطع ہوگئی ہی اور جہان ہر وہان بھی کم ہی
طیور سے آگے بڑھو تو چوپایون مین بھی تقسیم عمل پوری طور پر پائی جاتی ہی۔
یہان بھی تنازع للبقا مین مادہ بہت کم حصہ لیتی ہی مثلاً لگڑ بگھا یا شیر اپنی مادہ
کے واسطے شکار کرتے ہین۔ اور شیر تو اپنی مردانگی اور بلند ہمتی کا یہ ثبوت
دیتا ہی کہ جب تک شیرنی شکار کو کھا نہین لیتی۔ وہ اسکو چھوتا بھی نہین۔ بندر
کی وہ قسم جو ایک یا زیادہ بندریان رکھتے ہین ان مین بھی سالار قافلہ نر
ہوتا ہے۔ اپنے خاندان کی حفاظت۔ راستہ مین رہبری کرنا اور
کوئی دشمن سامنے آجائے تو اُس سے مقابلہ کرنا۔ یہ ہین اس بیچارے کے کام جو بوجہ
سالار قافلہ ہونے کے اُسکے سر پڑتے ہین۔ ان امور مین بندریون سے اُسکو مدد نہین ملتی
عام چوپایون سے ترقی کرکے اب اگر انسان کے ادنی یعنی وحشی اقوام پر نظر
ڈالی جائے تو وہان بھی یہ اصول ہمکو ملتا ہی۔ تنازع للبقا کا سب سے مشکل کام یعنی جنگ
مردون کے حصہ مین پڑتی ہی۔ گو اس حالت مین عورت کو بھی سخت دشوار اور مشکل کام کرنا
پڑتے ہین۔ عورت ہی جھونپڑے بناتی ہی۔ عورت ہی کھیت جوتتی ہی۔ عورت ہی بار برداری
کی خدمت انجام دیتی ہی اور اُن قومون مین جو دریا کے کنارہ آباد ہین عورت ہی کشتبان

کھیتی ہی اور مچھلی کا شکار کرتی ہی مگر یہ حالت بالکل غیر مستقل حالت ہی اور جون جون ہماری ہیئت اجتماعیہ (سوسائٹی) کو ترقی ہوتی ہی اس حالت مین فرق
اور تبدیلی ہوتی جاتی ہی۔ یہ حالت عورت کی جسمین وہ مردون کی برابری یا برداری کا مجرا فقرا آتی ہی اسکی فطرتی حالت نہین ہی بلکہ یہ نتیجہ ہی مردون کی
انتہا کی خود غرضی کا جو وہ تو وہ صدیون تک قائم رہتی ہی اور نہ رہ سکتی ہی۔ (باقی آیندہ) خیر اندیش محسن علوی۔

احمقون کی جنّت

آج شام کو جبکہ آفتاب جہان تاب اپنا کام ختم کرنے کے قریب تھا ہماری قوت متخیلہ کو ایک پہاڑی پر لے گئی۔ یہ پہاڑی بہت خوشنما تھی اور اسپر دور تک سبزے کا فرش زمردین بچھا ہوا تھا جسپر نیچر نے مختلف گل کاریان کی تھین۔ باد سبک عطر مین بسی ہوئی ساکنان کوہ پر گلاب پاشی کر رہی تھی۔ اس پہاڑی پر جانیکی راہ دشوار گزار نہ تھی۔ اسکی وسیع چوٹی پر دو عورتین مسکن گزین تھین۔ ایک کا نام ہر دلعزیز رائے اور دوسری کا بی خطا بیگم تھا۔ خطا کے تمام اعضا مین احول آنکھین انسان کو اسکی طرف سے بدگمان کرتی تھین۔ رائے کے سر کئی تھے ان مین سے دو ابلہ فریبی مین خاص طور پر طاق۔ یہ جسکی طرف پھر جاتے اپنی جنبش کے اثر سے اُسکو خود پسند بنا دیتے تھے۔ ان عورتون تک پہنچنے کے دو راستے تھے ایک سیدھا جاتا تھا دوسرا ذرا پھیر سے ایک خلقت خدا اُنکی طرف جا رہی تھی۔ مغرور خود رائے انسان بلا توقف سیدھے براہ راست غلطی تک پہنچتے تھے۔ اور بعض سیدھی سادی خلقت پہلے ہر دلعزیز رائے کے پاس پہنچکر اور وہان اپنی تعریفین سنکر خطا کے دام مین گرفتار ہو جاتی تھی۔ جب ہم اس چوٹی کے کشادہ ترحصہ مین پہنچے جہان ہر دلعزیز رائے متوطن تھی۔ ہمنے دیکھا کہ کچھ لوگ ہم سے پہلے وہان پہنچ چکے اور رائے مذکور کی جادو بیانی سے مسحور ہو رہے ہین۔ یہ پرفن عورت اپنی تقریری سے سامعین کو اپنا گرویدہ بنا رہی ہی۔ فصیح البیان ہی منھ سے پھول جھڑتے ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے ہزارہا زبانین عطا فرمائی ہین جن سے وہ بنی نوع انسان کو مسرور کر رہی ہی۔ وہ ہر ایک کو یقین دلاتی ہی کہ اُسمین ایسی نیکیان ہین کہ بہشت اُسکے لئے واجب ہی۔ ہم لوگ جب وہان سے چلے تو ہمارے تمام اچھے الدین رفیق خود پسندی کے نشہ مین چور اور اپنی فرضی خوبیون پر مغرور نظر آتے تھے ہر دلعزیز رائے

کا کہنا گویا آیت حدیث تھا - اُنکو یقین تھا کہ آسایش ودوام کی جنت مین اُنکے قیام کیلئے تمام کمرے نیمتی فرنیچر سے آراستہ ہین بس داخل ہونیکی کسر ہے - آگے چلکر ہم لوگ ایک سایہ دار مقام پر پہنچے اسکے ہرطرف سبز پتیون کی نزہت اور پھولون کی مہک نہایت فرحت انگیز تھی - طیور نواسنج کی خوش آوازیان - بادسبک کا عروس نو کی طرح آہستہ آہستہ چلنا - آفتاب کی الوداعی کرنون کا پتون کی آڑسے کبھی کبھی نظر آجانا دل کے ساتھ وہ کرتا تھا جو کفر ایمان کے ساتھ - جہان بی خطا بیگم صاحب بعزوتمکین جلوہ افگن تھین وہان ایک عجب سمان نظر آتا تھا - لباس کی سفیدی سادگی اور چہرے کا بھولا پن تقدس ظاہر کرتا تھا اور اصل یہ ہے کہ یہ لباس فطرت نے مسٹر صواب مرزا کے لیئے تجویز کیا تھا - القصہ یہ احمقون کی جماعت مست صہبائے خودپسندی وجرعۂ نوش خمخانۂ ہر دل عزیز رائے جب مسکن رائے پہنچی تو اُسکی ہرادا کو نظر محبت سے دیکھنے لگی - بیگم صاحبہ نے جب یہ دیکھا کہ یہ عقل کے دشمن دام فریب مین اسیر ہین تو اُنھون نے رسی کو اور بھی کس دیا اور جادو کی چھڑی کو ایسی جنبش دی کہ وہ تمام منظر اور زیادہ نظرفریب دکھائی دینے لگا - دفعۃً سامنے سے ہلکے فیروزئی بادل نظر پڑے - اُن کے ہٹجانے کے بعد ایک قصر عالیشان دکھائی دیا جسکے دروازے پر بخط جلی قصر خودپسندی تحریر تھا - ہم لوگ اُسکی طرف چلے - اس محل کی بنیاد مشکل سے بنیاد کہی جاسکتی تھی کیونکہ یہ جادو کے زور سے ہوا اور بادلون پر قائم تھا - جس راستے سے ہملوگ چڑھتے تھے وہ قوس قزح کی سی رنگ آمیزیون سے خوشنما نظر آتا تھا - اور جو بادسبک ہمارے گرد وپیش اٹکھیلیان کررہی تھی اُس سے ہماری قوت شامہ محظوظ ہوتی تھی - اس محل کی دیوارون پر نمایشی ملمع کیا ہوا تھا اور سب سے نیچے کے ستون بہت نفیس اور نازک تھے - اس عمارت کا بالائی حصہ گول تھا اور یہ قصر بحالت مجموعی حباب دریا معلوم

ہوتا تھا۔ پھاٹک پر کوئی دربان نہ تھا مسافر بے دھڑک اندر داخل ہو جاتے تھے ہر شخص اپنی قابلیت کو پروانہ راہداری تصور کرکے بلا تامل آگے بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اس محل کے دیوان عام مین بہت سی خیالی صورتین نظر آتی تھین جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے مرتب تھین ہم لوگون نے زوال پزیر خاندانی عزت کو دیکھا کہ اپنے بزرگون کے پرانے لباس کو پہنے ہوئے کھڑی تھی جسپر پدرم سلطان بود کا رنگ جھلکتا تھا نمایش بھی موجود اور خلقت کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ بانکپن بھی ایک طرف اکڑتا ہوا نظر آیا۔ اس دیوان خانہ کے بالائی حصہ مین ایک تخت شاہی بچھا ہوا تھا جسکے شامیانے کی خوشرنگی نگاہ کو خیرہ کرتی تھی۔ تخت کے قریب نخوت لباس طاؤسی زیب تن کئے ہوے تھی اور اُسکے آگے ایک لڑکا خودپسند نامی تمکنت کے ساتھ نظرین نیچی کئے ہوئے کھڑا تھا۔ جو اسلحہ اسکے پاس تھے وہ مقابل فریق سے مستعار لئے گئے اور وہ تیر جو اُسکی کمان مین تھے حریف کی اڈیبون کے پرون سے بنے ہوے تھے۔ وہ مدبران ملکی کی پیچیدہ تقریرون کا جال اُنھین کے خلاف استعمال کرتا تھا۔ اس تخت کے پاسے کے پاس تین مصنوعی خوبیان جلوہ افروز تھین۔ ایک بی خوشامد بیگم جنکے ہاتھ مین روغنی رنگ کا برتن تھا دوسری بی بناوٹ خانم جنکے پاس آئینہ تھا۔ تیسرے مسٹر فیشن جو لحظہ لحظہ اپنا لباس تبدیل کرتے تھے اور یہ سب نخوت کے مصاحب اور ہمدم تھے مگر ہر ایک کا پالیٹکس جدا تھا۔ خوشامد مختلف نقش نگار دکھاتی۔ اور بناوٹ کی نئی نئی ادائین نظر فریب تھین فیشن عیب پوشی مین مصروف اور غیر ملکون کی خارجی خوشنمایون کو جلوہ آرا کرتا تھا۔ ہم اپنے مشاہدے پر غور کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً یہ آواز کان مین آئی۔ بنی نوع انسان کی حالت قابل افسوس ہی۔ دیکھو ہم ہر دل عزیز رائے کے کہنے مین آکر خطا کے بس مین آجاتے ہین خودپسندی ہمین تیز کرتی ہی۔ نخوت کی تعلیم سے

برا سبق ملتا ہی اور انجام کار ذلیل اور مفلس ہو جاتے ہین - اس آواز کے ختم ہوتے ہی دیوار شق ہوئی اور ایک سنجیدہ بزرگوار نظر آئے جنھین خدام بارگاہ کشان کشان لئے آتے تھے - معلوم ہوا کہ وہ آواز انھین بزرگ کی تھی - اور وہ گرفتار ہوے اپنی صداکے باعث - سڈیشن کا الزام انپر قائم تھا - یہ بزرگ چاہتے تھے کہ اپنی بریت کا کچھ ثبوت دین مگر کوئی نہین سنتا تھا - جب یہ لائے گئے تو غرور نے حقارت آمیز تبسم سے انکی طرف دیکھا - خوشامد نے باوجود اس یقین کے کہ یہ راست باز ضرور ہین ان کی طرف سے آنکھین پھیر لین - ظاہر داری نے منھ چڑہایا اور کہا کہ یہ کوئی حاسد بڈہا ہی فیشن نے ارشاد کیا کہ یہ شخص نہایت بد وضع اور بد قطع ہی - المختصر یہ معقول زمانہ شناس راست گفتار بزرگ پا بدست دگرے دست بدست دگری وہان سے نکالے گئے اور کمیٹی نے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا - "اس کمیٹی کی یہ رائے ہی کہ یہ ناصح صاحب جو نامی اشخاص کو برا بھلا کہتے ہین جہان کہین ہون اسی طرح کی عزت و حرمت کے ساتھ نکالے جایا کرین اور انکی ایک بات بھی نہ سنی جاے" مذکورۂ بالا آواز ہین جو تنبیہ اور نصیحت مضمر تھی اس سے ہم بہت متاثر ہوے اور اس نصیحت کے آخری حصہ پر غور کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً باہر شور و غل ہونے لگا بربط نوازون کی آوازین گونجنے لگین حماقت اور بے اعتباری اندر داخل ہوئی انکے پیچھے مصیبت - شرم - رسوائی - افلاس - مختصر یہ کہ تھوڑے عرصہ مین ڈراپ سین والا پردہ گرا وہ محل اور وہ تخت گاہ وہ تماشہ سب نظر سے غائب ہوگیا اور ہم وہین کھڑے ہوے نظر آئے جہان سے اس پر فضا پہاڑی پر چڑہتے تھے - ناظرہ - از دیرہ دون

اے خدا مین تجھسے دعا کرتا ہون کہ تو میرے باطن کو خوبصورت بنادے - سقراط

اختلاف راے ہی ایک ایسی خطا ہی جو ایک دوسرے مین قابل عفو نہین ہوتی - ایمرسن

فاطمہ علیا خانم

نوجوان ترکی جماعت کی کوششون کے اہم نتائج نہ صرف سیاسی حلقون مین حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھے جا رہے ہین بلکہ عام مسلمانون کے سوشل خیالات اور آداب معاشرت مین نوجوان ترکون کی مثالون نے تقریبًا پچاس برس پیشتر سے ایک نئی ہل چل ڈالدی ہی لیکن بہی خواہان ملک و ملت کے لئے یہ مسئلہ قابل غور ہی کہ جدید تعلیم و خیالات آزادی کی بدولت فقط وہان کے مرد ہی اس لائق نہین ہو گئے ہین کہ وہ دنیا کی شائستہ و مہذب قومون مین شمار ہو سکین بلکہ تعلیمیافتہ ترکی مستورات بھی ایسی نمایان ترقیان کر رہی ہین جنکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کی تہذیب و شائستگی مین چار چاند لگ گئے۔ اگرچہ ہندوستان مین عورتون کو بہائم اور جمادات سے زیادہ وقعت نہین دیجاتی خاصکر مسلمان خواتین کا یہان یہ حال ہی کہ وہ ابتک تعلیم و تہذیب مین ہندو اور پارسی لیڈیون سے بھی کوسون دور ہین۔ لیکن موجب مسرت یہ بات ہی کہ ترکی مخدرات کی حالت ایسی نہین اور وہ اپنی ہمسایہ ارمنی و یونانی عورتون سے اسقدر پیچھے نہین ہین بلکہ اکثر اُن مین ایسی عالمہ و فاضلہ خواتین موجود ہین جو یورپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیمیافتہ لیڈیز کی ہمسری کا دعوی کر سکتی ہین۔ ایسی ممتاز خواتین کی ایک نمایان مثال فاطمہ علیا خانم ہی جسکے مجمل حالات اس مختصر تمہید کے بعد ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔

ہز ایکسیلنسی جودت پاشا ممبر جلسہ وزرا کی مشہور عالم صاحبزادی فاطمہ علیا خانم اکتوبر ۱۸۶۹ء عیسوی مین بمقام قسطنطنیہ پیدا ہوئی۔ اور ایک امیر گھرانے کی چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے فرانسیسی آیاؤن اور دائیون کی نگرانی مین پرورش پاتی رہی۔ فاطمہ علیا نے بہت تھوڑے دنون مین بولنا اور باتین کرنا شروع کر دیا اور عجب ہی

کہ جو لفظ اُسکی زبان سے نکلتا وہ صحیح و فصیح ہوتا تھا اُسکی طبیعت مین غور و تجسس کا ملکہ پایا جاتا تھا۔ اُسکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ بچپن کی باتین اسکو عرصہ تک یاد رہین جنکو لڑکپن مین فاطمہ علیا خانم نے اپنی ایک بیاض مین قلمبند کر لیا تھا۔ ان یادداشتون سے معلوم ہوتا ہی کہ جن و پری کی خلاف عقل اور جھوٹی کہانیان سننے مین اسکا جی نہین بہلتا تھا بلکہ مختلف ملکون کے حالات اور روزمرہ کے واقعات کو وہ بڑے شوق سے سنا کرتی تھی اور بچپن مین جب وہ ایک خچر پر بیٹھکے ہواخوری کو نکلتی تھی تو اپنے ایک ارد لی سے بہت خوش تھی جو سواری مین فاطمہ خانم کو تھامے رہتا تھا اور کبھی کبھی اُسکو جرأت آزمائی کے لیے چھوڑ بھی دیتا تھا اسوجہ سے کہ وہ سواری سیکھنے کی دُھن مین لگی رہتی تھی اور راستے کے کھیل تماشون یا دیگر ہمراہی ملازمین کی تمسخرانہ باتون کی طرف کم متوجہ ہوتی تھی۔ اس طرح کی بہت سی باتین اُسکے ابتدائی حالات مین فاطمہ علیا خانم کی ہونہاری اور ہوشمندی کا ثبوت معلوم ہوتی ہین۔

فاطمہ علیا خانم جب تین برس کی تھی اسوقت جودت پاشا حلب کے گورنر مقرر ہوکر گئے اور اپنی عیال و اطفال کو قسطنطنیہ سے ساتھ لیتے گئے۔ حلب مین انگریزی کونسل اور جودت پاشا سے بہت گہرے مراسم ہوگئے تھے اور انکی یہ دختر نیک اختر چونکہ ہونہار اور نہایت ہی شیرین حرکات معلوم ہوتی تھی اسوجہ سے انگریزی سفیر اور اسکے گھر کے سب لوگ فاطمہ خانم کو پیار کی نظر دلسے دیکھتے تھے اور وہ خود بھی ان لوگون سے ایسی مانوس ہوگئی تھی کہ دن دن بھر ان کے گھرون مین جاکے کھیلا کرتی تھی۔ انکی ہر ہر بات کو بڑی دلچسپی سے دیکھتی سنتی رہتی تھی اس لئے اسی زمانے سے یورپین طرز معاشرت کی عمدگی کا نقش فاطمہ علیا خانم کے دل و دماغ مین جمتا گیا۔ دو سال کے بعد جودت پاشا واپس بلائے گئے اور اپنے والدین کے ساتھ وہ قسطنطنیہ مین آگئی۔ یہان آکے پانچ برس کی عمر مین فاطمہ خانم کا مکتب شروع ہوا اور اسکی تعلیم کے لئے ایک معلم صاحب

مقرر کردیئے گئے جن کے پاس خاندان کے اور بھی لڑکے لڑکیان پڑھنے آیا کرتے تھے۔ لیکن فاطمہ علیا خانم اس بلا کی ذہین و شوقین تھی کہ اپنا سبق یاد کر لینے کے علاوہ دوسرے بچون کے بھی سبق سُن سُنکے یاد کر لیا کرتی تھی۔ تین سال کے عرصے مین اُسنے قرآن مجید ختم کیا اور مولود شریف اور عقائد کے دو ایک رسالے پڑھ لئے جسکے بعد وہ ترکی عبارت کو بآسانی پڑھسکتی تھی۔ اسیطرح اُسکی استعداد مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور لایق سے لایق استاد اُسکی تعلیم کے لئے مقرر ہوتے رہے۔ ساتوین سال اُسنے لکھنا سیکھنا شروع کیا اور اگرچہ خوشخطی کیجانب اُسکی طبیعت زیادہ مائل نہین ہوئی لیکن املانویسی مین جو مضامین پیش نظر رہتے تھے اُنکے مفہوم کو وہ برابر ذہن نشین کرتی جاتی تھی اسلئے اُسکی علمی استعداد مین ترقی ہوتی رہی۔ خوش قسمتی سے اُستاد اُسکو ایسے ہی ملتے گئے جو نئے خیالات اور علوم جدیدہ سے ناواقف نہین ہوتے تھے اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم کو خلاف شرع باتون اور بعید از قیاس روایتون پر پورا اعتماد کبھی نہین ہوتا تھا۔

فاطمہ خانم کو دس برس کی عمر تک ترکی علم ادب فقہ اور حساب وہیئت وغیرہ مین اچھی خاصی مہارت ہوگئی اور چونکہ جغرافیہ کے ساتھ ہر مقام کے تاریخی حالات بھی اُسکو بتلائے جاتے تھے اسلئے تاریخ و جغرافیہ مین اُسنے اسوقت تک عمدہ لیاقت پیدا کرلی تھی۔ پڑھنے لکھنے کی وہ ایسی شوقین تھی کہ اپنے بیش قرار جیب خرچ کا زیادہ حصہ مٹھائی اور کھلونون کے بجائے مختلف اخبارات اور رسالے خریدنے مین صرف کردیتی تھی۔ اسکے مذاق سلیم کو دیکھکر فاطمہ علیا خانم کا بڑا بھائی علی سدا وبیگ اپنے کمرے کی درستی اور کتابون کو ترتیب سے رکھنے مین اسی سے اکثر مدد لیا کرتا تھا اور اسکے صلہ مین اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو بہت سے پرانے اخبار و میگزین دیدیا کرتا تھا جسکو وہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور اُن کے نئے نئے معانی و مطالب پر غور و خوض کرتی رہتی تھی

جسکی وجہ سے اسکی معلومات مین قیمتی اضافہ ہوتا رہا۔ ان اخبارات مین اکثر فرانسیسی زبان کے تصویر دار پرچہ بھی ہوتے تھے اسوجہ سے دس سال کی عمر مین فاطمہ علیا خانم کے دل مین فرانسیسی سیکھنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ اسی زمانہ مین اُس سے قسطنطنیہ کے ایک تعلیم یافتہ خاندان کی دو لڑکیون سے بہت میل جول ہوگیا تھا اور آپسمین خوب پینگ بڑھے ہوے تھے وہ دونون لڑکیان فرنچ وضعداری اور زباندانی مین طاق تھین اس طریقہ پر فاطمہ علیا خانم کا فرنچ زبان سیکھنے کا شوق روز بروز بڑھتا گیا۔ حتی کہ جنون کی حد تک پہنچگیا۔ لیکن وہ اپنے اس علمی شوق کو کسی طرح ظاہر نہین کرسکتی تھی اسلئے کہ اسوقت تک ٹرکی مین لڑکیون کو غیر زبانون کی تعلیم دینا معیوب بلکہ کفر سمجھا جاتا تھا۔ اس مجبوری سے فاطمہ علیا خانم نے چوری چوری اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہا۔ پہلے تو فرنچ اخبارات مین سے بمشکل حروف کتر کتر کے جمع کرنا شروع کئے لیکن چند روز تک پریشان رہنے کے بعد اپنی ایک آیا اور ایک اُستانی سے (جو اسکو سینا پرونا اور پیانو بجانا سکھلایا کرتی تھی) مخفی طور پر فرانسیسی زبان کی الف بے پڑھنا شروع کی اور اپنی حرم سرا کے خانۂ باغ مین ایک جھولے پر بیٹھکر اکثر اوقات وہ اپنا سبق یاد کیا کرتی تھی اسلئے کہ تنہائی مین ادائے تلفظ کے لئے اس سے بہتر موقعہ نہین ملسکتا تھا۔ آخر کار یہ راز اسطرح فاش ہوا کہ ایکدن خود جودت پاشا نے اپنی بیٹی کے ہاتھ مین فرانسیسی الف بے کی تقطیع دیکھ لی اور پوچھا کہ یہ کتاب کہان سے آئی جسکے جواب مین فاطمہ علیا خانم کو سب حال کہدینا پڑا۔ روشنخیال باپنے ان واقعات سے مطلع ہوکر نہ صرف فرانسیسی زبان کے حاصل کرنے کی اجازت دیدی بلکہ اسکی فرنچ تعلیم کے لئے ایک معقول اُستاد بھی مقرر کردیا۔ رفتہ رفتہ اُسنے فرانسیسی زبان مین وہ کمال حاصل کیا کہ دنیا بھر کے اخبارات مین اُسکی لیاقت اور وسعت معلومات کی دھوم ہوگئی اسلئے کہ فرانسیسی مین اکثر وہ یورپ کی سیاح عورتون سے بحث و مباحثے کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ سیاح عورتون کے

متعلق ایک واقعہ اسنے خود لکھا ہی کہ ایک سیاح امریکن لیڈی فاطمہ علیا خانم سے ملنے کو آئی جو نہایت ہی لایق اور دستکار تھی۔ اس لیڈی کے اصرار پر فاطمہ علیا خانم نے ناتجربہ کاری سے اپنی تصویر کھینچنے کی اس لیڈی کو اجازت دیدی تھی مگر اتفاقی طور پر کوئی بہانا ملجانے کی وجہ سے غنیمت ہی ہوا کہ تصویر کے کھینچنے کی نوبت نہین آسکی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یورپ و امریکہ کے اخبارات مین فاطمہ علیا خانم کی جو تصویرین شایع ہوئی ہین وہ غالبًا سب فرضی و قیاسی ہونگی۔

سن تمیز کو پہنچنے پر فاطمہ علیا خانم ترکی عربی فارسی اور فرینچ زبانون کی ماہر ہوگئی تھی اور اسکا معیار قابلیت بہت اعلیٰ ہوگیا تھا۔ فاطمہ علیا خانم کو محققانہ و فلسفیانہ مضامین دیکھنے رہنے مین ناولون اور فسانون کے دیکھنے کا موقع کم ملتا تھا تاہم ناول بینی کے متعلق اسکی یہ راے ہی کہ اخلاقی و تاریخی ناولون کا دیکھنا فائدہ سے خالی نہین ہوتا بلکہ پرانے طرز کے اُن بیہودہ قصون کے دیکھنے سے بہتر ہی جسکا خاتمہ عموًا ایسے الفاظ پر ہوتا ہی "طالب و مطلوب کے آپسمین ملنے کے بعد انکی زندگی ہمیشہ عیش و عشرت سے گذری اور جیسے انکی مرادین پوری ہوئین خدا سب کی امیدین بر لائے"۔ اس قسم کی کتابین دیکھنے یا کہانیان سننے سے لڑکیون کی طبیعت پر کچھ اچھا اثر نہین پڑتا بلکہ وہ ایسے ہی خیالات مین محو ہو جاتی ہین کہ ؎

خوشتر ان باشد کہ سرِ دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

نوجوانی کے زمانے مین فاطمہ خانم مسئلہ ازدواج پر بھی حکیمانہ نظر رکھتی تھی۔ اور عشق و عاشقی کی باتون سے بالکل بیگانہ تھی۔ اپنون و بیگانون کی اکثر لڑکیون سے اُنکی آپ بیتی سنکر سبق لے چکی تھی اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم اور اسکی ایک ہمخیال

وہم مذاق سہیلی نے باہم یہ قرار دے لیا تھا کہ وہ دونون آبادی سے الگ تھلگ رہکر نباتات وجمادات کی سیر مین تجرد کی زندگی بسر کرتی رہینگی - لیکن بعد کو جب فاطمہ علیا خانم کی شادی کی تجویز قرار پائی تو اپنے والدین کی اطاعت اور اصول تمدن کے لحاظ سے اسکو اپنی پہلی راے بدلدینا پڑی - اور سلطانی اسٹاف کے ایک نوجوان افسر فائق پاشا کے ساتھ فاطمہ علیا کی شادی ہوگئی -

فاطمہ علیا خانم اور اُسکے شوہر مین پہلے چند روز تک تو کسیقدر تفاوت خیالات کی وجہ سے ان بن رہتی تھی چنانچہ ایک روز اُسکے ہاتھ مین فائق پاشا نے ایک فرانسیسی ناول دیکھا اور چھین کے پھاڑ ڈالا کہ ایسی کتابین شریف مستورات کو نہین دیکھنا چاہیے لیکن زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ فائق پاشا کے خیالات مین بھی آزادی آتی گئی اور اُسنے اپنی لائق بیوی کو علمی ذوق شوق پورا کرتے رہنے کی خوشی سے اجازت دیدی -

اسی زمانہ مین ایک نہایت عمدہ فرانسیسی ناول کا فاطمہ علیا خانم نے ترجمہ کیا اور اسکا نام "المرام" رکھا یہ ترجمہ فائق پاشا کے ایما سے کیا گیا تھا اور جودت پاشا بھی اسکے مسودے کو دیکھکر اظہار پسندیدگی کیا تھا - اسوقت تک ٹرکی مین پریس کی آزادی نہ تھی اسلیے خود فائق پاشا نے "المرام" کو اپنے اہتمام خاص سے چھپواکر شایع کیا - جسکی مختلف اخبارات مین خوب خوب تعریفین ہوتی رہین - اس ترجمہ کی اشاعت مین فاطمہ علیا خانم اپنا نام نہین ظاہر کرسکی تھی لیکن احمد مدحت آفندی اڈیٹر اخبار ترجمان حقیقت نے اپنے آزاد خیال دوستون کی جماعت مین آسانی سے پتہ چلا لیا کہ المرام فاطمہ علیا خانم ہی کے حسن قابلیت کا نمونہ ہے

اس تعارف کے بعد سے فاطمہ علیا خانم کے خیالات متواتر آرٹیکلون کی صورت مین ترجمان حقیقت کے ذریعے سے پبلک کی نظر سے گذرتے رہے

جنکی نسبت عام طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ وہ کسی مرد کے لکھے ہوے ہوتے ہین۔ فاطمہ علیا خانم چونکہ ابتداے زمانۂ طالب علمی سے احمد مدحت کے نئے نئے مضامین دیکھ دیکھکر اپنے دائرۂ معلومات کو وسیع کرتی رہتی تھی اور اپنے طرز تحریر مین ان ہی کی سلیس و عام فہم عبارت کا رنگ اختیار کیے ہوے تھی اسوجہ سے ایک موقعہ پر خود جودت پاشا نے ہنسی مین اڈیٹر ترجمان حقیقت سے پوچھا کہ فاطمہ علیا کے نام سے جو مضامین آپ کے اخبار مین شایع ہوتے ہین کیا وہ آپ ہی کے طبعزاد ہوتے ہین۔ اسکے جواب مین احمد مدحت آفندی نے کہا کہ مین نے تو المرام کا مسودہ بھی نہین دیکھا تھا لیکن کیا عجب ہی کہ یہ سب آرٹیکل حضور ہی کی جودت طبع کا نتیجہ ہوتے ہون۔

اخبار ترجمان حقیقت مین جو مضامین فاطمہ علیا خانم کے لکھے ہوے شایع ہوا کیے اُن کی عام تعریفین سُن سنکر جودت پاشا کی توجہ فاطمہ علیا خانم کی مذہبی معلومات کی طرف زیادہ ہوگئی۔ اُنھون نے روزانہ ملاقاتون مین اسکو علمی و مذہبی مسائل پر آزادانہ گفتگو کرنے کا موقع دینا شروع کیا اور اپنی بیٹی کو مثنوی مولاناے رومی اور مقدمۂ تاریخ ابن خلدون وغیرہ اکثر شرع و حکمت کی کتابون کی سیر کرائی۔ اس زمانہ مین فاطمہ علیا خانم کی ایک اور چھوٹی سی تصنیف شایع ہوئی جسکا نام نسار الاسلام ہی۔ اسمین یورپ کی سیاح عورتون سے مکالمے کے دلچسپ پیرایہ مین اسلام کی خوبیان اور اکثر اسلامی مسائل کی پاکیزگی دکھلائی گئی ہی۔ لیکن اسی عرصہ مین سلطان عبدالحمید خان کے وقت کی پولیٹکل سازشون کا شکار ہونکے جودت پاشا خانہ نشین ہوگئے اور بمجبوری شہر سے باہر اقامت اختیار کرلی اسوجہ سے فاطمہ علیا خانم کو اپنے والد ماجد کے عالمانہ خیالات اور فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا اور اُسکے مشاغل علمی مین

یہ ایک ناگوار رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

اسمین کوئی شک نہین ہو کہ فاطمہ علیا خانم کو اگر اپنے باپ بھائی اور شوہر کی سرپرستی و حوصلہ افزائی سے بیش بہا امداد نہ ملتی تو علمی دنیا مین اسکو کبھی وہ رتبہ حاصل نہ ہوتا جو اب حاصل ہوا۔ تاہم جودت پاشا نے یہ اعتراف کیا ہو کہ فاطمہ علیا نے علم و کمال مین جسقدر ترقی و ناموری حاصل کی یہ سب اسکے اپنے شوق طبیعت اور ذاتی کوششون کا نتیجہ ہو اور اگر باقاعدہ تعلیم و ترتیب دیجاتی تو آج وہ خدا جانے کیا ہوتی۔

فخرالدین احمد

(جناب مولوی فخرالدین احمد صاحب کاکوری کے نوجوان رئیس زادونمین سے ہین۔ آپ اگرچہ زبان انگریزی کی تعلیم سے زیادہ بہرہ اندوز نہین ہوے مگر علوم مشرقیہ مین مہارت تامہ رکھتے اور ساتھ ہی اسکے زمانہ کی روشنی سے واقف اور موجودہ قومی و ملکی ضرورتون سے آگاہ ہین آپکا دل مغربی تہذیب اور تمدن کا اگرچہ شیدائی نہین مگر آپکا کاسۂ دماغ مغربی قومون کے ان مفید ترین اور قابل قدر خیالات کا مخزن ہو جنپر عمل کرنیسے دنیا مین قومین ایسی نمایان اور مہتم بالشان ترقی حاصل کرلی ہو۔

اُردو لٹریچر سے جو قدرتی مناسبت اور دلچسپی آپکو ہو اُسکا اندازہ کچھ وہی لوگ کرسکتے ہین جنھین آپ کی مجالس ادبی شرکت کا اتفاق ہوا ہو یا جنکو آپ کی صحبت سے فیض اُٹھانیکا اتفاق حاصل ہوتا رہا ہو لیکن بایں ہمہ مضمون نگاری کی محنت شاقہ آپکو گوارا نہین جسکی وجہ سے ملک کو آپکے بیش بہا خیالات سے منتفع ہونیکا موقع نہین ملتا۔

الناظر کی خوش قسمتی ہو کہ آپنے محض الناظر کی خاطر اس وادی گمنامی کو اختیار کر پھینکنے کا ارادہ کرلیا ہو جسمین پڑے رہنا غیر مفید مگر باعث آرام ضرور تھا۔ اور ہمسے وعدہ کیا ہو کہ الناظر کے صفحات کو آپ اکثر اپنے گران بہا مضامین سے مزین فرماتے رہینگے ہم اس عنایت بے غایت کے تہ دل سے شکر گذار ہین اور امید کرتے ہین کہ آپکی طرح اور نوجوانان ملک بھی الناظر کی اپیل پر التفات فرمائینگے اور لٹریری غزل گزینی کو چھوڑ کر مضمون نگاری کے دلچسپ اور مفید شغلہ کو اختیار کرینگے جس سے اُنکی دلبستگی اور اردی زبان کی وسعت ہوتی رہیگی۔

بر رسولان بلاغ باشد و بس)

خبرین

فن جراحی مین جو کمالات یورپ و امریکہ کے ڈاکٹرون نے دکھائے اُن سے ایک عالم کو حیرت ہی۔ حال مین جرمنی کے ایک ڈاکٹر لیکذر (Lecen) نامی نے ایک ایسا کمال دکھایا ہی جو حیرت انگیز ہی نہین بلکہ دلچسپ بھی ہی۔ ڈاکٹر موصوف کے پاس ایک مریض آیا جسکو ایک نئی ناک کی ضرورت تھی۔ کچہ دن قبل اُسنے ایک مریض کی ٹانگ کاٹی تھی جو اُسکے پاس موجود تھی اور جسمین ران کی ہڈی مین کوئی نقص نہین آیا تھا۔ چنانچہ اُسنے اسی کے حصہ زیرین مین سے ایک ٹکڑا کاٹ کر ناک کی صورت پر تراشا اور اُسمین دو نتھنے بھی بنائے۔ پھر اُس مریض کے داہنے بازو کو اس ترکیب سے کھولا کہ کھال اور رگون پٹھون کے درمیان جگہ ہوگئی جسمین اس مصنوعی ناک کو رکھکر زخم مین ٹانکہ دیدئے گئے۔

تین مہینے بعد جبکہ بازو کی کھال ناک پر مضبوطی سے چپک گئی تھی ڈاکٹر لیکذر نے ناک کو معہ کھال کے کاٹ لیا اور مریض کے چہرہ پر لگا دیا۔ اس طور پر مریض کو ایک عمدہ۔ مضبوط۔ ہڈی دار ناک ملگئی جو بوجہ اسکے کہ بازو کی زندہ کھال اُسپر چڑہی ہوئی تھی کسی طرح پر بدنما نہین معلوم ہوتی تھی۔

امریکہ کے ایک اخبار مین لکھتے ہوئے ڈپزآف مالبرو تحریر فرماتی ہین۔

"اُسمین کچہ شک نہین کہ ایسے معاملات جنکو عورتون سے قریبی تعلق ہو اُنھین کے ہاتھ سے باحسن وجوہ سرانجام پائین گے۔ قدیم زمانہ مین جیسا کہ ہمکو معلوم ہی گھر کے تمام کام عورتون ہی کے اختیار مین تھے۔ پس کھانیکے سامان۔ دودھ۔ پانی۔ گھر کی نالیون۔ ہوا کی آمد و رفت کے ذرایع مین حفظان صحت کے اصول کی پابندی بچون کی تربیت اون کا کارخانون مین کام کرنا عورتون کی ملازمت کے قوانین محتاجون کی پرورش ان سب امور کا انتظام عورتین بمقابلہ مردونکے زیادہ اچھی طرح کرسکین گی۔ اور وہ وقت قریب ہی کہ اس طرح کے تمام معاملات عورتونکی جماعتونکے زیر انتظام ہونگے۔ کسی کام کو کرنے سے پہلے اُسکی مشق کرنا ضروری ہی اور تمام

عورتون کو چاہیئے کہ وہ اس موقع کے لئے اپنے آپ کو طیار کرین"

ممالک متحدہ امریکہ کے اُس محکمہ نے جسکے سپرد موسم کی تبدیلیون کا پتا لگانا اور ملک کو ظاہر کرتے رہنا ہی اپنی صحیح پیشین گوئیون سے اسوقت تک پچاس ہزار ڈالر (پونے دو لاکھ روپیہ) سے زائد زراعت و تجارت مین صرف ہو جانیسے بچائے ہین۔ وہین کا ایک ڈاکٹر لکھتا ہی کہ تمام علامتون سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا علم اُن قوانین کے بارہ مین جو ہوا اور موسم کے متعلق ہین بہت زیادہ ہو جائیگا اور یہ پیشین گوئی کی جاری ہی کہ بہت جلد ہوا کے طبقہ کے ایسے ہی صحیح اور علمی نقشے طیار ہو جائینگے جیسے کہ سمندرون کے تمام بڑے راستون کے موجود ہین۔ اور عام طور پر موسم کی حالت کے متعلق مہینون پیشتر پیشین گوئیان کیجا سکینگی

قوت متخیلہ کا اثر علمی دنیا مین

فرانس کے ایک قصبہ مین ایک سیاہ بال اور کالی آنکھون والے مان باپ کے تین خوبصورت۔ سنہرے بال اور نیلگون آنکھون والے لڑکے تھے۔ والدین اور اولاد کی صورتون مین اس تفاوت کو دیکھکر لوگ حیران تھے۔ آخر کار لڑکون کی مان نے اس گتھی کو اسطرح سلجھایا۔ (اس کی زبان مین) "اُسی مجھ اپنے شوہر سے ذرا بھی محبت نہ تھی بلکہ صرف والدین کی خوشی پورا کرنے کیلئے مینے نکاح کر لیا تھا جنکو مین کبھی معاف نہین کر سکتی۔ جسوقت سے نکاح ہوا مینے اپنے شوہر کی طرف سے آنکھین بند رکھین اور اُسکی تمام حرکتون کے متعلق یہ خیال کرتی تھی کہ یہ خاص مرے پیارے کی حرکتین ہین جسے مین نے ہی امریکہ بھیجا تھا۔ جب میرے بچے پیدا ہوے اور بنزاُن کی پیدایش سے قبل میرے تمام خیالات کا مرکز وہی میرا پیارا تھا چنانچہ میرے جتنے لڑکے ہوے وہ سب صورت مین اُسی کو پڑے۔ یہ مشابہت اُن سبھون پر ظاہر تھی جو دونون خاندان سے واقف تھے" اس طرح قوت متخیلہ کے اثر سے لڑکے باپ و مان کے ہمشکل ہونے کے بجاے اُس شخص کے ہم شبیہ ہوے جسکی تصویر ہر وقت اُن کی مان کے دل مین بسی رہتی تھی۔

جامیست جہان نمائے ہر صفحہ دریں
۱۷ ۱۳ھ

الظفر

لکھنؤ

۱۹۲۷ء

نمبر ۲ | یکم اگست سنہ ۱۹۲۷ء | قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین

		صفحہ
مذہب کی ضرورت	"غریب الوطن"	۱
معاشرت انسانی اور عورتوں کی منزلت	ضیاء الحسن علوی	۲۱
حسن کامل نمبر ۱	ایک خاتون	۲۶
خون ناحق	اڈیٹر	۳۱
مبارکباد	"	۳۳
انگریزی قبرستان کا ایک سین (نظم)	منشی ارتضا علی شرر	۳۵
قصیدہ (نظم)	خواجہ عزیز الدین عزیز	۳۸
آزادی	بیگم صفدر علی	۴۱
سوئی کا کام	ناظرہ	۴۶
خاتون مہ لقا	منشی ارتضا علی شرر	۴۸
ایک مبارک تجویز	زہرا بیگم فیضی	۵۱
خبرین	ایڈیٹران	۵۵

وصی الحسن علوی بی۔اے ظفر الملک علوی

حسب فرمایش جناب منشی سخاوت علی صاحب سکریٹری لکھنؤ فلاور ملس و مالک رسالہ

مفید عام پریس راۓ نگر متصل ڈالیگنج لکھنؤ میں باہتمام محمد علی طبع ہوا

فی پرچہ ۴ر

آئندہ پرچہ مین

غور سے

ملاحظہ فرمایئے گا

تیس سال کا تجربہ

ہمارے یہان ہر قسم کا انگریزی اور ہندوستانی کپڑا نہایت اعلیٰ درجہ کا سیا جاتا ہی۔ کوٹ۔ شیروانی۔ ولائتی نمونہ کے سوٹ جو دہپور بریچز۔ قمیض ہر فیشن کے اور ہر فصل کے مطابق بالکل انگریزی دوکانون کے مقابلہ کے سلوائے جاتے سلائی دیدہ زیب۔ کتر بیونت عمدہ اور طیاری پر کپڑا تصویر اتارنے کے قابل نظر آوے تو ہمیشہ ہماری ہی دوکان سے بنوائے گا۔

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج لکھنؤ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے قیمت عہ

ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کا کارل بہترین دوا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوے ہین

بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت ۳ے

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری

اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت ۴ے

باٹلیوالا کا مسفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن

سے تیار ہوا ہی۔ بابا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا

اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴ے

باٹلیوالا کا کیڑونکا مرہم ایک دن مین اچھا کر دیتا ہی قیمت ۴ے

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشہرت بھی مل سکتی ہین۔

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبوریٹری۔ دادار۔ بمبئی

دواخانہ محبوبیت جڑی بوٹی۔ امین آباد لکھنؤ کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصہ ملک مین مشہور ہین۔ عرق میرہ جو کہ امراض چشم کیواسطے اکسیر الی صیت دافع نزول ماء۔ جاذب رطوبات جالی مقوی بصر۔ ہر طرح کی تکالیف متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید اور ہر حالت صحت مین بھی اسکا لگانا یکساں فائدہ دیتا ہی۔ قیمت فی ڈبہ دو روپیہ علاوہ خرچ ڈاک۔

پروپرائٹر۔ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس مالک کارخانہ آرٹس۔ فلور۔ اینڈ آئل ملز۔ لکھنؤ۔

جملہ فرمایشات ایس۔ اے۔ حکیم منیجر۔ دواخانہ مجربات جڑی۔ بوٹی۔ امین آباد۔ لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین۔

الظفر

نمبر ۲ یکم اگست سنہ ۱۹۰۹ء

مذہب کی ضرورت

می خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن
ساکن بت خانہ باش و مردم آزاری مکن

کہا جاتا ہی کہ مذہبی پابندی کے ساتھ دینوی ترقی غیر ممکن ہی۔ اور کوئی قوم اُسوقت تک شایستگی و تہذیب کے درجۂ کمال تک نہین پہونچ سکتی جبتک کہ وہ مذہب کو الوداع نہ کہے۔ اور اپنے افراد کے دل و دماغ کو تمام فضول قیدون اور سختیون سے آزاد نہ کرے۔

یورپ اسوقت تمام دنیا مین باعتبار علم و فضل و بلحاظ عزت و دولت اپنا جواب نہین رکھتا مگر مذہب کی پابندی ایک مختصر گروہ کے سپرد کردیگئی ہی جو اپنے دیگر برادران قوم کے لئے دعاء خیر مین مصروف رہتا ہی اور اُنکو موقع دیتا ہی کہ وہ عبادت و ریاضت کے فضول بوجھ سے سبکدوش ہوکر اپنا بیش بہا وقت طلب علم۔ تحقیق مسائل۔ تحصیل زر۔ یا فتح ممالک مین صرف کرین۔

ایشیا مین جاپان کی مختصر سلطنت نے ترقی و عروج کے چند مدارج

طے کئے ہین تو وہ بھی مذہب کی فضول قید سے آزاد ہی - امریکہ مین ریاستہاے متحدہ نے ایک قابلِ لحاظ قوت حاصل کرلی ہی اور وہان کے باشندے علم وفضل کے میدان مین بعض حیثیتون سے اہل یورپ سے بھی گوے سبقت لے گئے - مگر پابندی مذہب کو پوچھو تو بس نام ہی نام ہی -

یورپ کے مختلف ممالک کو بہ نظر غور دیکھو تو جو ملک پابندی مذہب کی مضرت رسان قیدون سے زیادہ آزاد ہی اُسکا مرتبہ منازل ترقی کے طے کرنے مین بڑہا ہوا ہی - انگلستان - جرمنی - اور فرانس نے مذہب کو بالاے طاق رکھا تو انکی منزلت یورپ مین سب سے زیادہ ہی - روس یونانی کلیسا کے اصول کا کسیقدر پابند ہی تو ایک آزاد خیال مشرقی قوم کے ہاتھون ذلیل ہوا - اسپین مین ابھی تک پوپ کا اثر ہی تو اسکا دیوالہ نکل گیا - اٹلی کا شمار طاقتور سلطنتون مین اُسوقت سے ہوا کہ اُسنے پوپ کی جابرانہ مذہبی حکومت سے آزادی حاصل کی - بلقان کی ریاستین اسوجہ سے ذلیل ہین کہ اُنمین مذہب کا نام زندہ ہی اور یونان اُسوقت تک عزت نہین پاسکتا جب تک کہ وہ مذہب کو فراموش نکرے - ٹرکی بوجہ پابندی مذہب کے مرض الموت مین گرفتار ہی - ترکون کی نئی نسل پابندی مذہب سے کسیقدر آزاد ہی لہذا اُسکا ستارۂ اقبال عروج پر ہی -

پچھلی تواریخ کی ورق گردانی کرو تو معلوم ہوتا ہی کہ ازمنہ مظلمہ سے اسوقت تک جن قومون نے قابل ذکر ترقی کی ہی وہ ہمیشہ مذہب کی قیدون سے آزاد رہی ہین اور اگر پابندی مذہب کے ساتھ کسی گروہ نے دینوی ترقی کی کوشش کی تو زمانہ نے اسکی محنت کو بے سود ثابت کیا ہی -

بابل، نینوا - یروشلیم اور کارتھیج وغیرہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کو چھوڑکر جنکا اثر ایک مختصر دائرہ پر محدود رہا اور جنکی قابل اعتماد مفصل تاریخین اسوقت

دستیاب نہین ہوسکتین - ازمنہ مظلمہ مین یونان - مصر - روم - فارس - ہندوستان اور چین - اور ازمنہ متوسطہ مین عرب اور تاتار وہ قومین ہین جنکی ترقیان آجکل مثال کی طور پر پیش کیجاتی ہین -

یونان کے معراج کمال کا وہ وقت تھا جب اسنے فارس کے زبردست حملہ آور دونکو شکست دیکر اپنی خود مختار جمہوری ریاستین قایم کین لیکن اس عہد تک یونانی کسی مستقل مذہب کے پابند نہ تھے

مصر نے شایستگی کا درجہ امتیاز فراعنہ کے عہد حکومت مین حاصل کیا جسپر حسرت کے آنسو بہانے کے لئے قدیم اہرام اسوقت تک کھڑے ہوے ہین مگر مذہب کی جکڑ بند سے وہ اُس زمانہ مین قریب قریب آزاد تھے -

روم نے تہذیب و شایستگی کا معیار نہایت بلند کر دیا اور اپنے سایۂ عاطفت مین یونان و مصر اور فارس کے ایک حصہ کو چھپا لیا بلکہ ازمنہ مظلمہ مین یہی ایک سلطنت ایسی بتائی جا سکتی ہے جو دنیا کے تینون دریافت شدہ براعظم یورپ - افریقہ - اور ایشیا کے بہترین حصون پر ایک ہی وقت مین مدت تک قابض رہی - لیکن اس قوم کا مذہب کیا تھا ؟ - قریب قریب کچھ نہین !! چند مقررہ تیوہارون کے دن وہ اپنے دیوتاؤن کے سامنے سر جھکاتے تھے لیکن انکا دل پرستش کی قیدون سے آزاد تھا اور دراصل سوائے حب وطن حصول جاہ اور فتح ممالک کے اُنکا کوئی خداوند نہ تھا -

مذہب عیسوی کے فرشتہ صفت موجد نے اسی سلطنت کے ایک صوبہ مین جنم لیا اور یہین اپنی دنیوی زندگی کے دن پورے کر گئے - اُنکے جانشینون نے ملک پر دانت لگایا اور رفتہ رفتہ اُس عظیم الشان مملکت کے قیصر کو جسکے ایک ادنیٰ صوبہ دار کے اشارہ سے مورخان انجیل کے قول کے

موافق مسیح کو سولی دیگئی تھی مجبور کردیا کہ وہ گلیلی کے ماہی گیرون کو اپنا ہادی طریق اور رہبر و رہنما سمجھے۔ قسطنطین اعظم کی مبارک کوششون سے مذہب عیسوی کا بنیادی پتھر نہایت مستحکم ہوگیا لیکن سلطنت روم کا زوال بھی دراصل اُسی عہد سے شروع ہوا۔ یہانتک کہ قسطنطین کا ناقابل فتح جدید دارالحکومت وحشی ترکون کا شکارگاہ بنگیا اور قسطنطنیہ کی دیوارون کے اندر یہی بحث ہوتی رہی کہ یونانی کلیسا کے اصول پر کاربند رہنا چاہیئے یا اپنا مذہبی انتظام پوپ کے سپرد کردینا چاہیئے۔

فارس جبتک لامذہب تھا یا کم سے کم کسی مذہب کی سخت زنجیرون مین جکڑا ہوا نہ تھا ایشیا کا بہترین حصہ اُسکے زیر اثر تھا اور ہزارون برس گذرنے کے بعد بھی اُسکی عظمت و شوکت۔ جاہ و جلال۔ دولت و ثروت کی جھوٹی سچی کہانیان آجتک فردوسی کی زبان مین ملتی ہین مگر جب سے کہ زندوارستا کا غلام ہوا ترقی کا ستارہ بدلی کے ٹکڑے مین چھپ گیا مصر مین شکست پائی۔ یونان سے ہارا۔ روم سے مغلوب ہوا۔ اور عرب کی حکومت کا داغ اسوقت تک اُسکی پیشانی پر موجود ہی۔

ہندوستان اور چین نے علم و فضل صنعت و حرفت مین کمال حاصل کیا لیکن مشرقی ایشیا کی خاک مین مذہب کے زہریلے اجزا اسقدر شامل تھے کہ ہند و چین کی ترقیان نوع انسانی کی شائستگی بڑھانے مین زیادہ عرصہ تک مدد نہ دے سکین۔ چین تو بودہ مذہب کا پابند ہوتے ہی نشہ مین آگیا اور ہندوستان برہمنون کے زیر اثر رہکر اپنی قدیم تاریخ کا سنہرا ورق بالکل بھولگیا۔

ازمنہ متوسطہ مین پہلے عرب کی ایک نئی قوم دنیا کے سامنے پیش ہوئی جسکے فتوحات کا سیلاب گاتھ۔ وندال۔ اور منگول سے بھی زیادہ

سراج السیر تھا۔

کہتے ہین کہ ہرقل قیصر روم نے جب فارس کو شکست دی اور اصلی صلیب جو چند برسون سے آتش پرستون کے قبضہ مین تھی دوبارہ حاصل کی تو اس فتح عظیم کی خوشی مین بڑے بڑے جلسے کئے گئے اور بہت جشن منائے گئے ہرقل بڑے جلوس کے ساتھ یروشلیم مین حاضر ہوا اور صلیب کو اپنے سامنے دوبارہ نصب کرایا۔ جب وہ اس مبارک خدمت سے فارغ ہوکر دارالسلطنت کو واپس جارہا تھا۔ راستہ مین خبر ملی کہ اُسکے مشرقی صوبہ کے ایک سرحدی موضع کو عرب کے بدوؤن نے لوٹ لیا اور قریب کے شہر سے سپاہیون کا دستہ جو موضع کی حفاظت کے لئے گیا تھا اسکو بھی کاٹ کر پھینک دیا۔

اس خبر بد کی ایسے فتح وظفر کے عشرت انگیز موقع پر کچھ پروا نہ کی گئی قیصر بدستور جشن مین مصروف رہا اور اُسی جاہ وجلال سے وطن کو واپس گیا۔ اس بدفالی کے چند ہی سال بعد جبکہ ہرقل ہنوز تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا اُسکے تین سب سے زیادہ زرخیز صوبے یعنی شام ومصر وفلسطین وحشی عربون کے دست تصرف مین آگئے اور فارس کی زبردست سلطنت، جو صدہا سال سے روم کی مدمقابل تھی اور متعدد میدانون مین اس سے کلہ بکلہ لڑی تھی بالکل نیست ونابود ہوکر عرب کا ایک صوبہ بنگئی۔

مسلمان ان فتوحات پر بڑا ناز کرتے ہین اور اُن کے زمانہ حال کے مورخ اِن واقعات کو بڑی آب وتاب سے لکھتے ہین لیکن اگلے وقتون کی تاریخین پڑھو اور انصاف سے کام لو تو معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی کے وحشیون وسط ایشیا کے ڈاکوؤن اور خصوصاً گاتھک قوم کے فتوحات ان واقعات سے کچھ کم تعجب انگیز نہین ہین۔ بلکہ نکتہ رس تو یون کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین

ہینبال - سکندر - ایرک - جنسرک - عہد متوسط مین چنگیز - ہلاکو - تیمور - اور زمانہ حال مین نیپولین اور نادر شاہ کے کارنامے عرب کی چندروزہ بلند اقبالی سے زیادہ قابل قدر ہین اسوجہ سے کہ عرب کی شجاعت مذہبی جوش کا نتیجہ تھی - اُنکی کامیابی سے اشاعت تہذیب کو زیادہ نفع نہین پہنچا اور اُنکی سریع ترقی دراصل مذہب اسلام کی فتح تھی نہ کہ وحشی عربون کی پولیٹکل کامیابی !!!

بہرصورت یہ تسلیم کرنا تو لازمی ہی کہ عرب نے عہد بنی عباس سے پیشتر تہذیب و شایستگی کے مدارج طے کرنے مین کوئی نمایان کامیابی نہین حاصل کی بنی امیہ کے دور بلکہ آغاز سلطنت عباسیہ تک عرب پر بدویت کا پورا اثر باقی تھا اور حضریت کے برکات کو وہ لغو سمجھتے تھے - اُنکی شاعری - اُنکی نثاری - اُنکی تصنیفات اُنکے ایجادات سب اس قول کے شاہد ہین کہ وہ ابھی تک تمدن کے اُس درجہ سے بھی دور ہین جسپر اُنکے پاس پڑوس کی قومین مدت سے پہنچ چکی ہین - روزانہ ضروریات کی معمولی معمولی چیزونکے لئے یہ دیگر اقوام کی اعانت کے محتاج ہین اور انکے یہان تالیف و تصنیف مین یا صنعت و حرفت مین جو بڑی سی بڑی ایجاد کیجاتی ہی وہ دوسری قومون کی نقل ہوتی ہی - ظاہر ہی کہ جو قوم کی قوم اپنا سارا عزیز وقت مذہب کی پابندی اور بانی مذہب کے اقوال و افعال پر غور کرنے مین صرف کرے اس سے کسی حیرت انگیز ایجاد کی امید ہی کیا ہوسکتی ہی -

بنی عباس کے عہد مین بغداد کی دلکش آب و ہوا کے اثر سے آزاد خیالون کا گروہ پیدا ہوا - مختلف اقوام کی نادر کتابون کے ترجمے ہوے مذہبی عقائد مین ضعف آیا - عیش و عشرت کے بازار گرم ہوے تو عرب نے شایستگی و تہذیب کی پہلی منزل مین قدم رکھا - محقق دعوے سے کہتے ہین کہ مسلمانون مین عہد بنی عباس سے اسوقت تک جس فرد نے کوئی نمایان ترقی حاصل کی ہی

خواہ وہ باعتبار علم وحکمت کے ہو یا صنعت وایجادات کے۔ اُسکا تعلق ہیئت ونجوم سے ہو یا فلسفہ وطبیعات سے۔ اُسکی سچی سوانح عمری پڑھو تو معلوم ہوگا کہ وہ یا تو مذہب کے اصول واحکام کا پابند نہ تھا یا اُسکے عقائد مذہبی جمہور سے مختلف تھے اور اسلئے وہ احکام شریعت کی بجاآوری سے نسبتاً آزاد تھا۔ یہین سے بعض دانشمندون نے اخذ کیا ہو کہ ائمہ اثنا عشر کے تابعین چونکہ جمہور اہل اسلام سے عقائد مین اختلاف رکھتے تھے اور اپنے ذرایض مذہبی دشمنونکے خوف سے علی الاعلان بجانہ لاسکتے تھے اسلئے مسلمانون مین ابتک جتنے فلاسفر۔ حکیم۔ اور طباع۔ ایسے گذرے ہین کہ اپنر فخر کیا جاسکے وہ سب کے سب نہین تو انمین سے بہت زیادہ شیعہ مذہب تھے۔

سچ یہ ہو کہ عرب کے باشندے ترقی تمدن مین مدد دینے کے لئے موزون نہ تھے اور اسیوجہ سے تنازع للبقا کے اصول کے موافق اُنکے چشمۂ تہذیب سے دنیا کو زیادہ فیض یاب ہونیکا موقع نہ ملا تھا کہ تاتاری جو پابندی مذہب کی قید ونسے آزاد تھے وسط ایشیا کے ریگستان سے بگولے کیطرح اُٹھے اور چشم زدن مین عرب کے تمام کارخانے درہم برہم اور اُنکے کل عشر تخانے بے چراغ کرگئے۔

یہ مذہب اسلام کی دوسری فتح تھی کہ اُسنے ان وحشی رہزنون کو عرب کے معصوم رہنما اور بے پڑھے لکھے فلاسفر کا حلقہ بگوش غلام بنادیا۔ لیکن تاتاریون کے "درخت اقبال" مین اُسی روز سے "دیمک" لگگئی۔ چنگیز اور ہلاکو تو دنیا کو پہلے ہی تہ وبالا کرچکے تھے اب افاقۃ الموت مین یلدرم وتیمور۔ محمد وبابر۔ سلیمان واکبر نے جنم لیا مگر وہ قدیم اصول کہ مذہبی پابندی کے ساتھ دینوی ترقی غیر ممکن ہو ایک طرف تو ویانا کی

دیوار دنکے سامنے ظاہر ہوا۔ لیا نٹو مین زہریلے پھل لایا۔ اور یونان کی آزادی سے ترکی سلطنت کو نیم مردہ بنا گیا اور دوسری طرف راجپوتانہ کی بغاوت دکن کی سرکشی۔ مرہٹون کی شورش۔ اور سکھون کے فساد نے اسکا چراغ ہی ٹھنڈا کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری

المختصر ابتداے آفرینش عالم سے تا ایندم کوئی قوم ایسی نہین بتائی جا سکتی جسنے مذہبی پابندی کے ساتھ عروج ترقی کے اعلیٰ مدارج تک رسائی حاصل کی ہو۔ ممکن ہو کہ مذہبی جوش جو انسان کے دل و دماغ کیلئے زہر سے زیادہ مہلک ہو چند ساعت کیلئے فانوس خیال کے سے تماشے دکھائے لیکن یہ کھیل چند روزہ۔ یہ ہمت نمایشی۔ یہ جوش فوری اور یہ کامیابی ہمیشہ سطحی ثابت ہوتی ہو۔

یہ ہین وہ مدلل اسباب جنسے ہمارے ملک کی نئی تعلیم یافتہ نسل نتیجہ نکالتی ہو کہ اگر کانبان تقدیر نے ہندوستان اور ایشیا کا دوبارہ عزت و منزلت حاصل کرنا ازل کے رجسٹرون مین مندرج کیا ہو تو لازم ہو کہ یہان کے باشندے مذہبی جھگڑونکو دفع کرین۔ اصول شریعت کی پابندی سے آزاد ہون۔ طلب دنیا کے لئے خالصتہً للدنیا کمر ہمت باندھین اور اپنے آسمانی خداوندونکو یا تو کسی خاص جماعت کی حفاظت مین دیدین یا اُنکو قطعاً فراموش کردین کہ وہ کچھ روز تک اپنی خبر آپ لیتے رہین کیونکہ ایشیا جب تک مذہب کی آہنی زنجیرون مین جکڑی رہیگی میدان ترقی مین تیز گامی محال ہو۔ ہم خدا خواہی وہم دنیاے دون + این خیال است ومحال است وجنون + تعلیم یافتہ جماعت کی لفاظی جو اس تمہید مین مفصلاً نقل کیگئی تھوڑی دیر کے لئے متحیر اور ساکت کر دیتی ہو مگر مشکل یہ ہو کہ

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

جب ہم اسی تاریخی تصویر کا دوسرا رُخ دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ آج تک روئے دنیا پر نہ کوئی ایسی قوم سرسبز ہوئی ہی نہ کسی ایسے ملک کا نام بتایا جاسکتا ہی جسنے تمدن کے زینے پر قدم رکھا ہو اور اُسمین مذہب کا خیال موجود نہ ہو۔ وہ خواہ درختون کی پرستش کرتی ہون۔ یا پتھرون کو پوجتے ہون۔ پہاڑ۔ دریا اور ہوا اُنکے معبود ہون۔ یا آسمان پر چمکنے والی چیزین اُنکی خداوند ہون۔ مختلف انسانی قوتون اور خواہشات کی سنگی تصویرین اُنکے خیال مین قادر مطلق ہون یا سپر و شمشیر۔ کاغذ و قلم۔ سمندر اور جہاز کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہون۔ ہر ایک غیر معمولی اور خلاف فطرت منظر کو مہبط شان الٰہی سمجھتے ہون یا کسی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرنا انکا شعار قومی ہو لیکن کسی نہ کسی طاقت کو اسقدر بلند مرتبت اور رفیع الشان ضرور سمجھتے ہین کہ اُس سے جزا و سزا کی امید رکھتے ہین اور اُسکے خوف سے دنیا مین امن و امان قائم رکھنے پر مجبور ہوتے ہین۔ جاننے والے جانتے ہین کہ مذہب کی پابندی سخت تکلیف دہ ہی اور انسان مذہب کے ہاتھون دنیا کے بچپن سے اسوقت تک یکسان مصیبت مین گرفتار رہا ہی۔ لہذا ضروری تھا کہ تنازع للبقا نے یہ مہلک دشمن ضرور فنا کر دیا ہوتا اگر کسی خاص وجہ سے متمدن دنیا کیلئے اُسکی زندگی ضروری اور لازمی نہ ہوتی۔ اب ہمکو سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا اسباب ہین جنکی وجہ سے مذہب آجتک زندہ ہی بلکہ اسکو حیات جاوید حاصل ہوئی ہی۔

ایک فلاسفر کا قول ہی کہ دعوے کے ثبوت مین مثال ہمیشہ بہترین اور قریب ترین انتخاب کرنا چاہیئے۔ لہذا فرض کرو کہ بیسوین صدی مین جبکہ لکھنؤ سلطنت عالیہ برطانیہ کے زیر حکومت ہی اور ضابطہ فوجداری و تعزیرات ہند بلکہ

قوانین اسلحہ و بغاوت بھی نافذ ہین اس شہر کے کل باشندے دفعۃً مذہب کی حکومت سے آزاد ہو جائین تو یہان کا کیا حال ہوگا اور شائستگی و تہذیب مین لکھنؤ کا مرتبہ کسقدر بلند ہو جائیگا۔ امام باڑے۔ مسجدین۔ مندر۔ اور گرجے مسمار ہو کر سڑکین کشادہ اور عمارتین ہوادار ہو جائینگی۔ خانقاہون و درم سالون اور مقبرون کے منہدم ہونے سے زراعت کے لئے زیادہ زمین میسر آئیگی۔ جو عزیز وقت عبادت و ریاضت مین فضول ضایع ہوتا ہی دنیا کے کام و ہنر دن مین لگایا جائیگا۔ تحصیل زر کے ذرایع وسیع ہون گے۔ شہر کی آبادی کا ایک معتدبہ حصہ جو مذہبی اوقاف یا دوسرون کی آمدنی سے اپنی زندگی بسر کرتا ہی تلاش معاش مین سرگرم ہوگا۔ صنعت و حرفت مین کسیقدر ترقی ہوگی۔ مینوسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی آمدنی مین اضافہ ہوگا۔ حفظان صحت کی طرف زیادہ توجہ کیجاسکیگی اور غریب شہر کو برقی روشنی۔ پختہ تھیٹر۔ اور ٹرامو ے کے برکات سے فیضیاب ہونیکا موقع ملجائیگا۔ لیکن اسیکے ساتھ ساتھ نکاح بیاہ موقوف۔ خیرات زکوٰۃ بند۔ صدق و خلوص القط۔ ماں باپ کی عزت ہر طرف۔ بھائی بہن کے ساتھ سلوک بیکار۔ چوری اس خوبی سے کیجاے کہ کسیکو خبر نہ ہو تو قطعاً جائز۔ شوہر کی رضامندی سے یا اسکی لاعلمی مین زناکاری بیشک حلال۔ شراب۔ تاڑی۔ بھنگ۔ گانجہ۔ چرس جس حد تک کہ صحت کے لئے زیادہ مضر نہ ہون شیر مادر۔ جھوٹ۔ دغا۔ اور فریب جبتک کہ تعزیرات ہند کی دفعہ مین نہ آتا ہو نہایت مفید اور انکا استعمال برمحل نہایت مناسب۔ خودستائی۔ خودپسندی۔ عجب و تکبر داخل حسنات۔ دل آزاری۔ حق ستانی۔ اور اخلاقی مظالم بالکل بے گناہ۔ کہین رقص و سرود کا جلسہ ہی تو مہینون تک جشن جشیری سے فراغت نہین۔ کسی سے بغض و عداوت یا کینہ ہی تو دشمن کی فکر ضرر رسانی سے

ایک دم مہلت نہین - جب کسیکا دل دکھانا جرم نہین تو قتل نفس و خونریزی اس منزلِ تہذیب کا دوسرا زینہ ہی - تعزیرات ہند نے قتل عمد کا عیوض مقرر کیا لیکن خودکشی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہی - وہ مرغ بے ہنگام تو پہلے ہی قتل کر دیا گیا جو اقدام خودکشی کے وقت ہاتھون کی قوت اس آواز سے سست کر دیتا تھا کہ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

نواب صاحب اپنے بچہ کو گود مین لئے بیٹھے ہین - اُس سے ہنس ہنسکر باتین کرتے اور اپنا دل بہلاتے ہین - بھائی کا یتیم لڑکا سامنے کھڑا ہی مگر اُسکی طرف مخاطب نہین ہوتے - ناسمجھ لڑکا اپنے مرحوم باپ کو یاد کرکے افسردہ ہوتا ہی - غم و غیرت سے اُسکا سر جھک جاتا ہی اور زمین و آسمان اُسکی حسرت پر ترس کھا کر لرزہ مین آجاتے ہین لیکن نواب قانونی مجرم نہین ہین - اب مذہب تو باقی نہین ہی جو ملامت کرے کہ

چو بینی یتیمے سرافگندہ پیش
مدہ بوسہ بر روے فرزند خویش

مصرجی بندوق کاندھے پر رکھے ہوے شکار کو جا رہے ہین - سارس کا جوڑا کھیت مین کلیلین کر رہا ہی - شاہین قضا نے نشانہ لگایا - نر گرا اور مادہ کو دائمی مفارقت کا داغ دے گیا - وہ زندگی بھر پہاڑون اور بیابانون مین اس ظلم و ستم کی فریاد کرتی ہی لیکن عدالت فوجداری سے کچھ چارہ جوئی نہین ہو سکتی - اب مذہب کہان ہی جسکا قانون مصرجی کو اس دفعہ کی خلاف ورزی مین ماخوذ کرتا کہ

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

سیٹھ جی کاغذ کے کارخانے مین حساب کی جانچ پرتال کر رہے ہین - ایک نوعمر مزدور کی چادر مشین مین پھنس گئی غلطی سے چھڑانیکی کوشش کی - ہاتھ لپٹ گیا اور چند لمحون مین اسکی جان معرض خطر مین آگئی - سیٹھ جی نے یہ سب تماشہ دیکھا لیکن شرح اجرت کے نقشہ کی میزان دے رہے تھے اگر عنانِ خیال کو دوسری طرف منعطف کرتے تو شاید حساب مین کچھ پائیون کا فرق پڑجاتا لہذا "دم بکشیدم" پر عمل کیا - کاریگرون کی جان کی حفاظت سیٹھ جی کے سپرد نہ تھی لہذا تعزیراتِ ہند انکو کوئی سزا نہین دے سکتا - اب مذہب تو مفقود ہی جو یہ تلقین کرے کہ

چو می بینی کہ نابینا وچاہست اگر خاموش نشینی بس گناہست

اس درجۂ ادنیٰ کی مثالین کہانتک شمار کیجائین - ایوان ترقی کے منزل اعلیٰ مین قدم رکھا تو لکھنؤ کے اخبارنویس مین اسپارٹا کے بہادرونکی روح پھونکدی عورتین مشترک - بچے مشترک - اسباب خانہ داری مشترک - جائداد غیر منقولہ مشترک اٹھنا بیٹھنا - کھانا پینا - سونا جاگنا سب مشترک - اور اگر زندگی اور موت کے بنانے کا کوئی آلہ اوسوقت تک امریکہ والون نے ایجاد کردیا تو وہ بھی مشترک - جسکا انجام یہ ہوا کہ شیطان کے دارالسلطنت کی تصویر جو ملٹن نے اپنی مشہور نظم مین کھینچی ہی - لکھنؤ مرحوم کی گلیون کا فوٹو ہوگئی اور بجاے تہذیب شایستگی مین ترقی کرنے کی ہاتھ کی اپنی بھی جاتی رہی -

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کین رہ کہ تو میروی بہ ترکانست

حقیقت یہ ہی کہ متمدن دنیا ایک لحظہ کے لیے بھی امن وآسایش سے اپنا وقت بسر نہین کرسکتی اگر مذہب کا خیال مفقود ہوجاے اور یہی وجہ ہی کہ بنی آدم کے ہر ایک گروہ کو جب اُسنے بیابان وحشت وسرگردانی سے نکلکر منزل شایستگی مین قدم رکھنے کا قصد کیا ہی ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی خاص مذہب

کی پابندی کیجاے تاکہ اسکے اثر سے اخلاق کی اصلاح ہو اور خداوندی جزا وسزا کے اندیشہ سے ان لغزشون سے احتراز کیا جاے۔ جنکے لئے کوئی جابر سے جابر حاکم بھی قانون نہین بنا سکتا۔ بلکہ بعض دانشمندونکا تو یہ خیال ہی کہ مذہب وتہذیب لازم وملزوم یا شرط وجزا کی سی حیثیت رکھتے ہین۔ کوئی لامذہب قوم مہذب نہین شمار کیجا سکتی اور ہرایک مہذب گروہ کے لئے ضروری ہی کہ وہ چند خاص اصول اخلاق کا پابند ہو جنکو ہم مذہب کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ ظاہرا اس اجتماع ضدّین کی تطبیق دشوار معلوم ہوتی ہی کہ ایک طرف تو تعلیم یافتہ جماعت مذہبی پابندی کے ساتھ دنیوی ترقی غیر ممکن بتاتی ہی اور دوسری طرف تاریخ ثابت کرتی ہی کہ کوئی متمدن قوم دنیا مین اب تک ایسی نہین گذری جو لامذہب ہو۔ لیکن بحث دراصل لفظی مجادلہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی اور اختلاف کا سبب صرف یہ ہی کہ ہمنے مذہب کا مقصود اور مفہوم غلط سمجھا ہی۔ آؤ۔ کارخانۂ قدرت کے چند تماشے دیکھین تو یہ سارا عقدہ حل ہو جاے۔

خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

پہلے مسجد کے مولویون۔ مندر کے پوجاریون۔ گرجا کے پادریون۔ اور دیگر مقتدایان مذاہب کو دیکھو کہ وہ اپنے اپنے عبادات مذہبی مین مصروف ہین۔ کسینے نماز کی نیت باندھی تو گھنٹون ایک طرف کو ٹکٹکی لگائے کھڑا ہی۔ کوئی مہادیو کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا تو کئی کئی پہر گذر گئے اور اُسکی آنکھ اپنے معبود کی طرف سے نہ ہٹی۔ کسی نے سجدہ کے لئے گردن جھکائی تو اُسکی دعاؤن کا سلسلہ کسیطرح ختم ہی نہین ہوتا۔ مگر اندرونی خیالات اور پرائیویٹ حالات کی تحقیق وتفتیش کرو تو معلوم ہوگا کہ انمین سے کوئی باخدا بزرگ عبادت خانہ سے واپس جاکر لہو ولعب مین مشغول ہوتا ہی اور سمجھتا ہی کہ دو نمازونکے

درمیان جسقدر گناہ کئے جائین سب معاف ہین - یا ماہ ماتم مین دس روز کی عزاداری سال بھر کی بدکاریون کا کافی معاوضہ ہی - کسی خدارسیدہ کا طرز عمل ثابت کریگا کہ دہرم کا لحاظ اور شودرون اور ملکشون سے پرہیز رکھنے کے بعد - جھوٹ دغا - فریب - مکاری - عیاری سب مباح ہی - کسی عبادت گذار کی فرد اعمال بتائیگی کہ ہفتہ مین ایکدن دنیا کے کاروبار سے بچنا اذن عام دیتا ہی کہ بقیہ چھ روز مین جسقدر ظلم - ایذارسانی - حق تلفی - بدمعاشی - اور بے ایمانی سرزد ہو سکے وہ سب قربانی کے خون سے دھلی ہوئی ہی - کسی پاکیزہ صورت بزرگ کا خیال ہوگا کہ صبح سویرے آفتاب کے سامنے سر جھکانا یا روشن انگیٹھی آگے رکھکر چند مقررہ بے معنی یا بامعنی الفاظ کا ورد کرنا - شب و روز کا تمام باقی حصہ رقص و سرود - آوارگی اور بدکاری مین صرف کر دینے کا نہایت کافی معاوضہ ہی - اور کوئی فرشتہ خصلت درویش یہ عقیدہ رکھتا ہوگا کہ چیونٹیون اور چھوٹے چھوٹے کیڑون مکوڑون کی جان کی حفاظت کرنے والے کو - انسانون کو سوا کی ڈگریون - بقایا کی دستکون - چندے کی فہرستون - اور ناجائز قرقیون کی مدد سے ہلاک کرنا مطلقاً معاف ہی -

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت مذہب اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

اس گندم نما جو فروش جماعت کو چھوڑ کر آگے بڑھو تو اُنکے مقلدین کا ایک گروہ کثیر سامنے آتا ہی جو اپنے وقت کا زیادہ حصہ طلب دنیا مین صرف کرتا ہی لیکن پابندی مذہب کی علت بھی لگی ہوئی ہی - عبادت و ریاضت تو مرشدونسے بہت کم بلکہ صرف برائے نام ہی لیکن بدکاریون اور ایذارسانیون مین اُن سے بہت آگے ہین - پرائیویٹ حالات نہایت شرمناک ہین لیکن مذہب کے معاملہ مین ذرہ برابر بھی جائز یا ناجائز مداخلت کیجائے تو فوراً آگ ہو جائین - ہم

تعجب کروگے کہ جب مذہب کے احکام کے یہ پابند نہین تو انکو حمایت مذہب سے کیا سروکار ہی کیونکہ تم راز نہانی سے واقف نہین ہو کہ یہ لوگ سب کے سب فی الحقیقت خود پرست ہین - انکو اس سے کچھ واسطہ نہین ہی کہ مذہب اسلام کی کیا تعلیم ہی - انجیل مین کیا احکام ہین - وید مین کیا لکھا ہی - اور زردشت کی کیا نصیحت ہی - انکی ساری ہمت و کوشش اسطرف معطوف ہی کہ اُنکے ذاتی خیالات سے کوئی شخص مخالف کیون ہی اور جن مراسم مذہبی کے یہ پابند سمجھے جاتے ہین اُن سے اختلاف رکھنے کی کوئی دوسرا متنفس کیونکر جرأت کرتا ہی - اگر سو کوس کے فاصلہ پر دو سو برس ہوے کہ اُنکے کسی مذہبی عبادتگاہ کو کسی غیر مذہب کے جابر حاکم نے غصب کر لیا تھا تو اسپر خونریزی کے لئے وہ آج تیار ہین لیکن اُنھین کے محلہ مین اُنکا ایک بھائی عبادت خانہ کی اینٹین کھود کھود کر اصطبل بنوا رہا ہی تو کچھ مضایقہ نہین !! اس گروہ کا ہر ایک فرد ایک خاص مذہب کا اسوجہ سے پابند ہی کہ وہ اتفاقات قضا و قدر سے اُس مذہب والے کے گھر مین پیدا ہوا اور اب اُسکی قوت سامعہ یہ الفاظ سننا کسی طرح برداشت نہین کر سکتی کہ کوئی اور مذہب بھی ایسی ہی خوبیان رکھتا ہی جیسی کہ اُسکے دین مین ہین بلکہ کلمۃ الحق تو یہ ہی کہ سوائے اُسکے مختصہ مذہب کے دیگر تمام ادیان و ملل کا دنیا مین زندہ رہنا اُسکی ہتک عزت اور ذاتی توہین ہی اور اسیوجہ سے وہ ان سب کو پھاڑ ڈالنے کیلئے درندونکی طرح ہر وقت تیز دندان رہنا اپنا فرض مذہبی سمجھتا ہی -

"اے آسمانی باپ تو اُنکو معاف کر ـــ وہ سمجھتے نہین کہ کیا کرتے ہین"

انکے بعد ایک تیسری جماعت سے ملاقات ہوتی ہی جسمین مختلف مذاہب کے لوگ اس طرح ملے جلے ہین کہ انمین کوئی امتیاز دشوار ہی - مذہب

کی ظاہری قید و بند سے۔ وہ آزاد ہین۔ اور جب تک اُنکا نام و نشان دریافت نہ کرو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ وہ کس بانی مذہب کے مقلد ہین۔ رام و لچھمن کے نام پر جان دینے والے بے تکلف جھوٹ۔ دغابازی اور مکاری مین مبتلا ہین مسیح کے نقش قدم پر چلنے والے غرض۔ تکبر اور دل آزاری مین فرد ہین۔ عرب کے جان نثار۔ بغض۔ حسد۔ ظلم و ستم مین ضرب المثل ہین۔ شراب اور تاڑی ان سب کی گھٹی مین پڑی ہی۔ اور زناکاری کو بعض نے تو اپنا پیشہ بنا کر فنون لطیفہ کی سرحد تک پہنچا دیا ہی لیکن اس دلچسپ تماشۂ فطرت سے خدانخواستہ محروم کوئی بھی نہین ہی۔ مگر مذہب کے خیال سے پوری آزادی انکو بھی حاصل نہین۔ دوسرے گروہ کے بہکانے سے خود پرستی کی علت مین گرفتار ہو جاتے ہین اور مذہب کے نام پر جان دینے اور مرنے مارنے پر اُنسے بھی زیادہ مستعدی دکھلاتے ہین۔ افسوس ہزار افسوس۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمۂ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

یہ عبرت ناک تماشے دیکھکر خیال پیدا ہوتا ہی کہ اگر مذہب کی پابندی سے یہی احوال مراد ہی تو بیشک ایسی مذہب پرستی کا مٹا دینا ہی اچھا ہی اور یہ بالکل سچ ہی کہ اس طرحکی پابند مذہب قوم ہرگز ہرگز شاہراہ تہذیب کی رہنما نہین بنائی جاسکتی۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

اب خیال کو چھوڑو اور عقل سے کام لو تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ خیالی تماشے سچے ہین لیکن سب سچ نہین ہین یعنی حق کا انحصار اونپر نہین ہی۔ ایک بہت بڑا گروہ دنیا مین اور ہی جو ظاہرا احکام مذہبی کے بجالانے مین سست ہی لیکن درحقیقت نکوکار اور سچا پابند مذہب ہی اور اسکے علاوہ ایک مختصر جماعت مختلف المذاہب اور بھی ہی جو مذہب کی ظاہری عبادات مین مصروف ہی۔

اور اُسیکے ساتھ ساتھ تمام برائیون سے محترز و بدکاریون سے متنفر۔ اور اپنے ہادی طریق کے احکام کی حقیقی پابند ہی۔ یہی وہ گروہ ہین جنکی تعداد مین زیادتی ہونے سے قوم مہذب۔ شایستہ۔ معزز اور سربرآوردہ ہوتی ہی اور جنکی مردم شماری مین کمی واقع ہونے سے ملک پر تباہی آتی ہی اور قوم ذلت کے فرشتہ کے سپرد کردیجاتی ہی۔

لاحول ولاقوۃ۔ اس استغراق سے ہوشیار ہو اور اپنے اصلی مبحث پر واپس آؤ۔ ہم تو اجتماع ضدین کی تطبیق کرتے کرتے دنیا کے گورکھ دھندے مین خود ہی پھنس گئے۔

ہندوؤنکی مقدس کتابون مین لکھا ہی کہ جب دنیا مین فسادات بہت پھیل جاتے ہین اور زمین ظالمون اور بدکارون کے بوجھ سے عاجز آجاتی ہی تو وہ اپنے خداوند کی خدمت مین فریادی بنکر حاضر ہوتی ہی اور اُسکی مصیبت دور کرنے کیلئے ایک اوتار جنم لیتا ہی جو اُن ظالمون اور بدمعاشون کو فنا کرکے دنیا مین دوبارہ امن وامان قائم کرتا ہی۔ یہی خیال کسیقدر فرق کے ساتھ یہودیون عیسائیون۔ اور مسلمانون کی کتابون سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہی۔ تمام موجدین اور مصلحین مذاہب اُسیوقت عالم وجود مین آئے ہین جبکہ قدیم قومی مذہب مین کوئی خاص فتور پیدا ہوگیا۔ دنیا مین کشت وخون کی کثرت ہوئی۔ بر و بحر مین فساد ظاہر ہوے۔ بدکاریون اور مظالم کا بار برداشت سے زیادہ ہوگیا اور ایمانداری باقی نرہی۔ بانیان مذاہب کی تعلیم وتلقین کا ماحصل زیادہ تر یہی ہوتا ہی کہ "بدی سے بچو اور نیکی کی کوشش کرو" برائیون کی فہرست تو تمام شایستہ مذاہب مین قریب قریب یکسان ہی البتہ نیکی کی تعریف مین سقراط کو شبہہ تھا اور اُسکے ایسے صحیح حدود جنکو تمام دنیا تسلیم کرے آجتک معین نہین کئے جاسکے۔ حکما نیکی کو دو حصون مین تقسیم

کرتے ہین - ایک تو وہ نیکیان جنسے دوسرے ابناء جنس کو نفع پہنچتا ہو اور دوسرے وہ اعمال خیر جنسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا اور قوت روحانی مین اضافہ ہو کر عبد و معبود مین واسطہ مستحکم ہوتا ہو - پہلی قسم کی بھلائیان - برائیون کی طرح تمام عالم مین مشترک ہین - صرف تزکیہ نفس سے متعلق جو نیکیان ہین اُنمین اختلاف ہی اور اسی نسبتاً غیر ضروری شق کی وجہ سے دنیا مین اسقدر فسادات ہوے ہین کہ شاید زمین - زر - زن کے مجموعی اثر سے جتنی خونریزیان ہوئین اُنسے اِسکا پلہ بھاری ہو - باوجودیکہ ایسا کوئی مذہب بتایا نہین جا سکتا جسنے صرف تزکیہ نفس کے اعمال تلقین کئے ہون اور نکوکرداری کے بغیر نجات دائمی کا صاف وعدہ کیا ہو - بلکہ حقیقت تو یہ ہی کہ نکوکرداری بغیر تزکیہ نفس کے وجود مذہب کی اصلی غرض پوری کردیتی ہی اور تزکیہ نفس کے اعمال بغیر تقوی کے زیادہ سے زیادہ مثل ایک حسین عورت کے ہین جو مردہ ہو -

اگر کوئی انسان زناکاری - بدنظری سے بچتا ہو - جھوٹ نہ بولتا ہو دغابازی اور بے ایمانی سے نفرت کرتا ہو - ریا - بغض - حسد - کینہ سے اُسکا دل صاف ہو اور ہر اپنے پرائے کیساتھ نیک سلوک اور احسان کرتا ہو تو وہ خواہ کسی مذہب کا پابند ہو یا نہ ہو ہر ایک مذہب کی اعلی تعلیم کا نمونہ ہی - تمام دنیا کو اُسکی یکسان ضرورت ہی اور کل نوع انسانی کو اُسکی برابر تعظیم کرنا چاہیئے -

برخلاف اسکے جو گروہ اس منش کا ہی کہ مسجد مین نماز مغرب ادا کرنے اس امید پر گئے کہ راستہ مین خوبصورت تنبولن سے چار آنکھین ہو جائینگی - اربعین مین پان کھانا اس نیت سے چھوڑ دیا کہ برادران وطن کے مجمع مین عزت ہوگی - کاشی جی کو ہجرت کر گئے اس توقع سے کہ غریب جاتریون کو بھاری سود پر

قرضہ دیا جائیگا۔ دو گھڑی رات رہے سے اشنان کے لئے اُٹھ بیٹھے اس تمنا مین کہ خوبصورت کہاری سے تنہائی مین دو دو باتین ہو جائینگی۔ صبح سے کلیسا کا طواف کرنے لگے اس لالچ مین کہ پادری صاحب کی لڑکی سے ہاتھ ملانے کا موقع ملے گا !!!

یہ دراصل کسی مذہب کا پابند نہین۔ اسپر ہر ایک مذہب یکسان لعنت کرتا ہی بلکہ اُنھین جیسے آدمیون کو ہدایت یا فنا کرنے کے لئے دنیا مین نئے مذہب پیدا ہوا کرتے ہین۔

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر کن چون دگران قرآن را

قصہ مختصر ازل سے لیکر آجتک دنیا جس مذہب کی ہمیشہ پابند رہی اور جسکی سخت پابندی ترقی تہذیب کے لئے لازمی ہی وہ ان دو لفظون مین بیان ہوسکتا ہی کہ "بدکاریون سے بچو اور ایسے نیک کام کرو جنسے دوسرون کو نفع پہنچے"۔ اگر اس سچے مذہب کی پابندی کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور صفائی باطن کی بھی کوشش کی جاے (خواہ اُسکا طریقہ موقع اور محل کے خاص حالات کی وجہ سے کچھ ہی ہو) تو بہت بہتر ہی۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ اس مذہب کی پابندی سے شائستگی و تہذیب کے مدارج طے کرنے مین کوئی رکاوٹ پیدا نہین ہوسکتی لیکن اس ضروری مذہب کو چھوڑکر تزکیہ نفس کے سہل اور کم رتبہ اعمال کو اختیار کر لینا۔ مسجدون مین ٹکرین مارنا۔ تعزیہ خانون مین آنسو بہانا۔ مندرون مین گھنٹے بجانا۔ دریاؤن مین غوطے لگانا۔ صرف فضول اور بیکار ہی نہین بلکہ جنون کا ایک شعبہ ہی اور اس قسم کی مذہب پرستی جسقدر جلد دور کیجاسکے اُتنا ہی ملک کے لئے زیادہ مفید ہی۔

ایک تیسری شکل اور بھی ہی کہ نہ مذہب کے سخت احکام کی پابندی

کرو۔ نہ تزکیہ نفس کے آسان اعمال مین وقت ضایع کرو بلکہ آزاد اور بے قید رہکر شب و روز دنیا کے کاروبار مین مصروف رہو۔ اس حالت کا انجام خراب ہی ورنہ مین کہتا کہ یہ صورت ظاہری مذہب پرستی سے بہت زیادہ اچھی ہی کیونکہ اسوقت کم سے کم وہ ریاکاری تو تمہارے اوپر صادق آسکیگی جو کہا جاتا ہی کہ ایک شوخ طبع مغنیہ نے فی البدیہہ تصنیف کرکے ایک شیخ وقت کو سنائی تھی۔

شیخے بزن فاحشہ گفتا مستی — کز خیر گسستی و بہ شر پیوستی
زن گفت چنانکہ می نمایم ہستم — تو نیز چنانکہ می نمائی ہستی

رافم

بقلم "غریب الوطن" سنبھل ضلع مراد آباد۔
جولائی ۱۹۰۹ء

از مذہبم مپرس کہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

تاریخ

جس طرح تخت کے لئے بادشاہ۔ خاتم کیواسطے نگین موجب عزت افزائی اور باعث زیب و زینت ہی اُسی طرح دنیاے سخن کیلئے جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی کی ذات مایۂ ناز اور موجب افتخار ہی فارسی زبان اگرچہ ہندوستان سے اٹھ گئی مگر اسکے جاننے اور سمجھنے والے ابھی بہت ملینگے اور انھین کے ذوق سخن کو پورا کرنے کیلئے اکثر بزرگ اسی زبان مین فکر شعر کرتے ہین۔ جناب خواجہ کی منزلت دنیاے شاعری مین اتنی ارفع و اعلی ہی کہ ہمارا اُسکے متعلق کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ جو لوگ واقف ہین وہ اُنکے پایۂ شاعری کا اسی سے اندازہ کرلین کہ علامہ شبلی نعمانی جیسے جلیل القدر شاعر اُن سے فخر تلمذ رکھتے ہین۔ خواجہ عزیز الدین صاحب نے فی الحال الناظر کے اجرا کی تاریخ اور ایک قصیدہ جو اس پرچہ مین شایع کیا جاتا ہی ہمین مرحمت فرمایا ہی اور آئندہ کیلئے بھی امید ہوتی ہی کہ خواجہ کی نظر توجہ الناظر کے حال پر مبذول رہیگی۔ بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس است :۔

رباعی تاریخی

الناظر اگرچہ آیتے ہست بہین — مرآت صفاست بہر ارباب یقین
گر چشم سنین طبع داری بنگر — جا بیست جہان نمای ہر صفحہ دراین

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

نمبر ۲

زمانہ موجودہ کے ایک حکیم لیٹسٹر بلنیو کا یہ مقولہ بالکل صحیح اور مطابق واقعہ ہی کہ "کسی قوم کے تمدن و تہذیب کا درجہ اندازہ کرنے کا طریقہ اس قوم کی عورتون کی حالت ہی"[1]

وہ اقوام جنمین محنت کا یہ غیر فطری اصول ابتک جاری ہی اُنھون نے اپنی اصلی حالت کو مطلق نہین بدلا اور تمدن و تہذیب کے دائرہ مین وہ آجتک قدم نہ رکھ سکین۔

بہت سے سیاحون اور علمار (ایتھنالوجی) علم الانسان نے یہ بیان کیا ہی کہ ہماری نظر سے اکثر ایسی قومین گذری ہین جو بلحاظ اپنی ذہانت اور طباعی کے غیر معمولی قابلیت رکھتی ہین مگر چونکہ ان مین عورتون کو بہت زیادہ کام کرنا پڑتا ہی اور تقسیم عمل کا جو فطری اصول اصناف مین قائم ہوگیا ہی اُنمین نہین مانا جاتا اسلئے وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکین اور اپنی اسی وحشت کی حالت پر قائم اور قانع ہین۔ چونکہ مرد صرف جنگ اور شکار مین حصہ لیتے ہین اسلئے سوا اسکے کہ اسلحہ مین تو کچھ اصلاح ہوئی ہی باقی کوئی شئے بدل نہ سکی۔ کیونکہ عورت کے ذمہ زراعت اور کاسہ گری کا کام آکر پڑا جو اسقدر سخت ہی کہ نہ تو وہ اس کی حالت کو ترقی دیسکتی ہی اور نہ دیتی ہی۔ یہان بھی اگر کسی چیز کو ترقی ہوئی ہی تو وہ اسکے فطری جذبات امومۃ کو۔ کام کرنے پر وہ مجبور ہی اور اسیکے ساتھ ہی

[1] مونسٹ نمبر ۲ جلد ۴ بابتہ جنوری ۱۸۹۴ء

بچہ کی نگاہداشت اُسکی الفت بھی اُسکے ساتھ ہی - اسلئے اپنی محنت کم کرنے کو وہ اپنی فطری خدمت یعنی بچہ کی حفاظت مین کچھ نہ کچھ اختراع کرتی ہی جس سے بچہ کو بھی تکلیف نہ پہنچے اور وہ اپنے فرایض امومتہ کو اچھی طرح انجام دیسکے - علم الانسان کی کتابون کا مطالعہ کرو اور اُن سیاحون کی سیاحت نامون کو دیکھو جنھون نے اپنی عمر کا ایک حصہ ان وحشی اقوام مین رہکر ان کی حالت کی جستجو مین صرف کیا ہی تو تمکو ایسی تصویرین نظر آوینگی جنمین یہ دکھایا گیا ہی کہ عورت کام بھی کرتی ہی اور کیسے کام نہایت مشکل مگر اسیکے ساتھ حکمت عملی سے اپنے بچے کو بھی لٹکائے ہوے ہی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زراعت اور دوسرے وہ کام جو مردون کو کرنا چاہیے ہم عورتون کے سپرد کرکے ان کامون کی ترقی روک دیتے ہین -

انسانیت کے اس درجہ سے نکلکر اب جب ہم متمدن اقوام کی حالت پر نظر ڈالتے ہین تو وہان یہ مسئلہ کہ عورت کا محنت ومشقت کرنا بالکل اسکی حالت کے لحاظ سے غیر فطری ہی مشکل ہوجاتا ہی - اسکا سبب صرف یہ ہی کہ موجودہ تمدن کی عمر اسقدر کم ہی کہ اسکے نقصان دہ نتایج تک ابھی ہماری رسائی اچھی طرح نہین ہوئی ہی - ہم یہان اس مسئلہ پر بحث کرینگے کہ عورت کی محنت ومشقت ہیئۃ اجتماعیہ (سوسائیٹی) کی ضروریات مہیا کرنے کے واسطے بالکل غیر ضروری ہی - یہ کام صرف مردون ہی کی محنت سے ہوسکتا ہی -

ہماری ضروریات مین کسی مزید اضافہ کے لئے عورت کی محنت بالکل بیکار ثابت ہوئی ہی کیونکہ یہ مردون کی محنت کی قدر وقیمت مین تخفیف کردیتی ہی - یورپ مین جہان ہزارون عورتین کارخانون مین کام کرتی ہین وہان مرد روزگار کی تلاش مین سرگردان پھرتے ہین - اگر علم الاقوامی حیثیت سے دیکھا جاے تو بھی یہ طریقہ بالکل غیر فطری نظر آتا ہی - اس عمل کا نتیجہ یہ ہی کہ مردون مین جسپر یہ کاہلی اور عورتون مین

فضول مشقت کی عادت پیدا ہو جاتی ہی جو اصناف کے اس فطری ربط پر جسکو فطرت نے ہر ذی حیات مین قائم کیا ہی بالکل پانی پھیر دیتا ہی۔

اموات شعاری کے نقشون سے پتہ چلتا ہی کہ اُن ممالک مین جہان تجارتی اور صنعتی زندگی بہت اچھی حالت مین ہی بچون اور عورتون کی اموات کی تعداد بہت زیادہ ہی۔ چونکہ یہ مضمون بہت طویل ہو جائیگا اس وجہ سے مین اس موقع پر ان نقشون کا درج کرنا مناسب نہین سمجھتا۔

امومتہ بجاے خود ایک نہایت درجہ مشکل کام ہی مگر خدا نے اولاد کے ساتھ ماں کو کچھ ایسی محبت دیدی ہی کہ وہ اس تکلیف کو مطلق محسوس نہین کرتی اور اولاد کے واسطے اپنی جان تصدق کرنے کو طیار رہتی ہی۔ اب اس پر کارخانجات کی محنت کا اضافہ کرو۔ اللہ اکبر۔ اس کشمکش مین خدا ہی نے کہا ہی کہ کوئی کتنا ہی قوی سے قوی شخص ہو اسکی تندرستی قائم نہین رہ سکتی۔

ایک وجہ اور بھی ہی کہ جسکی بنا پر عورت کو اسقدر شدائد مین حصہ نہ لینا چاہیئے اور وہ یہ ہی کہ اسکی خوبصورتی اور دلفریبی اس سے بالکل جاتی رہتی ہی۔ حالانکہ اُسکے جسم۔ چال۔ طرز بود و باش۔ لباس۔ عادات۔ غرض ہر ایک چیز مین ایک نزاکت و حسن ہونا چاہیئے۔ ایک حکیم نے کہا ہی اور بہت ٹھیک کہا ہی "کہ جسطرح قوت و زور مردون کا جوہر ہی اسیطرح نزاکت و لطافت عورتون کا جوہر ہی یا یون کہنا چاہیئے کہ نزاکت سے تو ہماری زنانہ زندگی کا اظہار ہوتا ہی اور طاقت و قوت اور اعضا کی مضبوطی ہماری زندگی کا ایک مردانہ پہلو ہی" ایک عورت اپنی صفت مین کامل اُسوقت کہلائیگی جب اُسمین نزاکت اور لطافت بدرجۂ اتم پائی جاتی ہو اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے اسکا تمام سخت کامون سے علیحدہ رہنا ضروری و لازمی ہی۔ چونکہ

اعضاء انسانی پر اُسکے اندرونی جذبات کا ایک اثر پڑتا ہی اسلیے ان اعضا کی بناوٹ وخوبی مین جذبات کو خاص مرتبہ حاصل ہی - ایک عورت اُسیوقت خوبصورت اور نازک اندام ہوگی جب اُوسکے روزمرہ کے جذبات شیرین ولطیف ہونگے - یہی وجہ ہی کہ موجودہ پردہ جسمین عورتین قید رہتی ہین اور ہر وقت آپس کے تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے غم وسنج کھایا کرتی ہین انکی صحت پر بُرا اثر ڈالتا ہی - جسکا اثر جیسا ہم آگے چلکر بیان کرینگے ہماری سوسائٹی پر بہت بُرا پڑتا ہی -

تنازع للبقا کے مصائب اور محنتون مین عموماً قوی وسخت جذبات مثلاً - غصہ - نفرت - جوش - بہادری - جرأت سے سابقہ ہوتا ہی - یہ جذبات افراد انسانی کی قوت وعظمت پر خواہ کچھ بھی اثر ڈالین لیکن عورت کی دلفریبی اور نزاکت مین مطلق اضافہ نہین کرتے بلکہ اور اُسکو نقصان پہنچاتے ہین - وہ عورتین جو سخت کام کرتی ہین اکثر بدہیئت اور بدقوارہ ہوجاتی ہین - ان مین زنانہ پن کم ہوتا ہی - وہ اپنی نسائی خصوصیات جو انکا جوہر ہین بالکل کھو بیٹھتی ہین -

اس موقع پر بہت سے اعتراضات پیدا ہوتے ہین - لگے ہاتھون ہم انکا بھی فیصلہ کیے دیتے ہین - عورتون مین نزاکت وخوش اندامی حسن وجمال کا خواہشمند کون ہی - مرد ہی - اسلیے اس قسم کی خواہش اسکی خودغرضی پر مبنی ہی جو نتیجہ ہی مردانہ خودستائی کا - اس قسم کی خواہشات سے اسکا مقصد عورت مین ایک عام سستی وکاہلی پیدا کردینا ہی تاکہ وہ اسطرح کمزور ہوکر مردون کی حسب خواہش عورت بن جائے - اسلیے وہ امور جنکا تعلق فرق ذکور کے ذوق اور عادات سے ہو مستقل بالذات قانون قدرت نہین ہوسکتے -

مگر یہ اعتراض بالکل ہی غلط ہی اسلیے کہ نزاکت ولطافت مردون کی خودغرضی

ولایل کا نتیجہ نہین ہین۔ وہ عورتون مین نزاکت کا ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ انکے حسن وجمال کا اُنپر ایک قوی اثر پڑتا ہی اور وہ اس سے لطف اُٹھاتے ہین۔ بلکہ یہ لطافت ونزاکت۔ حسن وجمال ہی نوع انسان کی معاشرتی اور جسمانی ترقی پر بہت بڑا اثر ڈالتے ہین۔ یہ ایک ایسی ہمیشہ کارکن اور اخلاقی طاقت ہی کہ ہماری سوسایٹی کو ہر وقت فائدہ پہونچاتی رہتی ہی۔ اسکے نتایج اس امر سے کہ عورت محنت ومشقت کی تکالیف برداشت کرے کہین زیادہ کارآمد ہین۔ وہ ایک گلاب ہی جسکی مستانہ خوشبو ہماری سوسایٹی کے باغ کو مہکا رہی ہی۔ یہ زنانہ لطافت اور الفت ہی کا نتیجہ ہی کہ مردون مین مادری الفت اور تمام دوسرے لطیف جذبات پائے جاتے ہین۔

نزاکت کمزوری کی ایک خوبصورت شکل ہی لیکن چونکہ انسان اس صفت کا عموماً عورت ہی مین ہونا اچھا سمجھتا ہی جسمین محبت والفت کے شیرین جذبات بھرے ہین اسلئے قانونِ تسلسلِ خیال کی بنا پر نزاکت کا احساس اور جذباتِ الفت اسقدر ایک دوسرے سے گھل مل جاتے ہین کہ دونون مین کسی قسم کا امتیاز نہین باقی رہتا ہی۔ اور جب ایک دفعہ یہ اتحاد قائم ہوگیا تو اب جتنی نازک اور لطیف چیزین ہمارے پیش نظر ہونگی وہ سب محبت کے جذبات کو برانگیختہ کرینگی۔ یہ اتحاد اس درجہ ترقی کرجاتا ہی کہ بجاے نزاکت کے کمزوری سے بھی اسکو ایک قسم کا ربط ہوجاتا ہی کیونکہ ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ نزاکت کمزوری کی ایک موزون وخوبصورت شکل ہی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ ہر ایک کمزور چیز ہمکو بعض اوقات بھلی معلوم ہوتی ہی اور محبت اور کمزوری مین بالذات ایک تلازم قائم ہوجاتا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ چھوٹے بچون کے ساتھ خواہ مخواہ محبت ہوتی ہی۔ عورت کی جسمانی نزاکت ایک شعاع ہی جو مردون کے نازک جذبات کو برانگیختہ کرتی ہی۔ ہماری بڑی

نزاکت ہوتی اگر اس بڑی کمزوری کی بدلی جسمانی کمزوری کے غیر فطری تشنج کو بدل کر ذہنی کمزوری مین تبدیل کردیتی۔ افسوس ہی کہ یورپ کی موجودہ تہذیب نے عورت کو بجاے ذہنی کمزوری کے جسمانی کمزوری مین مبتلا کردیا ہی۔ (باقی آیندہ) ۔ ضیاء الحسن علوی

خیالات پریشان

نمبر اول

حسن کامل

حسن کامل صدق کامل صدق کامل حسن ہست
چشم بکشا حسن بنگر گیر فرح لازوال
(جان کیٹس)

چار ہی پانچ برس ابھی گذرے ہین مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ع مدتین گذرین زمانہ ہو گیا + جب انگریزی علم ادب کے استادان سخن کا کلام زیر مطالعہ تھا میرے نہایت عزیز بھائی مولانا سید عبد الحفیظ مرحوم ادق مضامین اور فلسفیانہ نکات کی توضیح اور مطالب کی تشریح کر دیا کرتے تھے - جرح و تعدیل بحث و مباحثہ بھی ہوا کرتا تھا - السنۂ مختلفہ کے شعرا کے کلام کا موازنہ بھی ہوتا تھا - غرضکہ عجیب لطف سے زندگی بسر ہوتی تھی - مگر اب تو ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اُسی زمانہ کی چند پر لطف بحثین ابتک دماغ کے کسی دور افتادہ گوشہ مین پڑی ہوئی ہین جب کبھی یاد آجاتی ہین صدا بازگشت کا مزہ ملجاتا ہی - ناظرین الناظر کے تفنن طبع کے لیے صفحہ قرطاس پر اعادہ کیا جاتا ہی - چونکہ مبحث مندرجۂ عنوان مین جدت سے کام لیا گیا ہی اسلئے امید نہین ہی کہ نئی روشنی کے بزرگ ظاہر پرست اور مجاز کے شیدا پسند فرمائین غالبًا کالا بدبہ ریش خاوند کے مصداق یہ غیر مسلسل خیالات ہونگے تمہیدًا یہ عرض کر دینا غیر موزون نہ ہوگا کہ ان خیالات کے سرچشمہ مولانا سید عبد الحفیظ مغفور تھے اگر اُن کے قلم سے انکا اظہار ہوا ہوتا تو شاید کسی کو بھی چندان اختلاف نہ ہوتا کیونکہ موج آب کی طرح موج خیال بھی اپنے موارد سے موثر ہو جایا کرتی ہی -

نظم کی دنیا مین دو ایسے کامل سخنور گذرے ہین جو بلاشبہ فقید المثال ہوتے اگر موت ظالم موت بے ہنگام موت اُنکی زبان وقلم کو قبل از وقت نہ روکدیتی اب بھی جو تھوڑا بہت وہ لکھکر چھوڑ گئے ہین وہی اُنکو استاذ سخن کا معزز خطاب دلانے کے لئے کافی ہی۔ عجیب بات ہی کہ دونون شاعر اگرچہ ایسی سرزمین مین پیدا و پرورده ہوے جنمین واقعی مشرق و مغرب کا فرق تھا۔ مگر دونون کا خاتمہ عین عنفوان شباب مین ہوا دونون کے مواقع اور حیثیات مین اتفاق ذہنی تھا شاعری مین بھی بوجہ توافق رہا اور خاتمہ ایک ہی طرح کا ہوا۔ طرفہ بن عبد فخر شاعران عرب ہژده سالگی مین ایک ظالم فرمانروا کے جوش انتقام کا شکار ہوا اور جان کیٹس عالم شباب مین ظالم مرض سل کا صید بنا۔ دونون مین سے کسی کو بھی اتنا موقع نہ ملا کہ اپنی شاعری کو اپنے دلخواہ ترقی دیکر معراج کمال پر پہونچاتا یا بقول علامہ بدیع ہمدانی شباب کی خامی اور تلون کو کہولت کی سنجیدگی و پختگی اور یکرنگی سے تبدیل کرتا۔ ایسے رنجده خیالات کا واقع پر فلسفر سیبری کا یہ تسکین دہ قول ہی کہ اگر ایسے افراد کی حیات کے پٹہ مین توسیع کردیجاتی تو وہ نظام دنیا مین ایسا غیر معمولی انقلاب پیدا کردیتے جو منشار قدرت کے سراسر خلاف ہوتا۔

طرفہ، جان کیٹس کی شاعری پر بحث اسوقت مدنظر نہین اور نہ اُنکا مرثیہ لکھنا مقصود ہی بلکہ آخر الذکر کے تین مختلف مصرعون کے مطلب و مفہوم پر غور کرنا منظور ہی:-

جان کیٹس کے تین مشہور و معروف مصرعے جو مختلف مواقع پر اور مختلف نظمون مین پائے جاتے ہین بلحاظ وسعت مطالب عجیب و غریب ہین اور ان مصرعون کا مطلب ہر شخص اپنے عقل و فکر کے مطابق سمجھتا ہی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +

جان کیٹس کا اور کلام جانے دیجئے میری راے ناقص مین تو یہی تین مصرعے کسی شاعر کو سند استادی دلا سکتے ہین۔ وہم ہذا۔

(۱) آن حسین باشد کزو ہموارہ گیری انبساط (حسین شے ابدی خوشی ہی)

(۲) غیر فانی آن بود بیشبہہ باشد لایزال (حسن کبھی فنا نہین ہوتا)

(۳) حسن بیشک صدق باشد صدق حتما حسن ہست (حسن سچائی ہی اور سچائی حسن ہی)

حسن اور حسین کی جیسی جامع اور مانع بلکہ ایک حد تک منطقی مگر مختصر تعریف ان مصرعون مین پائی جاتی ہی بجز حکیم العرب زہیر ابن ابی سُلمیٰ کے کلام کے اور کسی نظم و نثر یا اخلاق و فلسفہ کی کتاب مین نہین ملسکتی۔ لطف تو یہ ہی کہ جسقدر زیادہ غور و خوض کیا جائے اُتنا ہی زیادہ عمیق مفہوم ہاتھ آتا ہی۔

کیٹس کہتا ہی کہ حسن کی تین لازمی اور لابدی صفات و خصوصیات ہین بالفاظ دیگر جو ان خصوصیات سے معرّا ہو وہ حسین کہلانے جانیکا مستحق نہین ہی۔ اولاً حسن باعث ازلی و ابدی خوشی کا ہی۔ ثانیاً حسن غیر فانی ہی کبھی فنا نہین ہوسکتا ثالثاً حسن و صدق الفاظ مترادف ہین یعنی حسین وہی ہی جس سے ازلی و ابدی خوشی حاصل ہوسکے وہ خود غیر فانی اور مملو بالصدق ہو۔ نمایش دریا سے سرو کار نہو ظاہر ہی کہ اس قسم کے حسن کا ترجمہ خوبصورتی نہین کیا جاسکتا کیونکہ آخر الذکر لفظ ایسے خیالات کا ہمقرین ہی جو جسم سے اسقدر متعلق ہین کہ اُنکا جدا کرنا ناممکن ہی اور جس حسن کا جسم سے تعلق ہی وہ حادث اور یقیناً فانی ہی۔ کوئی فانی شے ازلی و ابدی مسرت نہین دیسکتی مگر بالعرض اور اگر ہندو فلسفہ کے اصول مایا یا واہمہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ایسی خوشی اور ایسا حسن صادق بھی نہین کہا جاسکتا۔ چونکہ خوبصورتی یا جسمانی حسن صفات ثلاثہ سے خالی ہی اسلئے موجودہ مبحث مین اُسے نظر انداز کرنا پڑا۔ ممکن ہی کہ کوئی صاحب کیٹس کی تعریف حسن کے سرے ہی سے منکر ہون اُنکی خدمت مین عرض ہی کہ حسن اور خوبصورتی کا مفہوم ہر ملک و ہر قوم کا بالکل جداگانہ ہی۔ جو ایک ملک مین حسین ہی وہی دوسرے ملک مین قبیح و کریہ ہی۔

جسے اہل عرب سرتاسر حسن و قابل پرستش سمجھتے ہین اُسے اہل ہند معیوب و قابل نفرت - حضری و بدوی و وحشی کیا بلکہ خود اقوام متمدنہ اس مسئلہ پر باہم گو مختلف ہین لیکن کیٹس نے جو تعریف ایجاد کی ہے وہ ایسی عام اور پھر ایک حد تک اس قدر خاص ہے کہ اُسکے صائب ہونے سے کوئی صاحب عقل سلیم انکار نہین کرسکتا - کیٹس کا قائم کردہ معیار حسن ایسا ہے جو ہر ملک ہر موسم ہر قوم مین یکسان صادق ہے جسکی صحت سے نہ عرب منکر ہے نہ عجم اور پھر جانچ مین اتنا کامل کہ جہان پر کہا اصلیت کہلگئی - صاف معلوم ہوگیا کہ کسکا حسن محض اُس رنگ برنگ سانپ کیطرح ہے جو آنکھو نکو بھلا لگتا ہے مگر زہریلا اتنا ہے کہ اُسکا کاٹا پانی نہین مانگتا - کون اندراین (حنظل) کے پھل سے خوبصورتی مین مشابہ ہے جسکی اصلیت سخت ناخوش آیند تلخی ہے اور کون فی المثل خوش پوش مدقوق بظاہر سرخ و سفید مگر باطن مین اشد مریض قریب الموت ہے - اگرچہ مقیاس حسن اس حد تک اعلیٰ ہے تاہم حسن و حسین ہمارے عقلا کی طرح خیالی الفاظ نہین ہین جنکا نام تو ہے مگر وجود ندارد - ظاہر ہے کہ محولہ بالا صفات و خصوصیات اس ذات مستجمع صفات مین موجود ہین جسکی لقا کا سورۂ کہف مین اشارہ ہے جس سے بالاتفاق ایسی فرحت حاصل ہوگی جو کبھی ختم نہین ہوسکتی - وہ نہ تو فانی ہے اور نہ اونمین کذب و دخل ریا و نمایش کو دخل ہے - اُسکا حسن اس درجہ کا ہے کہ اسکا ارادہ تک اُس سے متاثر ہے یعنی خالی از حسن نہین - اس حسن کے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر پرتو اور نہایت نیچے عکس حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات روحی فداہ ہین اور چونکہ آپکا ہر قول ہر فعل بمصداق وما ینطق عن الھوی ان ھو وحی یوحی حسن کامل سے ماخوذ ہے لہذا اُن سب مین بجا ہر خوا ایسا حسن موجود ہے جس سے مادی مرکز نظر پر کبھی انکار نہین کیا جاسکتا - آپکے

افعال و اقوال شریفہ کے حسن میں وہ تاثیر وہ قوت جاذبہ ودیعت کی گئی ہے۔ جسکے تتبع و پیروی سے خود عامل بنفسہ اسقدر حسین ہو جاتا ہے کہ اسکی ہر ادا پیاری اور ہر بات دلکش معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت دنیا میں اگر کوئی حقیقی و اصلی حسن ہے تو وہی ہے جو اُس مجموعہ میں پایا جاتا ہے جس سے بڑھکر اخلاقی تعلیم کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

مضمون ابھی ناتمام ہے اس مسئلہ پر کما ینبغی غائر نظر نہیں ڈالی گئی حکیمانہ اور کاسمپولیٹن روش سے بحث نہیں کی گئی مگر مجبوری ہے کیونکہ ارشاد ہوتا ہے

ہست باقی شرح این لیکن درون — بستہ شد دیگر نمی آید برون ؛
ہمچو آشتہ ناطقہ اینجا بخفت — او بگوید من دہان بستم زگفت

لیکن اگر ایڈیٹر صاحب الناظر نے اظہار پسندیدگی فرمایا تو ؎

باقی این گفتہ آید بے گمان — از نے آن کس کہ دارد نور جان

اگر ناظرین الناظر متذکرۂ بالا توضیح مطالب سے اختلاف فرمائیں یا اُسے التفسیر بما لا یرضی قائلہ سمجھیں تو مجھے امید ہے کہ وہ براہ کرم کل اناء یترشح بما فیہ کو پیش نظر رکھکر اور میری ژولیدہ بیانی کو للناس فیما یعشقون مذاہب کا مصداق سمجھکر مجھے معاف فرماوینگے۔

وانا فیمن یقال

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد نام

بالا نگر اے دل شفق رخ نہ سپید است — بر گردن جلاد فلک خون شہید است

فغان کز پر زہر کس بودہ باشد بلدۂ مادا — کہ ہر دیوار و در صد کربلا بارد بلا آنجا
نہ ہر سو بادۂ صافی نہ ساغر بر کف ساقی — نہ خم در خمکدہ باقی نہ صہبا در خم صہبا

حافظ عبد الصمد یوسفی کاکوروی

ضرور۔ ایڈیٹر

خون ناحق

موجودہ طرز تعلیم زندگی کی خوشیون کا خون کردیتا ہی اور یہ خون ناحق ایکدن رنگ لاکے رہیگا۔ مسئلہ تعلیم کا ایک مستند اہل الرائے اس دعوے کے ثبوت مین لکھتا ہی۔ "لڑکے جبتک کہ وہ اسکول نہین بھیجے جاتے زندگی کی تمام خوشیون سے لطف حاصل کرتے۔ مفید مشاغل مین مصروف رہتے۔ غور و خوض کی قوتون کو بڑہانے اور ماہیت شئے کی دریافت مین کوشان رہتے ہین اپنا تمام وقت صرف کرتے ہین مگر جون ہی کہ وہ اسکول مین داخل ہوتے ہین اُن کی حالت بالکل تبدیل ہوجاتی ہی۔ وہ لطف۔ مصروفیت۔ تحصیل علم اور حقیقت اشیاء کی دریافت سب کے سب نہایت ہی قلیل مدت مین مفقود ہوجاتے ہین"

اس کا علاج کیا ہی؟

وہی اہل الرائے اسکا جواب یون دیتا ہی:۔ "صرف ایک ہی عملی طریقہ ہی جس سے تعلیم کا پہلا اور اصلی مقصد حاصل ہوسکتا ہی اور وہ یہ ہی کہ لڑکے اُسوقت تک مدرسون مین ایسی تعلیم جو سوسائٹی کے ہر فرد کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہی حاصل کرنے نہ بھیجے جائین جبتک کہ پہلے اس بات کی تحقیقات نہ کرلی جاے کہ لڑکے کی ذہنی قابلیت کس پایہ کی اور اس کا رجحان طبیعت کس علم کی طرف ہی۔ موجودہ مدارس پر اگرچہ بے شمار روپیہ صرف ہوچکا ہی پھر بھی لڑکون کا رجحان طبیعت دریافت کرنے کیلئے ایک تعلیم گاہ کسی قدر بڑے پیمانہ پر قائم ہوسکتی ہی۔ جہان لیبوریٹری[1]۔ باورچیخانہ۔ باغ اور ممکن ہو تو فارم[2] بھی ہو

[1] یہان سائنس کے اصولون پر تجربہ کرکے عملی نتائج اخذ کئے جاتے ہین۔ [2] یہان چھوٹے پیمانہ پر مختلف چیزون کی کاشت کی جاتی ہی اور مویشی پالے جاتے ہین۔

یہان لڑکے ایک واقعی دنیا مین ہون گے - جہان اُن کے لئے ہر قسم کی دلچسپی کا سامان ہوگا - جہان اُنکی دماغی اور جسمانی قوتون پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہوگا اور جہان اُن کے مذاق اصلی کو ترقی کرنے اور حقیقی حالت مین ظاہر ہونے کے پورے مواقع ہون گے - اور عمدہ نگرانی مین رہکر یہ بات دشوار نہ ہوگی کہ نسبتاً بہت ہی قلیل عرصہ مین ہر لڑکے کی قابلیت کا وسیع اندازہ ہو سکے -

اگرچہ ایک مختصر تعداد ایسی بھی پائی جائے گی جسے فطری طور پر صرف علم ادب ہی کی تحصیل کا شوق ہوگا لیکن کثرت سے لڑکے ایسے نکلین گے جنکے لئے دوسرے قسم کے مدارس کا انتظام کرنا ہوگا - ان مدارس مین علیحدہ علیحدہ مختلف طرح کی تعلیم کا سامان رہیگا - کہین علمی تحقیقات ہوگی تو کہین انجینیری اور میکانکس کی تعلیم - کہین تجارت کے مختلف شعبون کی تعلیم ہوگی تو کہین کاشتکاری اور زراعت کی - کہین صنعت و حرفت کی تعلیم ہوگی تو کہین ریاضیات کی - وقس علیٰ ہذا -

اس طرح پر ہر معمولی لڑکا کسی نہ کسی مفید کام مین مصروف رہیگا "

بدوش صبا میرسد بوے یارے — چہ مرکب سبکرو چہ نازک سوارے
بدور فلک ہریکے راست کارے — تو دَر بزم دشمن من و انتظارے
سر زاہد و سجدۂ خاک مسجد — من و بادۂ ناب آرے و آرے
بداندر جہان از مزارم نشانے — شد آنہم پریشان چو شت غبارے
مخور اے پسر غم اگر یوسفی مُرد — کز و نیست باقی مگر یادگارے

حافظ عبد الصمد یوسفی کاکوروی

مبارکباد

اردو زبان جس کس مپرسی کی حالت مین ہی وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہین ہم یہ نہین کہتے کہ اردو کا کوئی حامی نہین - کوئی خدمت گذار نہین یا اُسے معراج کمال پر پہونچانے کا کوئی خواہان نہین - نہین - ایسے لوگ ہین جو اردو کی مدد کرنا اپنا فرض جانتے - اُسکی خدمت کرنا عبادت خیال کرتے اور اُسے منتہائے عروج پر پہونچانے کے آرزومند ہین - مگر یہ کون لوگ ہین ؟ وہی جنکے عزائم بلندی مقصد کی چوٹی تک پہونچکر قطع مسافت کرکے وادی عدم کے ڈھلوان راستہ کو طے کر رہے ہین - جنکے کاسہ ہاے دل و دماغ بوعلی اور ابن رشد کی تحقیقات سے ایسے لبریز ہین کہ بیکن واسپنسر کے کارنامون کی اونمین گنجایش نہین - جنکے میکدۂ تخیل مین متنبی اور حافظ شیراز کی بھیٹون کے تو خم کے خم ایک ہی دور مین خالی ہو جاتے ہین مگر ملٹن و شیکسپیر کی بلوری[1] کا ایک جام بھی وہان میسر نہین آتا - تو کیا ایسے بزرگون کی اعانت کے بھروسہ پر ہمین ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہنا چاہیئے - جنکے قوا مضمحل ہو گئے ہون - جنکے عناصر جسمانی مین اعتدال نہ رہا ہو اور جو انتہاے ایثار نفس کے بعد بھی ہماری ضروریات رفع کرنے مین محض ناقابل شمار حصہ لے سکتے ہون - نہین - ہمین اب ان خمہاے مئے کہن کی قدر و قیمت کرنا چاہیئے - ان خزانہاے پیشینہ کو احتیاط کے تہ بتہ پردون مین چھپا کر بقیۃ العمر کے لئے راحت و آرام کے تہ خانون مین رکھ چھوڑنا چاہیئے اور ان آثار قدیمہ کو صرف اپنی آیندہ عظمت و ترقی کا سرورق بنانے کیلئے اٹھا رکھنا چاہیئے - اور بجاے اُن کے ایک دوسرے گروہ کو میدان تقابل مین لانا - اردو زبان کی موج زدہ اور مبتلاے طوفان کشتی کو اُن کے مہارت علوم و

[1] یہان شراب کشیدہ ہوا ہے

فنون کے بادبان کی امداد سے جہد للحیات کی منجدھار کے پار لگانا اور اُسے کامیابی و ترقی کے ساحل تک پہونچانیکی کوشش مین اُنکی قوتون کو صرف کرنا چاہیئے۔ یہ کون ہین۔ وہ جوان بخت جنکے ستارہ ہائے اقبال اوج و رفعت کے آسمانون پر نظر آرہے ہین۔ وہ نونہال جنکی پرثمر شاخین گرسنگان عالم کی حاجت روائی کرتی رہتی اور غریبان دیار کو اپنے سایۂ عاطفت مین لیئے ہوئے ہین۔ اور وہ سخن پرور جن کے خمخانۂ تصور مین غزالی اور ابوالفضل کے مرقع ہی نہین بلکہ اڈیسن اور کارلائل کے نقوش قلم بھی پائے جاتے ہین۔ مگر اس طبقہ کے لیئے نہایت قابل افسوس اور ہمارے لیئے نہایت مایوسی کا باعث یہ امر ہی کہ ہماری آرزو اور امید کے بالکل برخلاف اس گروہ کا طرز عمل اس بارہ مین عام طور پر نہایت ہی امید کش اور خون کن آرزو ہی۔ یہی وجہ ہی کہ اس فلک رفعت کے چند نجوم اپنی اتھک کوشش۔ بے انداز جانفشانی و مستعدی اور غیر معمولی الفت سے ہماری ملکی زبان کو اپنے سایۂ عاطفت مین لیئے ہوئے ہین اور اپنی اسعد و اشرف ذات کے فیض جاری سے اُسکے حق مین ابر کرم ثابت ہو رہے ہین اُنکی طرف ہمارا دلگیر قلم بے طرح جھکتا ہی۔ اُن کی ترقی جاہ۔ علوے مراتب اور درازی عمر کی دعائین لکھنے کے لیئے بے اختیار ہو جاتا ہی اور اُن کے ازدیاد مناصب۔ افزائش اقبال اور افزونی دولت کے اخبار پر کسب مسرت حصول انبساط اور اظہار شادمانی کے لیئے مجبور ہو جاتا ہی۔ اسی خاطر آج ہم (یعنی مالک و کارپردازان رسالہ الناظر) اردو زبان کے سچے بہی خواہ۔ دلی ہمدرد اور بدرجۂ غایت اعانت کرنے والے قوم کے مخدوم اور ملک کے محترم بزرگ عالی جناب **مولوی محمد عزیز مرزا صاحب** بی اے (ہوم سکریٹری ریاست حیدرآباد دکن) کی خدمت مین اُس اعزاز پر جو ملک معظم کے دربار سے

تمغۂ قیصر ہند عطا ہونے پر اون کو حاصل ہوا ہی نہایت خلوص اور ارادتمندانہ ادب کے ساتھ عرض مبارکباد کرتے ہین۔

کشایش گرہ مدعا مبارکباد
ثمر فشانی نخل دعا مبارکباد

(از پیر ولایت علی صاحب دوس وحیدری)

گدائے کو غم دنیا ندارد — بخوشحالی دل شاہانہ دارد
بغارت می برد صبر از دل من — کہ یارم عادت ترکانہ دارد
دلش کے برزن دنیا فریبد — کسے کو ہمت مردانہ دارد
گدا بر بوریا جمشید عہد است — اگر یک شیشہ و میخانہ دارد
سزد پروانہ را با شمع عشقش — کہ از حسن قمر پروانہ دارد
خوش آن لیلے کہ چون مجنون جہانرا — بحسن خویشتن دیوانہ دارد
کسے را گر زند آن مار کاکل — فسونش ہیچ مار افسانہ دارد
چہ رانی قصۂ فرہاد با من — کہ ہر کس ہمچو او افسانہ دارد
بیا فردوس رندی کن کہ اکنون — بساقی محتسب یارانہ دارد

باز ہنگام بہار گل و سنبل آمد — باز گلچین بگرفتاری بلبل آمد
ابر آذر سر گلشن ز براد بہار — ہمچو یک دیو سیہ جردہ بصد غل آمد
ساقیا وقت نشاط و طرب و عیش رسید — جام برگیر کہ در جوش بخم مل آمد
خواستم بوسہ بمنت نہ برآمد دل او — از لب یار جوابم بہ تامل آمد
پیچ بر پیچ میان دل و جانم افتاد — خم بخم تا کمرش چون سر کاکل آمد
شکر ایزد کہ دہد روزیم از خوان کرم — وقت ناداری من چو بہ توکل آمد
حیدری شکر کہ آن ترک مرا یاد نکرد — برستم بست میان چون ز تغافل آمد

انگریزی قبرستان

کا

ایک سین

(از حضرت شرر کاکوروی)

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

سنسان ہے مسکن خموشان — معمور بھی اور ہے یہ ویران — آہستہ چلو ذرا نہ بولو — باتین کرنیکو لب کھولو

سونیوالونسے شہر آباد — سب قید سے زندگی کے آزاد — سوتے ہین جہان عنبرین مو — بانکے ترچھے حسین خوشرو

اوج گردونپہ مہر چمکے — آئے طوفان پانی برسے — عالم فاضل ادیب دانا — شہ زور شجاع اور توانا

آئے دنیا مین موسم گل — ہو نغمہ طراز صورت بلبل — تیغ برّان کے پاک جوہر — گلشن مین فرنگ کی گل تر

سنیوالونکے نہیں کلام — ہوراتکے بعد صبح پھر شام — اخلاق مین چار سمت مشہور — صحبت سے بڑونکے منزلون دور

آغوش لحد مین چھوٹے بچے — جو ناز و نعم مین پل رہے تھے — کرتا تھا فخر ملک انپر — تاب والد تو ان مادر

معصوم تھے شیر خوار بچے — مان باپکے ہونہار بچے — لشکر مین تھے توشان لشکر — دفتر مین تھے تو زیب دفتر

پیارے پیارے حسین خوشرو — تاب خورشید رنگ گیسو — تھے چشم و چراغ انجمن کے — خوشرنگ تھے پھول یاسمن کے

دلکی بہلانیوالی شوخی — وابستہ امید اُنسے مان کی — تحریر پہ فخر تھا جہان کو — تقریر پہ ناز تھا زبانکو

مخمل کا نرم نرم بستر — مرنے کے قبل تھا میسر — اور انکی شجاعتون کا چرچا

اب بستر خاک پر ہین لیٹے — پتھر چارون طرف ہین اڑے — وہ قوم پہ جان دینیوالے — بدلا دشمن سے لینے والے

کندہ تربت پہ نام اُنکا — پیدایش و موت کا مہینا — ہین خواب لحد مین مست و غافل — ہستی اُنکی خیال باطل

کندہ تاریخ اور دن بھی — مان باپکا نام و سن بھی — کچھ انمین عاشقان مہجور — مایوس تہ مزار مجبور

عبرت انگیز چند اشعار — جنکو پڑھکر ہو چشم خونبار — ارمانونکے ساتھ مرنیوالے — حسرت لیکر گذر نیوالے

منقوش نفیس بیل بوٹے — عمدہ نقاش کے نمونے — مقتول ادائے مست رفتار — مجروح زتیغ عجب و پندار

ترچھی چتون سے دلمین رخنے — رخصت ماتم بنا بدل کر — مرجھائے گلاب پہ یکسر
ہونیوالی تھی اُنکی شادی — یا بعض کی اُنمین ہو چکی تھی — شد مطلع صبح تیرہ و تار — در خواب برفت بخت بیدار
ایسے بھی اُنمین تھے پر ارمان — جنکے گھر پر ہجوم مہمان — بوڑھے جنرل دلیر نامی — شہرت ہی دور دور جنکی
لائے تھے دلھن کو آلٹر سے — کس شان و شکوہ کر و فر سے — ہین دفن مدبران ملکی — جنکی مشہور پالیسی تھی
اُٹھا اکبار درد ایسا — پا یاد دلہا کو سب نے مردا — جو کچھ کرنا تھا کام اُنکو — زیر افلاک نام اُنکو
آنے پایا نہین ہنی مون — دلمین حسرت کا ہو گیا خون — کر کے سب ختم کام اپنا — چھوڑا دنیا مین نام اپنا
عمدہ جو لباس تھا عروسی — جسکی تھی خوشنما سپیدی — سوتے ہین لحد مین وہ بآرام — دنیا کے کام سے نہین کام
تاریخ جہان کو آپ کھولین — جو کچھ لکھا ہی اُس کو تولین

(حضرت نادر کاکوروی)

ہستی دیکھی ابھی عدم دیکھین گے — دیکھا یہ کرم اب وہ کرم دیکھین گے
یارب ترے جلوونکے تماشائی ہین — جو تو ہمین دکھلائیگا ہم دیکھین گے

رنگ اہل جہان بدلتا ہی رہا — ہستی و عدم کا دور چلتا ہی رہا
ہر صبح ملی اُنکو حیات تازہ — ہر شام کو اُنکا دم نکلتا ہی رہا

عزت ذلت عروج و پستی کیا ہی — دولت کیا شے ہی تنگدستی کیا ہی
جو کچھ بد و نیک ہی مشیت سی ہی — ہم کیا ہین اور ہماری ہستی کیا ہی

اے دل دنیا کے رنج و غم کو دیکھا — سب خواب و خیال ہو گیا جو دیکھا
تو عیش دو روزہ پر بہت تھا مغرور — دیکھا نادان تو نے اب تو دیکھا

لہ گرجا یا گرجے کا منبر

قصیدہ

در تہنیت ورود مسعود شہریار کامگار ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان
پادشاہ دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ در ہندوستان۔

جہاندارے بہ برّ اعظم ہندوستان آمد — سپہرے در سپہرے یا جہانے در جہان آمد
ز شمشیرش ید بیضا بجان بخشی ید طولیٰ — کلیم از طور سینا یا مسیح از آسمان آمد
منوچہرے جہان افروز با چہر منور شد — فریدونے درافشان با درفش کاویان آمد
بکف مہر سلیمانش ہوا پامال جولانش — زمین زیر نگین و آسمانش زیر ران آمد
مدام از شرق سوے غرب آید آفتاب اما — عجب کز بے باختر امروز سوی خاوران آمد
سحابے در رہ ہر خشک و تر گرم گہر ریزے — بہارے بر سر ہر خار و خار اگلفشان آمد
صدائے کامیابی از لب ساغر بگوش آید — صلای فتح باب از درگہ پیر مغان آمد
فشاط آمد آمد بین کہ از ہر سو بگوش آمد — خوش آمد خوشتر آمد شاد آمد شادمان آمد
کے آمد۔ روز فیروزی۔ چرا۔ بہر دل افروزی — چسان۔ چون باد نوروزی۔ کجا در گلستان آمد
الا اے نکتہ سنج نکتہ پرداز سخن پرور — کنایت تا بکے آخر کہ بہان و فلان آمد
سراج ملت و دین آفتاب مطلع تمکین — امیر المومنین یعنی حبیب اللہ خان آمد
وجودش آیت رحمان چہ رحمان جزوے از قرآن — چہ قرآن حافظ ایمان و حرز مومنان آمد
سلیمان فر ذوالامری کہ توقیع جلال او — سجل با مہر۔ مہر خاتم پیغمبران آمد
خور از بہر کلاہش گاہ زر گاہے گہر آرد — مہ از بہر سپاہش گہ سپر گاہے کمان آمد
جہان گیرو جہان دار و جہان بخش و جہان پرور — جوان دولت جوان ہمت جوان طالع جوان آمد
سر و سر خیل سرداران کہ در تاب و تب بیجا — بسر ظل حبیب کردگارش سائبان آمد
تہمتن گیر شیر افگن سپہدارے کہ در میدان — بہ برّ حفظ خدایش بہتر از ببر بیان آمد

زلبس رُمح و سنان و نیزہ لشکرگاہ او باشد
نیستانے کہ پُر از نیک جہان شیر ژیان آمد

بغوج جان نثاران وفادارش بود نازم
کہ جان در آستین از شوق و سر بر آستان آمد

بیاد حلم او کاہ سبک باشد
بجاد حلم او کاہ سبک کوہ گران آمد

دبستانے بود میدان مشق لشکرش گوئی
کہ ہر رُمح و سنان شہنامہ بر لوک زبان آمد

لوای سربلند آسمان سایش بود نخلے
کہ بر وے نشر طائر را درین باغ آشیان آمد

بعہد حکمتش ہر کودکے بوزر چہر ستے
ز شہد نصفتش نوشین روان نوشیروان آمد

نگاہ بینش افزا گر فتادش بر بیابانے
غبارش سرمہ چشم غزالان سرمہ وان آمد

زلبس شد سبز و خرم اکبر آباد از قدوم او
پے گلگشت آن گوئی کہ خود باغ جنان آمد

فضائے تاج گنج ورد ضہ گوہر نثار او
بچشمش درۃ التاج عمارات جہان آمد

سوے مسجد چو از بہر نماز آمد مؤذن را
تعالی شانہ اللہ اکبر بر زبان آمد

بہر کو بستہ آئین و بہر سو یافتہ تزئین
کہ مہمان عزیز قیصر ہندوستان آمد

فلک کے میر سامان چنین مہمان نمی آرد
کہ یک بز غالہ دیگ برۂ آش ہفت خوان آمد

چہ فرخ محفل و فرخندہ بزمی ہست این منزل
کہ تا ہید از فلک این جا سہ بر لب نغمہ خوان آمد

ہمایون میہمانے کا نیمینش میزبان آمد
مبارک میزبانے کا نیمینش میہمان آمد

ازین سو نائب قیصر ازان سو صاحب کشور
بیا سعدین را بنگر بیک منزل قران آمد

دو خورشید روان افزا بہم گردیدہ بزم ارا
دو خورشید جہان پیما عنان اندر عنان آمد

ز بخت و اتفاق است این وفاق و اتحاد آری
دو دولت متفق شد یا دو عالم تو امان آمد

دو دل چون شیشہ و پیمانہ یک جان و دو قالب شد
دو تن از یک ضیا چون مہر و مہ روشن روان آمد

ازین صدق و صفا آرائش کون و مکان باشد
وزین مہر و وفا آسائش جان و جنان آمد

الا ای شہریار شہر پرور شہرۂ گیتی
کہ صیت دولت آویزۂ گوش جہان آمد

خوشا گاہے کہ شاہی چونتو بروے جلوہ گر گردد
خوشا ماہے کہ ماہی چونتو مہمان مہمان آمد

عزیز آورد از بہر نثارت گنجے از گوہر
کہ بہ از گنج باد آورد و گنج شایگان آمد

نہ آن گوہر کہ گیرد رنگ از خورشید و معدن
بل آن گوہر کہ کانش در فضاے لامکان آمد

رگِ ابرے ز دریاے سخایت ہست کلکِ او
کہ مانندِ کفت شام و سحر گوہر فشان آمد

بجز این گنج گوہر را مسیح آسان کہ از بہرت
بصد رنج روان در دستم این گنج روان آمد

عیار من بسنج از قدر دانی تا نفتد غوغا
کہ کاہے ہمچو من ہم پلۂ کوہِ گران آمد

نہ زر این ذرۂ ناچیز میخواہد نہ سیم اما
ز ماہِ مہربان امیدوارِ مہر خوان آمد

عروسانِ معانی را کہ کلکم موکشان آرد
ز ہر سطر این زمین آئینہ دارِ کہکشان آمد

درختے طرفہ بنشاندہ ام در باغِ اوصافت
کہ ہر یک میوہ زان خواہی بدستت میتوان آمد

بیو این دستۂ گل را کہ از باغِ دگر باشد
بنوش این ساغرِ مل را کہ از پیرِ مغان آمد

ز تکرارِ قوافی لذتے دیگر شود حاصل
ازین قند مکرر عالمے شیرین بیان آمد

دعا من میکنم اکنون ملائک میکنند آمین
اجابت چشم در راہِ دعایت میزبان آمد

صبوحی میکند از ساغرِ خورشید تابان
صبوحی کان روان بخش و توان افزاے جان آمد

شہان سرشار از جامت مہان سرخوش از لعلت
جہان باد ابکامت کز تو خلقے کامران باشد

خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی

سزد مردانہ طے کردن طریقِ عشق کامل را
بر نگِ سبحہ باید ہر قدم انداختن دل را

چہ شوخیہا و گستاخیست یارب خونِ بسمل را
کہ بیباکانہ رنگین میکند دامانِ قاتل را

ز عصیان منفعل گشتم خیالش جلوہ فرما شد
سوادِ معصیتہا طوطیا شد دیدۂ دل را

بود اے سحر بے اندیشہ در صحنِ چمن نرگس
بہ نیرنگِ فلک عبرت نہ باشد چشمِ غافل را

شیخ عبد المجید سحر کاکوروی

آزادی

کہنے کو تو یہ ایک پنج حرفی لفظ ہی - مگر خدا جانے اسمین کس بلا کا اثر ہی کہ انسان حیوان - عورت مرد - بچہ بوڑھا ہر ایک اسکے پیچھے مٹا ہوا ہی - جسے دیکھیے اسکا شیدائی - جسکو سنیے اسیکی دُھن - ایک عالم اسکی تلاش مین سرگردان ہی - مگر یہ جادو کا اثر رکھنے والا لفظ جتنا پر تاثیر ہی اُتنا ہی پراسرار - بیحد تلاش پر بھی بہتیرے لوگ اسکو کیا اسکے مطلب کو نہین پاتے - کاملین اور خدا رسیدہ لوگون کا تو ذکر نہین جو روحانی آزادی حاصل کر چکے ہین مگر دنیا داروں مین تو بہت کم ایسے نظر آتے ہین - جو اسکے واقعی معنے لیتے ہون -

خصوصاً فرقہ نسوان - مردون نے تو کچھ علمی تعلیم کچھ عمدہ صحبتون اور کچھ تجربات سے اسکے معنی سمجھ بھی لئے ہین مگر مشکل تو ہملوگون کو ہی - کہ نہ ہمکو اعلیٰ تعلیم میسر ہی - نہ عمدہ ومفید صحبتین نہ تجربہ کے واسطے وسیع دنیا - مردونکی زبانی آزادی کا شور اور اسکی تعریف سُن سُنکر ہم بھی اسکے دلدادہ تو ہین گئے - لیکن مجھکو یقین ہی کہ ہم بہنون مین زیادہ تر ایسی ہونگی جو اسکے اصل مطلب سے نہین واقف - جو نہین سمجھ چکی ہین - اور اسپر عمل کر کے آزادی کی زندگی بسر کر رہی ہین اُنکے خوش نصیب ہونے مین کلام نہین - لیکن جو نہین سمجھین اور تلاش مین ہین یا جنہون نے لفظ آزادی کو بُرے معنی پہنا کر اُسپر غور کرنا ہی چھوڑ دیا اُنکے لئے ضروری ہی کہ جو کچھ بُرا بھلا مطلب مین اسکا سمجھی ہون اسکو جسطرح بنے - اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین ظاہر بھی کردن - کیونکہ ہم مین سے فیصدی نوے - بلکہ اگر مبالغہ نہ سمجھا جاے تو ننانوے اسکے دلسے خواہشمند ہین - یہ اور بات ہی کہ نہ ممکن ہو تو انگور کھٹے کہنے لگین - یا بڑی بوڑھی عورتون کی زبانی یہ سنکر کہ "نوج بیوی" - اللہ بچاے - نہ معلوم یہ موئی

آزادی کیا بلا ہی کہ آجکل کے لڑکے لڑکیان اسکی دھن مین کسیکو خیال ہی مین نہین لاتے اپنی ہی کہا کرتے ہین کہ ہم اپنا دل مار کر بیٹھ رہین یا چند دقیانوسی خیال والونسے آزادی کا ترجمہ پردہ شکنی معلوم کرکے۔ بغیر غور کئے ہم اسکو بُرا سمجھ لین۔ مگر افسوس ضرور ہوتا ہی کہ ایسی پیاری چیز پر (جو ہماری زندگی کو نہایت پر لطف بنا سکتی ہی) ہم ذرا غور نہین کرتے۔ اور لوگون کے کہنے سننے سے اسکو اچھا۔ یا بُرا سمجھ لیتے ہین۔

عام طور پر آجکل جو معنی آزادی کے لئے جاتے ہین وہ بیباکی سے بہت ملتے جلتے ہین۔ اور اسی لئے ہم دھوکے مین پڑکر ایسی قابل قدر چیز کو کھو رہے ہین۔

دراصل آزادی اسکو نہین کہنا چاہیئے کہ کوئی بہن بہت ہی کھلے بندون ہر ایک سے ملی جلتی ہین یا باہر آجاسکتی ہین۔ یا اُنکے بزرگون مین کوئی انکار دکھنے ٹوکنے والا نہین ہی۔ یا ہی۔ اور وہ اُسکو (آزادی پسند ہونے کے باعث) خیال مین نہین لاتین۔ بہن ہون یا کوئی بھائی۔ یہ آزادی۔ آزادی نہین ہی۔ نہ یہ آزاد زندگی کسیکے لئے باعث تقلید و موجب رشک ہوسکتی ہی۔ بلکہ ایسی ہی آزادی نے لوگون کو آزادی کے نام سے متنفر سا کر دیا ہی۔

سچی آزادی انسان کے دل کا آزاد ہونا ہی۔ دلی آزادی کئی طرحکی ہوتی ہی۔ ایک تو وہ + جو ہم دنیادارونکو میسر نہین ہی۔ دوسری وہ جو خدا ہی کے اختیار مین ہی۔ یعنی اطمینان کامل چونکہ یہ بھی ہماری اختیاری بات نہین۔ اسلئے اسپر کچھ لکھنا فضول ہی۔

اب رہگئی ایک تیسری صورت جو ہمارے اختیار مین ہی۔ اور جسپر مین یہ چند باتین لکھنے کی جرأت کر رہی ہون۔ وہ یہ ہی کہ ہر ذی روح کے متعلق کچھ نکچھ فرایض ہین۔ اور انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہی اسلئے اُسپر زیادہ تر۔ بمصداق ع

جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی + تو جو فرایض ہمارے متعلق ہین - عام اس سے کہ وہ خدا ورسول کیطرف سے یا دنیا کیجانب سے - انکو پورا کئے بغیر + گو دنیا بھر کی دلچسپیان ہمارے واسطے ہون - ہم کوئی لطف نہین حاصل کرسکتے - دل کو کھٹکا ہی کہ ابھی تو فلان ضروری بات کرنے کو ہی - اور ہم کچھ کھیل رہے ہین - یا کسی دوست سے مذاق مین وقت کاٹ رہے ہین - اس صورت مین کیا ہمکو دلی فراغت میسر ہوسکتی ہی؟ کبھی نہین جبتک دل فکر اور تردد سے خالی نہ ہو - کیونکر ہم آزاد کہے جاسکتے ہین - اور جبتک ہم تمام فرائض انجام نہ دے لین یہ بات نہین ممکن ہی - اسکی ہزارون ہی مثالین ہین اور جسطرح مذہبی فرائض پورے نکرنے پر ہم کو خدا کے سامنے جوابدہی کرنا ہی - اُسیطرح دنیوی فرائض کے بھی ہم ذمہ دار ہین - اور دنیا کے روبرو اُسکے لئے جوابدہ -

فرض کیجئے کہ ہم اور تمام کام کرتے ہین - لیکن ایک اہم فرض مذہبی - نماز - ہمسے نہین ادا ہوتی ہی - جسوقت ہمکو اسکا خیال آجائیگا اگر ہمکو کچھ بھی خدا کا خوف ہی تو ضرور ہمارا بند بند لرز جائیگا - اور وہ ساری دلچسپیان جو اسوقت تک ہمکو حاصل تھین مٹی ہوجائینگی - کیا اسوقت ہم کہہ سکتے ہین کہ ہم آزاد ہین - کبھی نہین - ایک اتنے بڑے فروگذاشت کی جوابدہی کا خیال ہمارے دلکو آزاد نہین رہنے دیگا -

بالفرض ہم مذہبی فرائض ادا کررہے ہین - مگر بچون کی تربیت جو ہمارا اعلیٰ فرض ہی اس سے غافل ہین - کسی باتہذیب جلسے مین ہمارے بچون پر ہماری بیہودہ تربیت کے نمونون پر ہنسی اُڑ رہی ہی - گو اس جلسے مین ہمکو کتنی ہی محویت ہو - لیکن ہمارا دل ہمکو ملامت کررہا ہی کہ کاش ہمارے بچے بھی ایسے ہی ہوتے جیسے دوسری تعلیم یافتہ مہذب ماؤن کے - تب کیا اس جلسے سے ہمکو وہی دلچسپی باقی رہجائیگی - اگر ہمکو کچھ بھی غیرت ہی تو ہرگز نہین رہیگی بلکہ دلکو کلفت ہوگی - اب وہ دلکی آزادی کہان باقی رہگئی - مانا کہ ہمکو بچون کی تربیت کا بھی خیال ہی - اور معمولی

مذہبی فرائض کا بھی - مگر شوہر - جسکی آسایش کا انتظام ہمارا اہم فرض ہی - اُسکو ہم کوئی آرام نہین دیسکتے - وہ ہمپر مہربان ہی ہماری خوشیون کا خیال کرتا ہی اور ہم اپنی دلچسپی کے مشاغل مین اُسیکو بھولے ہوے ہین - گو اپنے خیال کے مطابق لوگ ہمکو آزاد سمجھین مگر ہم اگر احسان فراموش نہین ہین تو کسی نہ کسی وقت یہ خیال کانٹے کیطرح دلمین کھٹکیگا اور ہمکو وہ ساری آسائشین اور آزادیان زہر معلوم ہونگی جو ہمنے اُسکو تکلیف دیکر پائی ہین - تب کیا ہم سمجھ سکتے ہین کہ ہمکو حقیقی آزادی حاصل ہی یا ہمارا دل آزاد کہا جا سکتا ہی - کبھی نہین -

گو ہم بظاہر آزاد معلوم ہوتے ہون مگر جبتک ہمارے دلکو اپنے فرائض نہ آدا ہونے کی فکر باقی ہی اُسوقت تک نہ ہمکو سچی آزادی میسر ہوسکتی ہی نہ دلی مسرت دراصل آزادی اور مسرت بہنین ہین - ایک کو جب پا جاؤ گے تو دونون گویا ملگین - جب ہمارا کوئی ایسا کام (جس سے ہرج واقع ہو) نہ پڑا رہیگا تو ہمارے دلکو اطمینان ہوگا - وہ اطمینان کا وقت ہم جائز تفریحون کھیل تماشون اور مفید صحبتون مین صرف کرین - یہی دلی آزادی اور سچی مسرت ہی -

جب ہمارا دل ہر ایک لغو خیال سے پاک ہوگا - جب ہمسے کسیکو تکلیف نہ پہنچیگی کہ ہمکو ندامت ہو - جب ہم ہر ایک سے ہمدردی کرکے ہر دلعزیزی کا درجہ پا جائینگے - اور جب ہم ہر ایک ایسے فعل سے بچتے رہینگے کہ جسپر خود ہمارا ضمیر ہمکو ملامت کرے - اُسیوقت ہمکو آزادی میسر ہوگی - اور تب ہی ہم آزاد خیال کہلانیکے مستحق ہونگے - کیونکہ اُسوقت ہمارا دل آزاد و مطمئن ہوگا - اور یہی آزادی ہماری ترقی کا ذریعہ بنجائیگی -

مین امید کرتی ہون کہ میری بہنین آزادیکے متعلق بہت کچھ غور کرکے اسکے صحیح معنی دریافت کرینگی - اور اُسپر عمل کرکے لوگون کی اس بھڑک کو مٹادینگی

جو آزاد یکا نام سنتے ہی پیدا ہو جاتی ہی - جب ہم لفظ آزاد یکے صحیح معنی سمجھینگے اور اسپر عمدہ طور سے عمل کرینگے تو کوئی وجہ نہین ہی کہ آزاد خیال لوگ پھر بھی مورد طعن سمجھے جائین -

مین کوئی بڑی مضمون نگار نہین ہون اور نہ یہ امید کر کے مین نے یہ مضمون لکھا ہی کہ ہر ایک اسکو دقت کی نظر سے دیکھے - ہزارون ہی غلطیان اسمین ہونگی - مگر یہ امید مجھے ہی کہ بہنین اسکی غلطیون پر نظر نہ کرینگی - اور اگر کوئی بات مفید مطلب اسمین پائینگی تو اس سے فائدہ اُٹھائینگی - یا کم از کم اسی مضمون پر لائق بہنین خامہ فرسائی کر کے آزادی کے صحیح معنون کی گتھی سلجھا دینگی - ؎

گو مرے پاس نہین غیر متاع کاسد
مین تماشائے انداز خریدار تو ہون

بیگم صفدر علی

ساقیا آمد بہار لالہ و میدن گرفت — بادہ بجام بریز ابر چکیدن گرفت
تاز سر طرہ اش نافہ کشاید صبا — آہوے صحرا ے چین دم زکشیدن گرفت
غنچہ بر دیت شگفت گل نشد اندر چمن — سرو بہ پیش قدت پشت خمیدن گرفت
سرخی رویت بہ مل چون بچمن جلوہ کرد — از بر رخسار گل رنگ پریدن گرفت
تاب جمالش زمن چشم بہ نظارہ بست — صیت جلالش زمن گوش شنیدن گرفت
حالتے رفت آنچنان زین غزلم در سماع — زاہد حلقہ نشین جامہ دریدن گرفت
حورے مینو کشید ساغر و مینا بدست — رندے فردوس را چون بشنیدن گرفت

نایم جائیکہ گفتگوے تو کنند — وصف سر زلف مشکبوے تو کنند
از خلق گریزم من رسوا کہ مباد — بینند مرا و یاد روے تو کنند

خواجہ غیاث الدین بزمی

سوئی کا کام

ملک یونان کے عروج کا ستارہ جب اپنے پورے اوج پر چمک رہا تھا اس زمانہ مین وہان کی عورتین بہت سے اوصاف سے متصف ہوا کرتی تھین ۔ علاوہ اور فنون اور علوم کے سوئی کا کام بھی اونھین سکھایا جاتا تھا ۔ اور نسبت کے وقت یہ بات بھی دیکھی جاتی تھی کہ لڑکی سینا کاڑھنا جانتی ہی یا نہین ۔ خواتین یونان کا فرض تھا کہ حتی الوسع اپنے کپڑے آپ سیئن اور سال مین ایک آدھ کپڑا اپنے شوہر کا بھی ۔ اس ملک مین یہ رواج تھا کہ عورت اپنے خاوند کا کفن خود سیئے یا اُسکے کسی ایک متوفی عزیز کا ۔ یونانی بیوہ کی شادی قوم مین نہین ہو سکتی تھی جب تک یہ نہین معلوم ہو جاتا تھا کہ اُس بیوہ نے اپنے مرحوم شوہر کا یا اُسکے کسی عزیز کا کفن سیا تھا ۔ اور یہی وجہ تھی کہ مشہور وفادار خاتون پنلوگ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر ولیسیئس سمندر مین ڈوب کر مرگیا تو اُسنے اپنے سُسرے لاریز کی چادر کفن سی ۔

سطور مذکور بالا سے معلوم ہوتا ہی کہ سوئی کا کام اس قدیم ترقی یافتہ مہذب ملک مین عورت کے لئے کسقدر ضروری خیال کیا گیا تھا ۔ ہندوستان کی پردہ نشین عورتون کے لئے اس سے زیادہ تفریح کا کام کیا ہو سکتا ہی کہ وہ اپنا وقت سینے اور کاڑھنے مین صرف کرین ۔ پھولون کی تصویر سوئی سے بنانا ویسا ہی فرحت انگیز ہی جیسا کہ خوبصورت پھولون کو آنکھ سے دیکھنا ۔ ہمارے نزدیک ہر عورت کو اپنی قابلیت دستکاری بڑہانا زیادہ مناسب اور ضروری ہی ۔ شعرا مناظر قدرت کی تصویر قلم سے کھینچکر اہل ملک سے داد لے سکتے ہین اور خواتین باہنر اوسیطرح اپنی سوئی سے ۔ جب مستورات اس دلچسپ کام مین مصروف ہونگی تب اُنکو فضول گوئی اور غیبت کا موقع بہت کم ملے گا اور اسطرح وہ بجاے بدنامی کے

نیک نامی حاصل کرینگی ۔

اس ہنر سے مالی فائدے کی بھی بہت توقع ہی اور لازوال شہرت مزید برآن ۔ ملک اطالیہ کی ایک معزز خاتون نے جب انتقال کیا تو معلوم ہوا کہ اُسنے انجیل مقدس کو تین سو گز کپڑے پر کاڑھکر اپنے محل کی دیوار پر لگا یا ہی ۔ پاپائے روم نے حکم دیا کہ اُسکی قبر پر یہ واقعہ بخط جلی کندہ کردیا جائے ۔ عجائب خانہ مین اس دستکاری کی اب بھی نمائش ہوتی ہی اور تماشائیون سے ایک خاص فیس وصول کی جاتی ہی جو زنانہ دستکاری کی ترقی کے فنڈ مین جمع ہوتی ہی ۔

ہماری راے مین علاوہ حصول علم کے لڑکیون کو سوئی کے کام مین پوری پوری مہارت حاصل کرنا چاہیئے اور قبل شادی جہان لڑکی مین اور باتین دیکھی جائین وہان یہ ہنر بھی ۔ اس فن کا حاصل کرنا زمانۂ حال مین زیادہ آسان ہوگیا ہی ۔ محض چکن وزردوزی بنانا ہی نہ سکھایا جائے بلکہ حروف اور مناظر قدرت و عمارات کے مرقعون اور تصاویر کا کاڑھنا بھی ۔ ہماری راے مین اس فن کا سیکھنا مشنری لیڈیز کی صحبت مین بیٹھکر بوجوہات غیر مناسب ہی پنجاب اور بنگال مین جو واقعات حال مین پیش آئے ہین وہ احتیاط کے متقاضی ہین ۔

ناظرہ ۔ از دیرہ دون

شیخم شریک بادہ و ساغر نگشتہ است — یعنی کہ از طریق ریا بر نگشتہ است
داغم ازین کہ رندی و سرمستیم ہنوز — با تقوی گذشتہ برابر نگشتہ است
ذوق حدیث عشق توان دید کین سخن — صد بار گفتہ ایم و مکرر نگشتہ است
آلودگی بہ دامن پاکان نمیرسد — گوہر در آب بود و لے تر نگشتہ است
یک کس نبودہ است کہ بر من دلش نسوخت — وان شوخ دیدہ را مژہ تر نگشتہ است
شبلی طمع مدار کہ از عشق وا شوم — زین راہ ہر کہ رفت دگر بر نگشتہ است

علامہ شبلی نعمانی

خاتون مہ لقا

دانشمندی و خوبصورتی ایسی دو چیزین ہین جنپر غور کرنا بہت نتایج خیز اور فرحت انگیز ہی حسن صورت خدانے فرقہ اُناث کے لئے خلق کیا ہی - یہ دونون چیزین جدا جدا ہین لیکن اگر کسی خاتون مین یہ دونون جمع ہوجاتی ہین تو نور اُعلیٰ نور اور وہ قابل پرستش خیال کیجاتی ہی حسن معزور کو ظاہری آرایش کی پروا نہین -

تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی

جس طرح حسن باطنی حسن ظاہری کو زیادہ جلا دیتا ہی اُسی طرح حسن ظاہری حسن باطنی کو زیادہ قابل قدر بناتا ہی - ہم حسن ظاہر اور حسن باطن کے اجتماع پر غور کرہی رہے تھے کہ دفعتہً پیاری مہ لقا کی تصویر سامنے آگئی یہ وہ خاتون نادرالوجود ہی جسکو خدانے حسن ظاہر کے ساتھ حسن باطن بھی عطا فرمایا ہی - وہ کونسا بشر ہی جو اس سے ملکر محبت کا دم نہین بھرنے لگتا؟ اسکی غیر مصنوعی خوبیان فصیح البیانی معنی خیز تبسم اثر سے خالی نہین - اسکے ملنے والے بہت سنبھلکر اسکے سامنے لب کشائی کرتے ہین - اُنکو خلاف آداب سوسائیٹی ایک بات کہنے کی بھی جرأت نہین ہوتی اسکی صحبت سے متانت تہذیب حاصل ہوتی ہی - گو مہ لقا ظاہر نہین کرتی مگر اُسکو اپنے حسن صورت کا ادراک ضرور ہی اور ساتھ ہی اوسکو یہ بھی خیال ہی کہ حسن باطنی لازوال اور حسن ظاہری فانی ہی - اسلئے دونون چیزون کے اثر بھی باقی اور فانی ہین اسکی شادی بھولے نواب سے ہوئی

نواب صاحب موصوف مین بہت اوصاف حمیدہ تھے ابتدا مین اُنکی جائداد مختصر تھی مگر مساعدتِ بخت سے ایک بڑا تعلقہ اُنکے ہاتھ آیا۔ دولت کی زیادتی نے کچھ عرصہ تک انکو تباہی کے راستون پر چلایا اور ناتجربہ کاری نے راہ بد کی رہنمائی کی۔ نواب غریب ایسی بھول بھلیان مین پھنس گئے ہوتے جس سے عمر بھر نجات نہ ہوتی اگر مہ لقا کی دانشمندی شمع ہدایت نہ بن جاتی اُسکی تدبیرون نے اُنکو جائز تفریحات کیطرف راغب کیا۔ شوہر کے سامنے خود اُسکی مثال موجود تھی جسنے اُسے چونکایا اور دکھایا کہ حسن ظاہری بلاحسن باطنی ہیچ ہی۔ اُسنے اپنے شوہر کی اصلاح عمدہ تدبیرون سے کی۔ انسان بالطبع خود پسند خودرائے ہوتا ہی بالخصوص بگڑی ہوئی حالت مین اصلاح براہ راست نہین کیجاتی۔ گو ان تدبیرونکا اثر بدیر ہوتا ہی مگر دیرپا اُسنے اُنکی کسی بُری عادت کی مذمت نہین کی لیکن اُنکے دلپر ایسا اثر ڈالا کہ وہ عادتِ مذموم کو خود مذموم سمجھنے لگے انجام کار اصلاح ہوگئی۔

دنیا کے مذموم مراسم جنکو پرانے خیالات نے مذہبی لباس پہنا رکھا ہی مہ لقا کے گھر مین ذرا بھی مداخلت نہین رکھتے ہین وہ مذہب کو انسانی تہذیب کا اعلیٰ جز خیال کرتی ہے مگر اُن صورتون مین نہین جو غلطی سے دکھائی جاتی ہین۔ عبادت کو وہ اسلئے ضروری خیال کرتی ہے کہ وہ شکریۂ نعمت ہی نہ کہ ذریعہ حصولِ جنت۔ اُنکی راے مین تحصیلِ علم اسلئے عورتون کے لئے لابدی ہی کہ بحیثیت عورت ہونے کے وہ آیندہ نسلون کی ابتدائی تعلیم کی ذمہ دار خدا کی طرف سے ہین مہ لقا کی آرایش ظاہری صرف اُس شخص کے خوش کرنے کے لئے ہی جو ان کا شریک زندگی ہی۔ اُن کا کوئی وقت بیکار نہین جاتا خانہ داری کے کل باتون سے واقف ہین اگر اُن کی بوڑھی مامابی ظہورن کسی دن اتفاق سے علیل ہوجاتی ہین تو وہ خود اس سے بہتر کھانا اپنے ہاتھ سے پکا لیتی ہین

بی مغلانی یعنی محمدی خانم اچھے کپڑے سیتی ہین لیکن بدقسمتی سے خود پسند اور بد دماغ بھی ہین کبھی کبھی روٹھ کر اپنے گھر مین منصور نگر چلی جاتی ہین اور جب پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ روز مین بے طلب واپس آتی ہین تو جس کپڑے کو وہ ادھورا چھوڑ گئی تھین پورا پاتی ہین۔ بہرحال مہ لقا کی زندگی قابل تقلید ہی اور اچھی بی بی کی مثال پیش کرتی ہی۔

ا۔ ع۔ ستر

اطلاع

جملہ مراسلت بسلسلۂ مضامین ایڈیٹر کے نام

اور

دیگر خط و کتابت و ترسیل زر مینجر کے نام ہونا چاہیئے

مینجر الناظر۔ فلاور ملز۔ لکھنؤ

کلیات نعت مولوی محمد محسن

یعنی جناب مولانا محمد محسن کاکوروی مشہور مداح رسول عربی کی ابتدائی عمر سے آخر عمر تک کے کلام موجز نظام کا وہ مجموعہ جسمین بعض قصائد کو بارگاہ رسالت سے خلعت قبولیت بھی حاصل ہو چکا ہی اور نیز وہ نظمین بھی شامل ہین جنھین ایک سچے فدائے رسول کی جوہر دار طبیعت نے بعض احباب کے فائدہ رسانی کی عرض سے دنیاوی ذوی الامور کی شان مین حق گوئی اور نادر کلامی کے تماشے دکھائے ہین۔

قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک۔

سکریٹری انجمن اخوان الصفا۔ کاکوری ضلع لکھنؤ

الرفیق

اردو کا ایک ہوار رسالہ جو رنگون سے زیر ادارت مولوی عبدالسلام صاحب رفیق نہایت آب و تاب سے شایع ہوتا ہی۔ کاغذ لکھائی چھپائی مضامین کے لحاظ سے ہندوستان کے بہترین رسالون مین شمار کیا جاتا ہی۔ حجم سالانہ ۴۰۰ صفحہ چندہ سالانہ معہ محصول ڈاک عہ نمونہ کا پرچہ ۴ر

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہی جس کا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شایع ہوا اور خود ہیرو کی تصنیف سے ہی۔

حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ر

مینجر الرفیق رنگون

ایک مبارک تجویز

پہلا پرچہ الناظر کا میری نظر سے گذرا مین دیکھتی ہون کہ نئے نئے رسالون کی بھرمار ہو رہی ہی - آے دن اسی فکر اور اسی ذکر مین حامیان تعلیم نسوان کی زندگی گذر رہی ہی - ہمارے ملک مین یہ خیال کچھ ایسا جڑ پکڑ گیا ہی کہ جیون جیون رسالون کی تعداد بڑھے گی تعلیم پھیلتی جائے گی - کیونکہ یہ کاغذ کے ٹکڑے ہر ایک چار دیواری مین بے روک پہونچ سکنے کے مجاز ہون گے اور بی بیان انکو مطالعہ کر کے دنیا کی روشنی سے واقفیت حاصل کرلینگی - لیکن ہاے رونا تو اسکا ہی کہ اتنی پڑھنے والیان ہین کہان ! اور جب انمین پڑھنے کا مادہ نہ ہو تو وہ رسالون سے کیسے مستفید ہوسکتی ہین - اگر ہونگی تو بھی وہی معدودے چند - عام طور سے کیا فائدہ ہوگا کچھ بھی نہین - اسلئے میرا یہ خیال ہی کہ اس رسالہ کا انتظام اس طرح پر ہونا چاہیے کہ اسمین ایک حصہ خاص مستورات کی تعلیم کی غرض سے علیحدہ رکھا جاے - اور اسمین چند حصے ہون -

(اول) حروف تہجی سے ابتدا کی جاے تاکہ عام طور پر مستورات اس رسالہ کے پڑھنے کے شوق مین اردو زبان پڑھ لینے پر رفتہ رفتہ قادر ہوجائین -

(دوم) جسمانی صفائی کے لئے ہدایت - جسپر صحت کا مدار ہی -

(سوم) مکان کی آراستگی کس طریقہ سے کرنا اور اسمین صفائی کس طرح رکھنا چاہیے -

(چہارم) کھانا پکانے کی چند ترکیبین -

(پنجم) پابندی وقت اور امور خانہ داری -

(ششم) مختلف دست کاریون کے واسطے ہدایتین معہ تصاویر - جو

انگریزی کتابون سے بہم پہونچ سکتی ہین اور جنکے معائنہ سے بہت سے فنون اور نمونے حاصل ہو سکتے ہین -

(ہفتم) مستورات کے لئے ورزش کے طریقے مع تصاویر - سوئس ڈریل کی عمدہ کتاب انگریزی مین موجود ہے اور یہ ورزش بآسانی تمام مستورات اپنی چار دیواری کے اندر کر سکتی ہین - اس سے صحت کو بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے - چھوٹی چھوٹی بیماریان اور طبیعت کی افسردگی جو ایک جگہ رہنے سے پیدا ہوتی ہے وہ سب اس ورزش سے جاتی رہینگی - اشتہا مین ترقی ہو گی - ہاضمہ درست رہیگا - بیسیون اور باتین ایسی ہین جو رفع ہو جائینگی اور اسکے سوا ایسی معلومات جس سے خاص طور پر مستورات کو دلچسپی ہو وہ بھی درج ہو[۱] -

اسکے سوا کل رسالہ مین اس بات کی شدت سے پابندی ہونا چاہیئے کہ جہان تک ممکن ہو انگریزی الفاظ سے احتراز کیا جائے - انگریزی الفاظ کے بیجا استعمال سے زبان اردو کی خوبی گھٹا دیا ہے عربی - فارسی - اور ترکی الفاظ سے ہم کام کیون نہ لین[۲] ؟ ضرور لین - اور صرف اُسوقت انگریزی لفظ کا استعمال جائز سمجھنا چاہیئے جب ہماری زبان مین کوئی لفظ مطلب کو پورا پورا ادا کرنیکے قابل دستیاب نہ ہو - اسطرح ہماری اپنی زبان مین ایک ایسی جامعیت اور خوبی پیدا ہو جائیگی کہ جسکی نظیر ڈھونڈھے نہ ملیگی -

---

[۱] بچون کی پرورش اور انکی تربیت ایسے مہمات امور مین کہ بغیر اُن کی تعلیم کے عورتون کی تعلیم بالکل ناقص رہیگی غالباً مس فیضی سہواً اس پہلو کو نظر انداز کر گئی ہین لہذا ہم اپنی طرف سے اضافہ کئے دیتے ہین -

[۲] سنسکرت - ہندی اور ہندوستان کی دوسری زبانون، پنجابی - بنگالی - مرہٹی - گجراتی وغیرہ سے بھی ہمین مدد لینا چاہیئے - انگریزی یا دوسری یوروپین زبانون سے صرف ایسے مصطلحات لیے جائین جن کا نعم البدل (ایڈیٹر)

زنانہ حصہ کی قلمی امداد ہم بہنین کسی کسی وقت کرتی رہینگی - ان اغراض سے یہ رسالہ پر ہو تو اپنی نوعیت مین بے نظیر ثابت ہوکر ہادی زمانہ بن جائیگا ورنہ وہی لکیر کے فقیر۔

زہرا رفیضی

ہمنے الناظر کے پہلے نمبر مین یہ سلسلۂ اعانت کی اپیل حضرات ایڈیٹران اخبار و رسائل کی خدمت مین یہ عرض کیا تھا کہ وہ ہمارے متعلق اپنی راے کا اظہار فرماکر ہمین رسالہ مین اصلاح کرنے کا موقع دین تاکہ جو خدمت ملک وقوم کی اس رسالہ کے ذریعہ سے ہم کرنا چاہتے ہین اسمین ہمکو ایک حدتک آسانی ہو۔ ہماری اس درخواست پر ابھی تک کافی توجہ نہین کی گئی۔ اکثر حضرات نے غالباً ابھی اسوجہ سے سکوت اختیار کررکھا ہی کہ دو چار نمبر دیکھ لین تو کچھ لکھین کچھ حضرات نے اگر لکھا بھی ہو تو وہ ہماری نظر سے محض اسوجہ سے نہین گذر سکا کہ اکثر معاصرین نے ہنوز تبادلہ کا پرچہ ہمارے دفتر مین نہین بھیجا ہی۔ معزز ہمعصران (اودھ پنچ لکھنو۔ مشرق گورکھپور۔ یونین گزٹ بریلی۔ اور ہندوستان لاہور) نے جو کچھ لکھا ہی ہم اُن کے واسطے اُنکے مشکور ہین ہم امید کرتے ہین کہ دیگر معزز معاصرین اسطرف توجہ فرمائین گے۔

مگر عام پبلک مین سے اکثر بہی خواہان ملک نے علاوہ بعض ذاتی دوستون کے اپنی راے کا جس طریقہ پر اظہار فرمایا ہی اسکے لئے ہم بدرجۂ غایت ممنون ہین۔ اور انشاء اللہ ان مبارک مشورون سے فائدہ اُٹھائین گے۔ ہم افسوس کرتے ہین کہ جگہ کی قلت کے سبب ہمارے صفحات ہمارے تمام بہی خواہان کی تحریرات سے مزین نہین کئے جاسکے۔ امید ہی کہ ہمارے مہربان جنکی تحریرات ہم چھاپ نہین سکے ہمکو معاف فرمائین گے۔

اسی سلسلہ مین جناب زہرا بیگم فیضی صاحبہ نے مرود (جنجیرہ) سے مضمون مندرجۂ بالا روانہ فرمایا ہی جو اس نمبر مین نہایت شکریہ کے ساتھ اسوجہ سے

درج کیا جاتا ہی کہ اس مضمون مین محض اظہار راے پر اکتفا نہین کی گئی ہی بلکہ ایک مستقل تجویز پیش کی گئی ہی - جناب زہرا بیگم فیضی صاحبہ کی خدمت مین گذارش ہی کہ رسالۂ الناظر مین (جیسا کہ ہمنے اپنے پہلے نمبر مین تمہید مین عرض کیا تھا) صرف ایک ثلث صفحات یعنی کم و بیش ایک جزو مستورات کی دلچسپی کے لئے مخصوص کیا گیا ہی - تاکہ جو تعلیم یافتہ خواتین علمی ذوق رکھتی ہون اُن کے شغل کا سامان مہیا کیا جاوے -

حروف تہجی سے ابتدا کرنا اس بڑے کام کو اپنے سر لینا ہی کہ مستورات کو پڑھنا لکھنا بھی الناظر سکھاوے - اور عنوانات جو بیگم صاحبہ نے تحریر فرمائے ہین اُن پر مستقلاً ہر نمبر مین ترتیب کے ساتھ لکھتے رہنا اور گویا اُنکی بیش قیمت تجویز کی مکمل تعمیل اُسوقت ممکن ہوگی جبکہ ہم مستورات کے لئے ایک علحدہ پرچہ شایع کرین اور مستقل نسوانی امداد (ایڈیٹریس) حاصل ہو - ہم ایسے وقت کے منتظر ہین اور اُسوقت انشاء اللہ اُنکی تجاویز پر کامل غور کیا جائیگا -

باوجود اتفاق راے ہمکو افسوس ہی کہ اسوقت ہم صرف اسی قدر کر سکتے ہین کہ مستورات کی ہدایت کے واسطے اسی قسم کے مضامین شایع کرین جیسے کہ وہ فرماتی ہین - پس جو خواتین ہمین اُن عنوانات پر مضامین بھیجین گی جو زہرا بیگم فیضی صاحبہ نے تجویز کئے ہین ہم اُن کے نہایت شکر گذار ہون گے - بہن ناظرہ جنھون نے الناظر کی بالانتظام امداد کا وعدہ کیا ہی اور بیگم صفدر علی صاحب جنکا مضمون آزادی پر اس نمبر مین شایع کیا جاتا ہی اگر اس طرف متوجہ ہون تو ہم بہت ہی ممنون ہون گے - آیندہ پرچہ مین اس قسم کے مضامین کے چند نمونے جو جناب عطیہ بیگم فیضی صاحبہ نے کمال عنایت سے ہمین بھیجے ہین شایع کئے جائین گے - اس مرتبہ بوجہ عدم گنجایش افسوس ہی کہ وہ درج نہ ہو سکے -

ایڈیٹر

خبرین

گوتم بدہ کی خاک

آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس خبر سے نہایت محظوظ ہون گے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ تحقیقات آثار قدیمہ نے حال مین پشاور کے قریب ایک مقام پر گوتم بدہ بانی مذہب بودھ کی خاک دھونڈھ نکالی ہی - آیندہ پرچہ مین انشاء اللہ اسکی مفصل کیفیت شایع کی جاے گی -

مکہ معظمہ مین موٹر

مکہ مین ایک عثمانی کمپنی جسکے حصہ دارون مین شیوخ اور دوسرے سربرآوردہ قبائل عرب شامل ہین اس غرض سے قائم ہوئی ہی کہ جدہ اور مکہ کے درمیان اور طائف اور گردونواح مکہ مین جہان حاجی بکثرت جاتے ہین موٹر کار چلاے - اس کمپنی نے باب عالی سے پچیس برس کے لئے پروانۂ اجازت حاصل کیا ہے - خدا کی قدرت ہی کہ جس ملک مین ابتک بجز اونٹ کے اور کوئی سواری نصیب نہ تھی وہان زمانہ کی ضروریات کی بدولت سائنس کے بناے ہوے دخانی گھوڑے دوڑین گے -

نرسنگ فنڈ

بمبئی کی ڈاکٹری جماعت نے مس کلارک آنجہانی دختر گورنر بمبئی کی یادگار مین ایک نرسنگ فنڈ کھولا ہی جسکے لئے اسوقت تک بارہ ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوچکا ہی - یہ فنڈ لیڈی ڈفرن فنڈ کے ماتحت رہیگا مگر اس کا نام "مس کلارک نرسنگ میموریل فنڈ" ہوگا -

سائنس کی ترقی

حال مین ڈوور (انگلستان) سے کیلیس (فرانس) تک ایک صاحب نے ہوائی جہاز پر سفر کیا - اگر یورپ مین سائنس کی رفتار ترقی اس خیال پر رہی تو وہ زمانہ دور نہین ہی کہ لوگ ریل اور موٹر کو خیرباد کہکر ہوائی جہازون ہی پر سفر کیا کرینگے -

گریمو فون

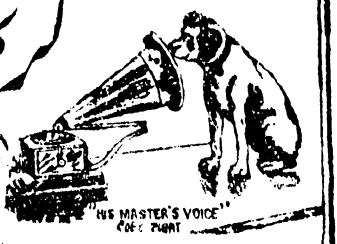

براہ راست

دی گریمو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ ۔ حضرت گنج ۔ لکھنؤ

سے کیوں نہ خریدیے کیجئے۔ جہاں سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے۔

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۲۵ عدد	۱۰ انچہ یکطرفہ	عدد
نمبر ۲ الف	۴۵ للعدد	" " دوطرفہ	"
نمبر ۵	۸۲ عدد	۱۲ " یکطرفہ	"
نمبر ۱۱	۱۱۳ عدد	" " دوطرفہ	للعدد
نمبر ۱۲ مہائر	۲۲۵ عدد	۷ " یکطرفہ	عدد

ہمارے یہاں گریمو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۵ عدد سے لیکر ایکہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملتے ہیں
دیگر متعلقہ اشیا مع سوئیاں کمانیاں ساؤنڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔

گریمو فون سانگ بک ۔ جسمیں تقریباً ۵۵۰ گریمو فون ریکارڈوں کے گانے منہ گویوں کے **ہاف ٹون فوٹو گراف** کے درج ہیں قیمت عدد

فہرستیں حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱ حضرت گنج لکھنؤ

جامیست جہان نمائے ہر صفحہ درین
۱۳۲۷ھ

الناظر

لکھنؤ

نمبر ۳ | یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء | قیمت بقدر قدردانی

فہرست مضامین

		صفحہ
قوت	مرزا سلطان احمد	۱
آب وہوا کا اثر تہذیب وشائستگی پر	ف۔ک	۱۶
قصیدہ (نظم)	احسان علی احسان	۲۰
زنانہ لباس (نظم)	افتخار علی حگر	۲۶
متفرق مضامین (بچونکے لباس۔ بچونکے متعلق چند ہدایات بیمار کا کمرہ۔ شہد)	عطیہ بیگم فیضی	۲۸
تعلیم نسوان	مشیر حسین قدوائی	۳۲
مدرسۂ نسوان	عطیہ بیگم فیضی	۴۹
خبرین		۵۲

اڈیٹران

وصی الحسن علوی۔ بی۔ اے ظفر الملک علوی

بہ ایمائے گرامی جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری لکھنؤ فلاد رملس و مالک رسالہ

مفید عام پریس آرادنگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ میں باہتمام محمد علی طبع ہوا

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر علم و فن کی کتابین عربی فارسی اردو ہندی اور ہر قسم کا کام چھپ سکتا ہے علاوہ کتابوں کے ہر قسم کا کام چھپتا ہے قیمت و میعاد وغیرہ المشتہر محمد یحیی مالک مفید عام پریس لاہور

کوپر کمپنی کا دلایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیئے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے - اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے - تندرستی اور زندگی کے لئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے -

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو بہ عجلت مل سکتا ہے

حضرت گنج - متصل حق مودکمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج

الناس بالباس

فیشن اور قطع کے لحاظ سے جو اطمینان بخش خدمت ہم نے ۱۸۷۶ء سے اسوقت تک کی ہے اُسکی تقویت پر ہم معزز پبلک سے ایک آزمایشی فرمایش کے لئے درخواست کرتے ہین اُسکے بعد ہمارا کام ہی ہماری سفارش کریگا

قطب الدین

مینجنگ پروپرائٹر

پھر پرشش جراحتِ دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوے

دی فونو اسپینج - لکھنؤ - متصل کوتالی چوک

باجھتی فون گراموفون راما گراف اوڈین بیکا چیمبر آپرا

کچھ درد ہے مطربونکی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

وکلا دربیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلو گویون کے تین ہزار دو سو مختلف گانونمین سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب - لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادانہ ہوسکتی ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری دکان کی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید ٹائل کی مشینون اور رنگ برنگ خوشنما فلاور ہارن ملاحظہ فرمایئے -

فونوگراف سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین - ہارمونیم - پیانو - اسٹیل نرنگ گیس لائٹ لمپ کیمیکل کیمس - جاپان میز بیگ - صابن اور ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین -

مینجر دی فونو اسپینج

الناظر

نمبر ۳ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء

قوت

ہر وجود مرئی اور غیر مرئی جیسے اپنے وجود کے اعتبار سے تسلیم کیا جاتا ہی اور اُس سے انکار نہین کیا جاسکتا ایسے ہی ہر ایک وجود کی قوت سے بھی اعراض نہین کیا جا سکتا - جب ایک ذات اور ایک وجود تسلیم کیا جائے گا تو اُسکی قوت بھی تسلیم کرنا ہی پڑے گی -

وجود اور قوتِ وجود مین ایک لاینفک نسبت قایم ہی - جہان وجود پایا جاے گا یا جب کوئی وجود تسلیم کیا جاے گا اُس صورت مین ایک قوت بھی موجود ہوگی اور جہان کسی نہ کسی رنگ مین ایک قوت ہوگی وہان کسی نہ کسی رنگ مین ایک وجود بھی پایا جائیگا -

وجود کیا ہی ایک مظہر قوت -

قوت کیا ہی ؟ ایک سرِ وجود -

وجود کا اصلی مفہوم موجود ہونا ہی خواہ کسی رنگ مین ہو - وجود کے ساتھ قوت بھی کسی نہ کسی رنگ مین پائی جاتی ہی - قوت کی قسمین اقسام وجود کے اعتبار سے

ہوتی ہین - جس قسم کا وجود ہوگا اوسی قسم کی قوت بھی ہوگی -

وجود دو قسم کے ہین -

(الف) وجود مرئی -

(ب) وجود غیر مرئی -

بعض وجود کیا اکثر وجود ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے اور اُن کا احساس کرتے ہین یہ جدا بات ہی کہ ہم مین سے چند فرد ون نے اُنھین نہ دیکھا ہو اور چندنے دیکھا ہو - جو وجود ہمارے مشاہدہ سے نہین گذرے ہوتے ہم اعتباری رنگ مین اُن کا ایسے ہی احساس کرتے ہین جیسے کہ ہم نے خود اپنی آنکھون سے اُنھین دیکھا ہو -

جو وجود نظر سے اوجھل اور غیر مرئی ہین ہم ایسے وجودون اور ایسی ہستیون کا دو جہتون سے اعتراف کرتے ہین -

اس وجہ سے کہ ہم نے کسی نہ کسی رنگ مین ایسے وجودون یا ایسی ہستیون کا ادراک اور احساس کیا ہے -

اس دلیل سے کہ ہم ہی مین سے بعض دیگر مبصرون نے اُنکی ہستی اور اُنکے وجود کا عملی رنگ مین اعتراف کیا ہی -

ان دو طریقون کے علاوہ اور کوئی ایسا چلتا طریقہ نہین ہی کہ جسکے ذریعہ سے کسی وجود یا کسی ہستی غیر مرئی کا ادراک اور احساس کرسکین -

وجود غیر مرئی کے عملیات اور آثار دو طرح سے ظاہر یا عمل پذیر ہوتے ہین -

بذریعہ عمل بلا واسطہ -

بذریعہ عمل با واسطہ -

ہوا کا ہم احساس کرتے ہین لیکن اُسکا وجود دیکھنے مین نہین آتا اور یہ

احساس ہمین بلا واسطہ ہوتا ہی ہوا ہمین براہ راست اپنا احساس کراتی ہی اور ہم مین سے ہر ایک متنفس ایسے احساس پر ایک ذاتی شہادت رکھتا ہی - کوئی فرد اس احساس سے خالی نہین -

جب ہوا چلتی ہی تو ہر شخص اُسکا احساس کرتا ہی کیونکہ ہر شخص کی زندگی کا انحصار اُسی پر ہے - گو ہم ہوا نہین دیکھتے یا نہین دیکھ سکتے لیکن ہوا کی تاثیرات سے متاثر ہوتے اور اُس سے کام لیتے ہین -

اگر کوئی شخص ہم سے یہ کہے کہ چونکہ تم ہوا کو آنکھون سے نہین دیکھتے اس واسطے تمہارے پاس وجود ہوا پر کیا دلیل ہی ؟ تو ہم اس سوال کے جواب، اور وجود ہوا کے اثبات مین یقیناً اسقدر دلائل لاسکین گے کہ اسقدر ثبوت ایک مرئی وجود کے واسطے بھی پیش نہ کرسکین -

بعض ایسی ہستیان یا ایسے وجود بھی ہین جنکا احساس اور ادراک ہم باواسطہ کرتے ہین اور ایسا احساس یا ادراک دو حال سے خالی نہین ہوتا -

(۱) یا تو کوئی درمیانی واسطہ ہمین معلوم ہوتا ہی -

(۲) یا ہم اُس سے لاعلم ہوتے ہین -

ہم بظاہر محض ایک ایسا جسم ہین جس کے کئی ایک پرزے اور حصے ہین - یہ سب پرزے اور حصے گو ایک ہی ڈھانچے سے نسبت اور تعلق رکھتے ہین لیکن پھر بھی ایک دوسرے سے مختلف ہین - اُنکی شکلون - اُن کے افعال - حرکات اور تصرفات مین بہت کچھ فرق ہی سر آنکھ - کان ناک - ہاتھ اور پیرون مین کوئی مشابہت نہین ہی جو کام سر اور ناک سے لیا جاتا ہی وہ آنکھ اور کان سے نہین لیا جاسکتا - جو کام ہاتھ دیتے ہین وہ پیر نہین دیتے یا نہین دے سکتے -

ہمارے جسم کے تین حصے ہین -

(۱) جلد

(۲) اندرونہ جلد

(۳) اندرونہ در اندرونہ

جب ہم جلد سے اندرونہ جلد مین جاتے ہین تو ہمین غدودون اور گوشت یا آلایش گوشت کے سوا اور کوئی مواد دکھائی نہین دیتا۔ جب ہم اس سے بھی آگے جاتے ہین تو چند سرخ وسفید آلایشین اور مواد دیکھتے ہین۔ اگرچہ اُن کا نظام اور نقشہ قریبًا ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتا ہی لیکن نہ تو اُن مین کوئی ایسی خاص بات پائی جاتی ہی جسے ہم سوائے ایک نفیس اور دل چسپ یا لاجواب کاریگری کے کسی اور کمال پر محمول کرسکین اور نہ کوئی ایسا جداگانہ سلسلہ ملتا ہی جو دوسری زندہ مخلوق کے اعضا اور غدودوں کے مقابلہ مین کوئی خصوصیت یا خاص حکمت رکھتا ہو۔ مثلاً گوشت۔ ہڈیان۔ غدودین۔ عضروف۔ اعصاب۔ صفرا۔ بلغم۔ سودا اور خون ہوتا ہی۔ اگر گہری نگاہون سے دیکھین تو اس سب موادمین وہی عفونت وہی غلاظت ہوتی ہی جو ایک بندر اور طوطے کے جسم مین پائی جاتی ہی۔ صرف بڑی چھوٹی ہڈیون کا فرق ہوتا ہی۔

انسانی کمالات کا مدار عموماً دماغ اور دل پر رکھا جاتا ہی لیکن جب ہم دماغ اور دل کی بھی مزید چھان بین اور چیر پھاڑ کرتے ہین تو اس مین بھی وہی پرزے اور وہی جوڑ۔ اعصاب اور آلایش وغیرہ پاتے ہین جو دوسری زندہ مخلوق کے بعض حصون مین ہوتی ہی۔ سر سے لیکر پاؤن تک دیکھتے جاؤ کوئی ایسی خصوصیت نہین ملتی جو کسی خاص حکمت اور کمال کی وجہ ثابت ہوسکے۔

اب دوسرا منظر دیکھو جو کچھ انسان کر رہا ہی اور جو کچھ اُسکی ذات سے مختلف رنگون مین ظہور مین آتا ہی اُس سے ہم کبھی بھی یہ خیال نہین کرسکتے کہ

اس مشت اعصاب یا مشت استخوان کی یہ کارسازیاں ہین کیونکہ جب ہم انسان کا سارا جسم چیر پھاڑ کر دیکھتے ہین تو اس مین سے کوئی بھی ایسی کل یا مشین نہین نکلتی کہ جو ان سب کمالات کی موجب قرار دی جاسکے۔

اگرچہ دماغ متعدد یا مختلف قوتون کا ماخذ قرار دیا گیا ہی لیکن کھوپڑی مین سے بھی ظاہر مین کوئی ایسا مقام نہین ملتا کہ جو ان کمالات اور ان قوتون کا مستقر قرار دیا جاسکے۔ انھین مشکلات مین پھنس کر بعض جلد بازون نے یہ خیال ظاہر کیا ہی کہ در اصل جب تک ترکیب جسمانی ثابت اور قائم رہتی ہی اُسوقت تک انسان سب کچھ کرتا اور کراتا رہتا ہی جس وقت نظام جسمانی مین فرق آجاتا ہی تو سب صورت بگڑ جاتی ہی۔

اس دعوے کے ثبوت مین وہ یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جس عضو مین فرق آجاتا ہی اُس کے افعال اور تصرفات مین بھی فرق آجاتا ہی۔ دماغ کے ماؤف ہونے سے نہ تو حس مشترک صحیح حالت مین رہتی ہی اور نہ حافظہ۔ قدرت نے جس ترکیب اور جس ترتیب سے کام لیا ہی اُس کا ثبات اور قیام افعال انسانی کی صحت اور کمال کا موجب ہی اور اس مین کسی نہ کسی رنگ سے فتور پڑجانا خلل کا ایک پیش خیمہ ہی۔ میری راے مین ان لوگون کا یہ استدلال درست نہین۔

جب انسان سفرِ زندگی ختم کرتا ہی تو اُس وقت دماغ اور دماغ کی کلین اور پرزے قریبًا اُسی حال پر ہوتے ہین جیسے کہ پہلے تھے۔ گو عمل مین نہ سہی ترکیب مین ویسے ہی ہوتے ہین۔ اگر اصول طبابت کی رو سے اُنھین شمار کیا جاے تو اُنمین سے ایک پرزہ بھی کم و بیش نہ ہوگا۔ باوجود اس حالت کے بھی دماغی طاقتین سلب ہوجاتی ہین۔ اب سوال یہ ہوگا کہ وہ کون سی

شے یا کون سی طاقت تھی جو اُس مین سے نکل گئی ہی اور جس کا نکلنا عملاً محسوس ہوتا ہی ان حالات مین یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ کوئی قوت یا کوئی طاقت یا کوئی کشش قالب مین سے ضرور نکل گئی ہی جسکے نہ ہونے سے یہ حالت ہوگئی ہی۔ کیونکہ جب ہر طرح سے نظام جسمانی موجود ہی تو ضرور تھا کہ اُسکی عملی قوت بھی موجود رہتی۔

اگر یہ کہا جاے کہ چونکہ نظام جسم مین ہی فرق آگیا ہی اس واسطے قوت عملی بھی باقی نہین رہی — تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ نظام جسمانی مین کیون فرق آگیا کیون اُسکی عملی طاقتین باقی نہین؟ جواب اس خدشہ کا سواے اسکے اور کیا ہوسکتا ہی کہ اسمین سے ایک اعلیٰ قوت نکل گئی ہی۔

اور اگر یہ کہا جاے کہ جسطرح ایک انجن کے ٹوٹ جانے سے اُسکی رفتار مین فرق آجاتا ہی یا جب اُسمین سے پانی اور آگ نکالی جاے تو اُس مین وہ زور نہین رہتا یا اُس کا زور گھٹ جاتا ہی تو یہ بھی کہا جائیگا کہ نظام جسمانی خون - صفرا - بلغم - اور سودا و حرارت طبعی کے زور سے چل رہا ہی۔ جب ان اخلاط یا اس ترکیب مین فرق آجاتا ہی تو جسم مین بھی فرق آجاتا ہی کیونکہ ایسے اختلال کے وقت ان اخلاط مین سے کوئی خلط بھی باقی نہین رہتی جیسے کہ ایک انجن مین کوئی مواد باقی نہین رہتا۔

میری راے مین باوجود ان سب امور کے تسلیم کر لینے کے بھی ہمارے دعوے مین کوئی کمزوری عاید نہین ہوتی۔ ہم یہ کہین گے کہ ہمارے نظام جسمانی کا نشوونما باصول طبی چند بیرونی مواد کے تابع سمجھا جاتا ہی۔ اگر بیرونی مواد باقی نہ رہے یا اُس مین کسی قسم کا فرق آجاے تو نظام جسمانی مین بھی فرق آنے لگتا ہی اگر ایک زندہ جسم کے واسطے ہوا - گرمی - سردی - اغذیہ و اشربہ کا سامان نہ ہو یا کسی قدر واقعی ضرورت سے کم و بیش ہو تو ان سب صورتون مین جسم مین ایک طرح کا

خلل واقع ہو جائیگا۔ اگر ایک شخص روٹی چھوڑ دے یا کوئی چیز بھوک کے وقت نہ کھائے اور بغیر کسی قسم کے اکل و شرب کے ہی زندہ رہنا چاہے تو یقیناً وہ جان بر نہ ہو سکے گا۔

اس سے یہ پایا گیا کہ بہ ظاہر ہماری زندگی کا مدار چند بیرونی اسباب پر ہی جنکے وقت پر مہیا ہونے سے نظام جسم باقی رہے گا ورنہ اُسمین خلل آجائیگا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ جب انسان سفر زندگی ختم کر لیتا ہی تو کیا اُسوقت اُسکے واسطے اسباب بیرونی یا اسباب زندگی دنیا مین موجود نہین ہوتے یا ضرورت کی صورت مین بآسانی موجود نہین کئے جا سکتے۔ یا وہ محض اسباب زندگی کے فقدان کی وجہ سے دنیا سے سفر کرتا ہی۔

ان تینون مین سے کوئی بات بھی نہین ہی باوجود کثرت اسباب زندگی کے کوئی صورت قیام مزید کی نہین نکلتی۔ اور نہ کوئی چارہ ہی پیش جاتا ہی۔ اس سے پتہ لگا کہ نظام جسمانی کے قیام اور ثبات کے واسطے بیشک اسباب زندگانی کی ضرورت ہی لیکن قیام زندگانی کے لئے کسی اور اعلیٰ طاقت یا اعلیٰ قوت کی ضرورت ہی جو اسباب زندگانی سے الگ ہی۔

ایک انجن ٹوٹ کر درست ہو سکتا ہی اور اُس مین پھر پانی اور آگ بھر کر اُس سے بدستور یا کسی قدر کم و بیش کام لیا جا سکتا ہی لیکن ایک انسانی انجن بگڑ کر درست نہین ہو سکتا۔ باوجودیکہ اُسکے واسطے لوہے کے انجن کے مقابلہ مین ہزارون سامان مہیا اور صدہا تدابیر کی جا سکتی ہین۔

جسم کی حالت اور طاقت تو وہی ہی جس کا اوپر کسی قدر ذکر ہوا ہی۔ اب انسان اپنی جسمانی قوتون سے جسقدر کام لے رہا ہی اُسکی وجہ اور اُسکی حکمت کیا ہی۔ اس سے تو ہم کسی حالت مین بھی انکار نہین کر سکتے کہ ہم ایک اندرونی

مشین سے کام لے رہے ہین اور وہ کل ہمارے بس مین ہوتی بھی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی - ہم بآین ہمہ نہ تو اُسے دیکھتے ہین اور نہ اُس کا مشاہدہ کر سکتے ہین - ہم جو کچھ کر رہے ہین یا جو کچھ ہم سے سرزد ہوتا ہی اُسکے نتائج اور آثار سے ہم واقف ہین اور جس کل یا جس قوت کے ذریعہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہی وہ ایک ایسا درمیانی واسطہ ہے کہ جس کا ہمین ایک عملی رنگ مین علم ہی

بعض وقت ہم اپنی عملی زندگی مین ایسی عملی صورتین بھی دیکھتے ہین کہ جنکا ہم ادراک اور احساس تو کرتے ہین لیکن اُس طاقت اور قوت کی کُنہ سے اب تک لاعلمی ہے جو فی الحقیقت پردۂ غیب مین یہ کام کر رہی ہی ہماری زندگی مین بعض وقت ایسے واقعات بھی پیش آتے ہین کہ اُن کے وقوع سے تو ہم کسی حالت مین بھی انکار نہین کر سکتے لیکن جس ہستی یا جس قوت کے ذریعہ سے اُن کا احساس ہوتا ہی اُس کا یا تو بالکل علم ہی نہین ہوتا اور یا کچھ مبہم سا ہوتا ہی -

ہم اس اصول مسلمہ کی بنا پر کہ کوئی حرکت سوائے محرک کے اور کوئی فعل سوائے فاعل کے واقع نہین ہو سکتا - اس امر سے کبھی بھی انکار نہین کر سکتے کہ چاہے واسطہ کا علم ہو یا نہ ہو اُسکے آثار - اُس کے افعال اُسکی حرکات اور اُسکے تصرفات کسی نہ کسی رنگ مین ہمارے سامنے موجود اور پیش ہوتے ہین اور پھر ایسا واسطہ عموماً ایک قوت کے ماتحت ہوتا ہی - اور وہ قوت ایک وجود سے متعلق ہوتی ہی -

رہی یہ بحث کہ وجود مرئی اور غیر مرئی مین من حیثیت الوجود کیا کچھ فرق ہوتا ہی - یہ ایک ایسا سوال ہی کہ جس کا کسی صورت مین بھی مکمل طور پر جواب نہین دیا جا سکتا - جو وجود یا جو ہستی ہم دیکھتے ہی نہین اُس کی

نسبت یہ کسطرح کہا جاسکتا ہی کہ وہ ایسا یا ایسی ہوتی ہی - ہان کبھی کبھی یہ کہنے کے عادی ہین کہ اُسے ایسا اور ایسا ہونا چاہیئے - مگر یہ سب بالائی یا استقرا ی قیاسات ہون گے - کچھ ضرورت نہین کہ ہم ایسی غیر مرئی ہستیون کے وجود کی تشخیص کی نسبت ایسی بحث چھیڑین - اسی بحث پر اُسکی ہستی کا انحصار نہین ہے اُسکی ہستی جب آثار اور تصرفات سے ثابت ہی تو پھر بالائی بحثون کی کیا ضرورت ہی ایسی تمام بحثین ہمیشہ ایک فساد اور مغالطہ مین ڈالتی ہین - ہر ایک شخص کا قیاس اپنے اپنے اجتہادات اور وجود زیر بحث کے درجہ کے مطابق ہوتا ہی - مثلاً - بت پرستون نے اپنے اپنے دیوتاؤن اور دیویون کے واسطے جو جو خیالی نقشے اور نمونے تجویز کر رکھے ہین اون سب کا مدار صرف چند خیالات پر مبنی ہوتا ہی - جابر بت یا دیوتا کے واسطے ایک مہیب شکل اور ایک مہربان دیوی کے لئے ایک نازک اندام اور خوبصورت شبیہہ تجویز کی جاتی ہی - پری کے واسطے سڈول اور دلفریب جسم اور ایک دیو کے لئے بدقطع اور خوفناک جسم تجویز کیا جاتا ہی -

وجود ایزدی کی بحثون مین بھی بعض وقت بالکل قیاسی اور خیالی امور بیان کئے جاتے ہین جو اُس ذات پاک کے افعال اور قدرتون یا تصرفات سے معرض بحث مین لائے جاتے ہین - ایسی بحثون مین صرف اسی اصول پر تمام امور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہی کہ ہم ایک غیر مرئی ہستی کے معترف ہین اور اُسکے تمام تصرفات افعال اور قدرت کے قائل اُسکی ہستی جیسے سب سے اعلیٰ ہی ویسے ہی اُسکا وجود بھی سب سے اعلیٰ اور ہماری طاقتِ ادراک سے باہر ہی - یہ ایک ایسی مختتم بحث یا مختتم طریقہ ہی کہ اس سے آگے جانا اپنے تئین ایک تہلکہ مین ڈالنا ہے عملی اعتبارات سے ہستی یا وجود کی دو قسمین ہین -

(الف) ہستی قادر عاملہ۔

(ب) ہستی ماتحتی معمولہ۔

اس بنیاد پر قوتون کی بھی دو ہی علمی قسمین ہین۔ قوت قادرہ عاملہ وہ ہی جو اس دنیا مین کل ہستیون کی سردار اور کل قوتون سے فائق ہی۔ قوت ماتحتی معمولہ وہ ہی جو اس قوت قادرہ عاملہ کے ماتحت کام کر رہی ہی۔ قوت قادرہ عاملہ ایک ہی ہی اور قوت ماتحتی معمولہ کی بہت سی قسمین یا نوعین ہین۔

پہلی قسم کی علمی ہستی اور اسکی قوت کا اعتراف ہم نے رفتہ رفتہ ان آثار اور اُن تصرفات عامہ کے مشاہدے اور احساس سے کیا ہی جو ہمارے ارد گرد اور خود ہماری حد ذات مین متواتر واقع اور وارد ہوتے رہتے ہین۔ ہماری اندرونی کش مکش اور جذبات نے فطری الہامات کے ذریعہ سے اس استدلال اور اشتہاد پر باطنی رنگ مین روشنی ڈالی ہی اور ہم نے ان وسائل سے متاثر ہوکر ایک اعلیٰ وجود اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کا ضمیراً اور عملاً اعتراف کیا ہی اور اُسے سب ہستیون اور سب قوتون سے برتر اور اعلیٰ قرار دیا ہی۔

گو ہم اس اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کو ان آنکھون سے نہین دیکھتے لیکن ہمارے وجود مین ہماری آنکھین ہر رنگ مین تماشائے قدرت کر رہی ہین ہم خود بھی ایسی اعلیٰ ہستی اور برتر قوت کے آثار اور کوائف مین سے ہین اور خود ہمارا وجود بھی اُس ذات اقدس کے اثبات کے واسطے ایک زندہ شہادت ہی۔ اس اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ وجود کی قوت اور وجود مین کوئی تباین اور دوئی نہین ہی۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہ سب امور مین کامل واقع ہوئی ہی۔ لیکن اسکے سوا اور جسقدر ہستیان اور قوتین ہین اُن سب مین باعتبار ہستی اور وجود قوت کے فرق ہی یہ فرق بھی بجائے خود اُس وجود اعلیٰ اور ہستی اعلیٰ کی عظمت اور علو کی

محکم دلیل ہی - کسی ہستی اور اُسکی قوت کا ماننا اُس صورت مین ہو سکتا ہی کہ اُن دونون کا اعتراف کیا جاے کیونکہ اسکے سوا چارہ نہین ہی - لیکن اعلیٰ ہستی اور اعلیٰ قوت کا اعتراف ایک ہی رنگ مین یا ایک ہی حد مین کیا جاتا ہی -

انسانی قوت کی عملی یا ضمنی قسمین دو اور بھی ہین -

(الف) جسمانی قوت -

(ب) ذہنی قوت -

جسمانی قوت زندگی اور اسباب زندگی کے تابع ہی ہاتھ مین ایک قوت ہی پیر مین بھی ایک قوت ہی - آنکھ اور کان مین بھی ایک قوت ہی - اعصاب مین بھی ایک قوت ہی - غدود اور غضروف مین بھی ایک قوت ہی - لیکن یہ تمام متفقہ یا منفرد قوتین اُسوقت تک کام نہین دے سکتین جب تک ذہنی قوتین اُن کا ساتھ نہ دین - ایک ہاتھ اُس صورت مین کوئی کام کرنا یا کر سکتا ہی جب ذہنی تحریک یا ذہنی قوت اُس کا ساتھ دیتی ہی - آنکھ تب ہی مشاہدہ کر سکتی ہی - جب ذہن اُسکا مددگار رہو - ہم ہاتھ اُٹھاتے ہین لیکن ذہنی قوت اُسے طرفۃ العین مین روک لیتی ہی - ہاتھ کو خبر تک نہین ہوتی - ذہنی قوت فوراً ایک حرکت کا حکم دیتی ہی کیا مجال کہ ہاتھ انکار کرے - جب ذہنی ارادہ اور ذہنی قوت گشت و خون کی تحریک کرتی ہی تو اس حرکت سے ہاتھ اپنے تئین نہین بچا سکتا - ان حالات مین یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ تمام جسمانی قوتین ذہنی قوتون کے تابع ہین اور تمام جسمانی طاقتین اور جسمانی اعضا ذہنی طاقتون کی کارکن ہین -

ہمارے اعمال اور تصرفات کی دو قسمین ہین -

(الف) عملی -

(ب) خیالی -

ان دونون صورتون کی بنیاد قوت ہی ہی صرف فرق یہ ہی کہ عملی صورتون مین جسم اور ذہن دونون ایک حرکت اور ایک فعل مین شامل ہوتے ہین اور خیالی صورتون مین صرف ذہن ہی کی تحریک ہوتی ہی۔

اخلاقی اور تربیتی مراحل مین سب سے مقدم یہ ہی کہ انسان اپنی قوتون سے باضابطہ کام لے اور سب سے ضروری یہ کہ ذہنی قوتون کا کامل احصار کیا جاے کیونکہ جب تک ذہنی قوتین قابو مین نہ آئین تب تک کامل تربیت میسر نہین آتی - ہاتھ اور پیر رک سکتے ہین لیکن ذہن اور خیال نہین رک سکتا۔

باعتبار تاثیرات کے قوت کی اور بھی دو قسمین ہین -

قوت مظہریہ -

قوت مصدریہ -

قوت مظہریہ سے یہ مراد ہی کہ اپنی ذات مین تو نہ پائی جاے لیکن کسی دوسری ذات کی طرف سے منتقل کی گئی ہو جیسے بجلی کی قوت انسان کے بدن مین منتقل کی جاتی ہی - جب باصول سائنس ایسے مواد خارجی سے کام لیا جاتا ہی تو اس عمل کا نام قوت مظہریہ ہوتا ہی - اس عمل خارجی کے ذریعہ سے جو کچھ کیا اور کرایا جاتا ہی - وہ اپنی ذاتی قوت کا فعل نہین ہوتا بلکہ ایک خارجی قوت کا -

خاص فطنت خاص ذکاوت بھی ایک مظہری طاقت یا ایک مظہری قوت ہی - مذاہب کے مقتداؤن اور ملل صادقہ کے رہنماؤن یا مقتدر اور ممتاز حکیمون کی ذات مین برنگ فیضان الہی یا فیضان وہبی ایسی مظہری طاقتون کا حلول اور ہجوم ہوتا ہی - ان طاقتون کے ذریعہ سے اُنکی طبیعتین مجلّی اور اذہان مزکّی ہوتے ہین - جب ایسی مظہری طاقتین رفع ہو جاتی ہین تو

اُس وقت ایسے لوگون کی وہ حالت نہین رہتی جو ایک ممتاز حالت کہی جاتی ہی۔
جو لوگ مذاہب کے پاک نفس لوگون کی عظمت اور ضرورت سے انکار کرتے ہین اُنکی سب سے پہلی غلطی یہ ہوتی ہی کہ وہ مظہری طاقت اور مصدری قوت مین فرق نہین کرتے یا ان دونون مین فرق کرنہین سکتے ایسے باعظمت اور باخدا لوگ مصدری طاقت سے ایسے کام نہین کرتے جو روحانی کام ہوتے ہین بلکہ مظہری طاقت سے۔

ایک جج یا ایک مجسٹریٹ جو حکم احکام دیتا اور فیصلے کرتا ہی وہ سب کے سب مظہری طاقت کے ماتحت ہوتے ہین جب تک وہ طاقت ایک گورنمنٹ یا ایک بادشاہ یا ایک قانون کے ماتحت اُسے تفویض رہتی ہی تب تک وہ جج یا مجسٹریٹ رہتا ہی جب وہ اختیارات واپس لئے جاتے ہین تو جج و مجسٹریٹ کے اختیارات بھی ساتھ ہی سلب ہوجاتے ہین۔

مصدری طاقت سے وہ طاقت مراد ہی جو بذاتہ باعتبار نظام جسمانی کے انسان کو حاصل ہوتی ہی یا یہ کہ جو قدرت نے اُسکے حصہ مین علیٰ قدر مراتب رکھی ہوتی ہی۔ یہ وہی طاقت ہی جو جسمانی قوتون کے ذریعہ سے مختلف اشکال مین کام کرتی ہی۔

تمام قسم کی معادی۔ معاشی۔ ترقیات کے واسطے یہ جاننا ضروری ہی کہ ہماری ذات مین قدرت نے کون کون سی قوتین رکھی ہین اور ان تمام قوتون کا اعلیٰ قوت قادر و عاملہ سے کیا اور کس حد تک تعلق ہی اور اُس اعلیٰ قوت سے کیونکر اور کس حالت مین مناسب نسبت پیدا کی جاسکتی ہے۔ اور کن اصولون کی ماتحتی مین اپنی ایسی قوتون سے صحت کے ساتھ کام لیا جاسکتا ہی۔ جب تک ہم یہ نہ جانین یا جاننے کی کوشش نکرین تب تک

ہم اُن مراحل اخلاقیہ اور منازل معاشیہ و مراتب معادیہ سے بہ سہولت گذر نہین سکتے جو ہمین اپنی زندگی مین بہ انواع مختلف وقتاً فوقتاً پیش آتے رہتے ہین یا جن کے پیش آنے کا اندیشہ اس سفر زندگی مین خطیر خاطر رہتا ہے۔

اگر جسمانی قوت یا جسمانی قوتین محنت و مشقت مین لگائی جاسکتی ہین اور اُن سے بہ مختلف حیل کام لیا جاسکتا ہی تو کوئی وجہ نہین کہ ذہنی قوتون سے اخلاقی اور ریاضتی امور مین بہ خوش اسلوبی کام نہ لیا جاسکے۔ جو شخص اپنے خیال اور اپنے ارادہ پر قابو اور ضبط رکھتا ہی وہ اُس پہلوان اور اُس شہ زور سے کہین زیادہ زور آور ہے جو جسمانی قوت سے دوسرے پہلوانون کے گرا دینے مین شہرت رکھتا ہی۔

نفسانی طنابین جسمانی قوتون سے قابو مین نہین لائی جاسکتی ہین ان کے قابو مین لانے کے واسطے ذہنی قوتون سے کام لینا چاہیے۔ جو لوگ صرف جسمانی قوتون ہی کے معترف ہین وہ ایک عارضی سلسلہ کی پابندی تو کرتے ہین لیکن جو سلسلہ اس عارضی سلسلہ کی تہ مین موجود کیا گیا ہی۔ اُس سے ناآشنا ہین۔ جو شخص ہمیشہ یہ کہنے کا عادی ہی کہ اُس کا ہاتھ اور اُسکی انگلیان ہی کام کر رہی ہین اُس کا جسم ہی اُسکے واسطے ہر ایک قسم کا ذریعہ ہی وہ ایک عارضی اور فریب وہ خیال مین گرفتار ہو کر اپنی اصلی رفتار اور اصلی جذبات اور قوتون سے بے خبر ہی۔ اگر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرے کہ اُسکا ہاتھ اور اُسکی انگلیان اُسکی آنکھین اور اُسکے کان کسی اور طاقت کے تابع کام کر رہے ہین تو وہ اعتراف کرے گا کہ یہ ظاہری عضو یا پرزے تو ایک ظاہری کارکن ہین اُنکی کارکردگی اور دخل و قبض اُس قوت کے ماتحت

اور اُس طاقت کے زیر فرمان ہی جو بنام نہاد ایک اعلیٰ جذبہ یا اعلیٰ قوت کے انداز سے احکام نافذ کرتی ہی۔

ہم سوائے اس صورت کے اخلاق اور محاسن مین ترقی نہین کرسکتے اور نہ لازمۂ انسانیت پورا کرسکتے ہین جب تک اندرونی اعلیٰ قوتون اور اعلیٰ جذبات کے صحیح استعمال سے نہ واقف ہون۔ ذہنی قوتون کے صحیح استعمالات کا نام ہی انسانیت ہی اور اُس سے آدمی آدمی بنتا ہے۔ فتدبّر۔ سلطان احمد۔

معذرت

جناب اڈیٹر صاحب زادلطفہٗ آپنے اپنے پرچہ مین لکھا ہی کہ مین خواجہ عزیزالدین صاحب کا شاگرد ہون۔ خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین لیکن مین انکا شاگرد نہین۔ مین نہ شاعر ہون نہ مینے کسی شاعر سے اصلاح لی ہی۔ یہ جو کبھی کبھی کچھ موزون کرلیتا ہون یہ شاعری نہین تفریح طبع ہی۔ ۲ر اگست سنہ ۱۹۰۹ء شبلی

ہمین ندامت ہی کہ حضرت خواجہ کا ذکر کرتے ہوے ہمسے یہ غلطی سرزد ہوگئی۔ عذر گناہ بدتر از گناہ ضرور ہی لیکن ہمین جیسے ہی مولانا کا یہ خط ملا ہم نے اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور عفو تقصیر چاہی۔ اصل یہ ہی کہ ایک مدت سے ہم اس غلط فہمی مین مبتلا تھے۔ یہ یاد نہین کہ کب اور کس ذریعہ سے یہ خبر ہم تک پہونچی۔ مگر ہمکو اپنی یاد پر اس درجہ وثوق تھا کہ باوجود بعض مواقع پر اسکی تردید سننے کے بھی یہ خیال ہمارے دل سے نہ نکلا۔ اب جبکہ ہم اپنی غلطی پر آگاہ ہوگئے ہین ہم اپنے بیان کی پبلک مین تردید ضروری جانتے ہین۔ تاکہ دوسرے ہماری تحریر سے دھوکے مین پڑکر اس غلط خیال کو اپنے دلمین جگہ نہ دین۔

عذر خواہ
لطف الملک
ایڈیٹر

آب و ہوا کا اثر تہذیب و شایستگی پر

بہت سے اسباب ایسے ہین جو انسان کے حالات و خیالات پر موثر ہوتے رہتے ہین مثلاً اچھی یا بری تعلیم و تربیت - مراسم ملک و ملت - شخصی و جمہوری حکومت اور رفتار زمانہ وغیرہ - لیکن ایک موثر ایسا بھی ہی جو سب سے قوی تر مگر کل اسباب سے زیادہ دور از کار سمجھا جاتا ہی - گو کہ اسبات سے انکار کرنا مشکل ہی کہ ہر ملک کی آب و ہوا مین ایسی تاثیرات ہوتی ہین جو باشندگان ملک کے طبایع و اخلاق سے گہرا تعلق رکھتے ہین -

جیساکہ افریقہ کے وحشیون کے بارےمین خیال کیا جاتا ہی کہ اُنمین کبھی تہذیب و شایستگی آہی نہین سکتی اسلئے کہ گرم ممالک کے باشندے عموماً موٹے تازے اور قوی الجثہ ہوتے ہین مگر آب و ہوا کی حرارت سے اُنکی طبیعتین بجھی ہوئی اور سست رہتی ہین - اُنمین جنبش و حرکت کے بجاے سکون و راحت اور چستی و چالاکی کے بجاے سستی و کاہلی کی عادتین پراسخ ہوجاتی ہین اور وہ لوگ ہر حال مین تقدیر کا آسرا لگاے بیٹھے رہتے ہین اگرچہ جسمانی اعتبار سے وہ لوگ قوی اور دیوہیکل ہوتے ہین لیکن نفسانی خواہشات اور حیوانی جذبات اُنکے عقل و ادراک پر غالب آجاتے ہین جسکی وجہ سے وہ انسان کے علو مراتب کو بالکل بھولجاتے ہین سانپ بچھو اور کنکر پتھر وغیرہ کو اپنے آپ سے بالاتر خیال کرلیتے ہین - بھوت پریت سے ڈرتے رہتے ہین اور دیوتاؤن کو راضی رکھنے کیلئے سیکڑون لغو طریقے اختیار کرلیتے ہین - اسلئے اُن کے اخلاق و عادات مین آرام طلبی و اوہام پرستی کا عنصر قوی رہتا ہی اور جہالت و وحشت اُنمین ہمیشہ جاری و ساری رہتی ہی - اسکے علاوہ خارجی طور پر بھی آرام و آسایش کے سامان بکثرت اُنکے گرد و پیش رہتے ہین - چونکہ گرم مقامات کی آب و ہوا زمین کی زرخیزی اور زراعت کی سرسبزی کے لئے مفید ہی

اسلئے وہان کے لوگون کو تلاش معاش کی زیادہ زحمت نہین برداشت کرنا پرتی بلکہ فراوانی پیداوار کی وجہ سے تھوڑے سرمایہ مین وہ لوگ باسانی بسر کرلیجاتے ہین آب وہوا کی تازہ بتازہ کیفیتون سے اُنکی طبیعتین کبھی سیر نہین ہوتی ہین اور موسمون کی خوش آیند تبدیلیان اُنکی تندرستی وصحت جسمانی کو ہمیشہ بحال بنائے رکھتی ہین۔ اسوجہ سے وہان کے لوگون کی زندگی ایک حدتک بیفکری وآرام سے گذر جاتی ہی اور ترقی وتہذیب مین کوشش کرنیکا میلان اُنکے طبایع مین بہت کم بلکہ بالکل نہین ہونے پاتا۔ نہ اُنکو حقیقت اشیاء کی دریافت مین غور وفکر کرنا پڑتی ہی اور نہ برق وباد سے کام لینے کی چندان ضرورت پیش آتی ہی۔ ان کے قوای ذہنی ودماغی معطل وبیکار پڑے رہتے ہین اسلئے وہ لوگ فضائل واوصاف انسانی سے محروم رہجاتے ہین اور محض طبیعت کے بندے اور حیوانی خواہشات کے غلام بنے رہتے ہین۔

بخلاف اسکے جو لوگ سرد آب وہوا اور برفانی ملکون مین بود وباش رکھتے ہین اُنکے لئے جہد للحیات کا مرحلہ سخت ودشوار گذار ہوتا ہی۔ انکو اپنی جسمانی حفاظت اور آذوقہ تلاش کرنے سے فرصت ہی نہین ملتی کہ وہ اپنے قوائے عقلی کو کام مین لائین اور تہذیب وتمدن مین حصہ لے سکین۔ اُنکی زندگی تمامتر محنت شاقہ کرتے رہنے مین گذرتی ہی۔ اور راحت واطمینان کے ساتھ انسانی مدارج اعلیٰ حاصل کرنے کا ان بیچارون کو موقعہ نہین ملتا۔ بلکہ ہمیشہ جاڑے کی سختیان جھیلنا اُنکے واسطے عذاب جان ہوجاتا ہی۔

لیکن معتدل مقامات کی آب وہوا اگرچہ گرم ممالک کی طرح پُربہار وسرور انگیز نہین ہوتی کہ بنی نوع انسان کو عیش پرست اور کاہل ومجہول بنادے اور نہ برفانی ملکون کی آب وہوا کیطرح منحوس ومردم آزار ہی کہ وہان رہکے انسانی

زندگی تلخ ہوجاے تاہم اون مقامات کی آب وہوا روح پرور ونشاط افزا ہی جہان اگرچہ سخت محنت کے بغیر راحت وآرام نہین ملتا اور بے ہاتھ پاؤن ہلائے لقمہ منہ مین نہین جاتا لیکن وہان کے لوگون کو محنت کرنے کے بعد آرام وراحت کی قدر بھی خوب ہوتی ہی اور وہ اپنی محنت کا صلہ معقول پاتے ہین - اسیوجہ سے وہ لوگ کام کاج کے عادی ہوجاتے ہین اور اُنمین ہمیشہ جفاکشی مستعدی زندہ دلی اور ہمامہی پائی جاتی ہی - اپنی مدد آپ کرنے مین وہ کسی کمتر درجہ کی مخلوق کے آگے سر جھکانا پسند نہین کرتے بلکہ خود اپنی اور اپنے بنی نوع کی ضروریات وحاجات پورے کرنے کیلئے خداداد ذہانت اور دماغی قابلیتون سے برابر کام لیتے رہتے ہین - بے تار کی پیغام رسانی اور ہوائی جہاز تیار کرنے پر آمادہ ومستعد پائے جاتے ہین - اور تہذیب وشائستگی پھیلانے مین جدوجہد کرنے اور شرافت انسانی حاصل کرنے مین وہی لوگ شہرۂ آفاق ہوتے ہین - سبز مقامات معتدلہ کے باشندون مین آب وہوا کی تازگی سے نئی نئی امنگین اور ولولے پیدا ہوتے رہتے ہین - گرمی وسردی کے جھنجالی موسم جو مدت معینہ تک ٹالے نہین ٹلتے ان لوگون کو کبھی چین سے بیٹھنے نہین دیتے ہین اسی وجہ سے اُنکی زندگی ہمیشہ دوڑ دھوپ مین کٹتی ہی اور موسمی کیفیات سے اُکتا کے وہ لوگ کسی ایسے مشغلہ مین مصروف ومنہمک رہنے پر مجبور رہتے ہین جو انکی راحت ومسرت یا نام آوری کا ذریعہ ہو -

اسلئے معتدل مقامات کے باشندے ملکی وقومی خدمات بجالانے اور فرایض انسانی ادا کرنے سے کبھی غافل نہین ہونے پاتے بلکہ وحشی وغیر مہذب اقوام پر فوقیت اور ناموری حاصل کرتے رہتے ہین - خدا کی دی ہوئی نعمتون سے مستفید ہوتے ہین اور ہمیشہ لطف زندگی اُٹھاتے رہتے ہین - لیکن اسطرح کے

تحریک دینے والے اسباب گرم آب و ہوا مین مفقود ہین جو وہان کے رہنے سہنے والے آدمیون کو محو تماشا نہ بنائے رکھین بلکہ مفید و دلچسپ مشاغل مین مصروف کرتے سول و دماغ سے کام لینے کی جرأت دلاتے اور ہمیشہ انکو نشۂ غفلت سے بیدار کرتے رہین ان وجوہ سے گرم ملکون اور ممالک معتدلہ کی آب و ہوا مین وہی فرق ہوتا ہی جو وحشی و تہذیب یافتہ قومون اور جسمانی و دماغی قوتون یا رسم پرستی و مطالعہ فطرت اور غلامی و آزادی مین پایا جاتا ہی۔

گرم ممالک کا باشندہ گویا کسی امیر گھرانے کا ناز پروردہ ہی جسکے کھانے پہننے کو بافراط ساز و سامان مہیا ہو اور وہ عیش و عشرت مین مبتلا رہنے کی وجہ سے نالایق ذلیل و خوار ہو جائے۔ اسیطرح سے برفانی ملکون کا رہنے والا آدمی ایسا ہوتا ہی جیسے کسی غریب کا لڑکا جسنے آنکھ کھول کے محتاجی و مفلسی کے سوا کچھ نہ دیکھا ہو اور دنیا کے جاہ و حشم اسکے کبھی خواب مین بھی نہ آئین۔ لیکن مقامات معتدلہ کا باشندہ ایک ایسا مولود مسعود ہی جسنے آسودہ حال اور کاروباری لوگون مین نشو و نما پایا ہو اور اسکی ترقی کے لئے وسائل و ذرایع کافی موجود ہون جنسے فائدہ اٹھانے مین وہ ہوشیار اور چست و چالاک نظر آئے۔

ممالک یورپ مین جو چہل پہل نظر آتی ہی اور مختلف علوم و فنون کی اشاعت اور صنعت و تجارت کی جسقدر گرم بازاری ہی اسکے اسباب مین ممکن ہی کہ بڑا حصہ ملکی آب و ہوا کا ہو اور کیا عجب ہی کہ گذشتہ و موجودہ قومون کے اسباب عروج و زوال کو بنظر غایر دیکھنے اور واقعات تاریخی کی چھان بنان کرتے رہنے سے تاثیر آب و ہوا کے متعلق کوئی صحیح راے قائم ہوسکے لیکن زمانے کے لیل و نہار سے پوری طرح واقف ہونا آسان نہین ہی ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

ف۔ ک۔ از حیدر آباد دکن

قصیدہ

چمن مین گو پسِ خزان بہار آئی بار ہا
پر اب کی رنگ اور کچھ یہ دور ہی دکھا رہا

زمین کا راز دلبری جواب تک چھپا رہا
وہ دیکھئے کنارِ جو نیا ستم ہی ڈھا رہا

کہ بن کے سبزۂ ارم ہی آج لہلہا رہا

بنفشہ یاسمین سمن شقائق اور نسترن
ہر ایک زادہ چمن پھبن مین غیرت وثن

وثن وہ حور پیرہن صفا سے جسکے جملہ تن
جہان ہو خلد کا چمن یہ وہ چمن جو بے سخن

بحکم رب ذوالمنن سدا بہار رہا

گلون کی رنگ و رزیان کھلا رہی ہین گل عجب
کہ پنکھڑی سے پنکھڑی کا چھل رہا بدن ہی اب

بلائے جان ہی اندنون کرشمۂ صبا غضب
شگوفہ دیکھئے نیا ہجوم غنچہ کے سبب

نہ نخل کا نہ شاخ کا نہ برگ کا پتہ رہا

نہ گر جنون کو جوش ہو جنونکی ہی سبک سری
کہ شاہدان بوستان غضب ہین محو دلبری

یہ صورتین پری پری یہ رنگتین ہری ہری
ستم ستم ہین کر رہین بس اُس سے پوچھئے ذری

جو ان کی سیر و دید کا مزا ہی کچھ اٹھا رہا

نوائے طائر چمن لذیذ ہی نوا نہین
کہ آج غیر گلستان کوئی طرب سرا نہین

ارم زمین پہ دیکھ لو ارم کی گو یہ جا نہین
نصیب تھا بہار مین کبھی یہ دن ہوا نہین

کہ شاخ گل پہ نغمہ زن ہزار ہون ہزار ہا

شجر بہ فیض نامیہ سر غرور بر فلک
فلک بجلوۂ شجر گمان برقد ملک

ملک کی سوے رنگ گل نہ اٹھ سکے کبھی پلک
پلک جھپکے کسطرح کہ ارض سے سما تلک

یہ نور شاہد چمن ایک آگ ہی لگا رہا

اُدھر فضائے بوستان قرار دل کی ہی عدو
نگہ مین ہی سما رہا یہ سبزۂ کنار جو

اُدھر ہے رعدہ برق کو چمک دمک مین اک غلو اس ابر کو تو دیکھیے اُمنڈ اُمنڈ کے چار سو
غضب کی ہی بنفشہ گون سیاہیان دکھا رہا

گیا زمان ماہ وے شرابیون مین شور ہی پینگے جام پے بہ پے یہی ہی دور دور ہے
یہ مے ہی وہ لطیف شے روان جسم ہی روح کی بجے ذرا سرود نے مگر ہو دل گداز لے
کہ جوش نشہ مطربو یہ ذوق ہی دکھا رہا

فلک شرف وہ ماہ نو مہ ربیع الاولین ہٹا کے سر سے بے ڈھرک رداگھٹا کی غبزین
بسان شوخ نازنین دکھا کے روے نسترین بغمزہ ہاے جانفزا بعشوہ ہاے دلنشین
نظر فریب حسن کی ہی شوخیان جتا رہا

صدا ہی یہ سروش کی گئی وہ دور کی بدی کہ ہو گا عنقریب باب ظہور نور سرمدی
مبارک اہل دید کو ہو جلوۂ محمدی نہین ہی غیر ذات حق یہ ذات پاک احمدی
خدا یہ اپنے نور کی جھلک ہی خود دکھا رہا

غضب ہین نشہ مین بھرے ثناگران مصطفےٰ اُنگ پر جو ذہن ہی تو شوخیو پہ ہی ذکا
سخنوری مین لطف ہی مذاق عشق سے سوا تلاش شعر تازہ ہی کہ جستجو ہی دلربا
خیال نظم کیا کہون کہان کہان ہی جا رہا

مجھے تو آج کل بھی کل نہ دی فراق یار نے میرا چمن ہی کر دیا خزان میرے بہار نے
یہ زینت کنار دل تو کہو دیا کنار نے کنار کی خطا نہین کہ چشم اشکبار نے
بہا دیا تھا اسقدر کہ اُسمین دم ہی کیا رہا

کہان گیا وہ دل مرا کہ جس سے مجھکو چین تھا وہی میرا ذریعۂ نشاط نشاتین تھا
نگار تھا بہار تھا بغل کی زیب و زین تھا جوان تھا حسین تھا جگر تھا نور عین تھا
اسیلئے ہون اشک خون بہار مین بہا رہا

خزان مین غم تھا جو مجھے وہی ہی اب بہار مین کنار گو ہی جہان جو دل نہین کنار مین

کہان گیا وہ مہ لقا ہون جسکے انتظار مین کبھی تھا ہائے جلوہ گر وہ چشم اشکبار مین
کہ جیسے موج بحر پر قمر ہو جگمگا رہا ؛

شگفت اُسکی تھی مجھے بہار عیسوی کرم وہی نظارہ تھا یہان نگہ کو دید صدارم
چمن کی سیر کو کوئی اٹھائے کسطرح قدم بہار باغ تو مجھے خزان سے کچھ نہین ہے کم
گلون کو دیکھ دیکھ کے غضب ہون خار کھا رہا

جو دل کہلے تو مین کہلون جو مین کہلون بہار ہو بہار ہو تو جشن ہو جشن ہو تو قرار ہو
قرار ہو تو مئے پیون جو مئے پیون خمار ہو خمار مین جو فکر ہو تو شعر آبدار ہو
اس آرزو مین برق وش غضب ہون تلملا رہا

پیون جو مے یہ مے نہ ہو جو خم مین ہے چھلک رہی نگاہ رندزشت ہے جسے طمع سے تک رہی
یہ اُس کے مے گسار کو شکایت آجتک رہی سدا ہے اُسکو کیف مین جنونکی سی بک رہی
نہ کچھ غم حزد رہا نہ کچھ سر حیا رہا ؛

مری شراب صاف ہے یہی سر سخنوری اُسیکے کیف سے رہی دماغ کو سداتری
یہ مے حذا جو دے مجھے ہے اُسکی مہر گستری میرے خمار کی ہے بک رسول کی ثنا گری
مذاق دل مین جب رہا اُسیکے کیف کا رہا

ستم ہے باغ دہر مین بہار کے جب آئین دن حریف کامیاب ہون جوان سے لیکے تا سُن
مرے حواس جمع ہون نہ ہائے دل ہو مطمئن ہے غم کہ کسطرح کرون ثنائے شاہ انس وجن
نہ طبع نکتہ رس رہی نہ ذہن نکتہ زا رہا

دماغ نظم خاک ہو دماغ ہے دماغ سا مزاج وہ نہین رہا جو تھا شگفتہ باغ سا
یہ دل کا اپنے حال ہے کہ بجھ گیا چراغ سا اُٹھا رہا ہون داغ جو نہین وہ داغ داغ سا
سیاہ روزگاریون سے روز سا منا رہا

غم کفاف و بیم غم غم دل و قلق بہم خم کمند صد ستم چم سپہر بد شیم

رم حواس یک قلم دم ملال تازہ دم یم سرشک چشم نم نم مژہ دم الم بہ
ہر ایک سے پرستوہ ہون ہر ایک ہے ستارہا

مری نشاط وعیش سے اب ای فلک تو واغ ہو وہ محکر کرو فور غم سے اب مجھو فراغ ہو
مجھے ہی جبکی آرزو وہی مے و ایاغ ہو خمار یادہ سے کہین جو تر دل و دماغ ہو
رہون ثنا گر نبی کہ جس طرح سدا رہا

زہے نبی حبیب با مام انبیا لقب امیر ہاشمی نسب مربی عجم شہ عرب
بشر کا مایۂ طرب ملک کا واجب الادب وجود خلق کا سبب حبیب حق انیس رب
خدا تھا عاشق نبی وہ عاشق خدا رہا

برائے ناتوان توان بجسم مہروان روان خدیو شہ نشان نشان رسول لامکان مکان
کرم فشان جہان جہان شرف فزا زمان زمان ابتدا نہان نہان بانتہا عیان عیان
وہ مورد عنایت جناب کبریا رہا

بعز مرشد امین بفخر فخر مرسلین حسب مین بادشاہ دین نسب مین پاک گوہرین
فروغ عز اولین عروج قدر آخرین بہین شفیع مذنبین مہین امیر مومنین
عزیز رب عالمین ازل سے وہ سدا رہا

بذات جزو ذات حق بوصف ہم صفات حق شروع کائنات حق حصول مقصدات حق
مرید باثبات حق علیم کل نکات حق سر تعلقات حق در تجلیات حق
نہ اُس سے حق جدا رہا نہ حق سے وہ جدا رہا

جسے کہ مصطفےٰ ملا یہ جانئے خدا ملا ہر ایک سے ہی ہر ایک ملا نہین جدا ملا
جو فرق بھی ذرا ملا وہ کچھ نہین وہ کیا ملا وہ ذات باصفا ملا یہ اُسکا پرتوا ملا
پھر اے خرد بتا ہمین یہ کون تفرقہ رہا

جدھر وہ ہوے جادہ گر گرا سطرف کرو نظر نظر ہو کاسب بصر بصر کہے کہ ہے قمر

تم کو گر ہو یہ خبر خبر کرے کہ یہ بشر بشر ہے اک خدا نگر خدا نگر ہے وہ بشر

جو اپنے دل مین جلوۂ خدا کو ہی دکھا رہا

وہ عرش تختگاہ ہی وہ آسمان جناب ہی صفا مین ماہتاب ہی ضیا مین آفتاب ہی

خزانۂ شہود کا کلید قفل باب ہے خدا کے بارگاہ کا امیر باریاب ہی

جب اُسکو سامنا رہا اُسی سے سامنا رہا

دلائین رابطہ اُسے بہی خالق جلیل سے خدا ہے جانتا اُسے جلیل تر جلیل سے

مصاحب قدیم ہی وہ حق کا ہر دلیل سے ہی فخر اُس کی خادمی یہ پوچھو جبرئیل سے

جو حاضر حضوری خدیو دوسرا رہا

رسول سا رسول ہی عجیب با قبول ہی قریب حق ہی اسقدر جہان مین وئی فضول ہی

توحد اور یگانگی وہان یہی اصول ہی غرضکہ قصہ مختصر بیان سب یہ طول ہی

جو اُسپہ شیفتہ رہا خدا پہ شیفتہ رہا

ازل سے کی وہ حمد حق محمدؐ آپ ہوگیا ملا کے میم محو احد مین احمدؐ آپ ہوگیا

وہ قصد یاد حق ہوا کہ مقصد آپ ہوگیا عبادت خدا جو کی تو معبد آپ ہوگیا

خدا کو پوجتا رہا جو اسکو پوجتا رہا

ممالک قدیر پر جو حکمران ہی تو یہہ ہی ستودہ خسرو زمین و آسمان ہی تو یہ ہی

مشیر دولت خدائی دوجہان ہی تو یہ ہی امور انتظام حق کا رازدان ہی تو یہ ہی

وہ کون سر کبریا ہی اُس سے جو چھپا رہا

ابھی نہین کھلے گا تب یہ مذنبین ہجوم سب دم عتاب ہوئیگا خدا کے سامنے طلب

شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے ہر طرف وہ سب کے سب کوئی نظر نہ آئیگا مگر یہی حبیب رب

وہان بھی ہوگا قہر سے ہر ایک کو بچا رہا

غم نقب جحیم سے چھوڑائے گا یہی نبیؐ عتاب حق کی آگ کو بجھائیگا یہی نبیؐ

معاف جرم مجرمین کرائے گا یہی نبیؐ جنان مین لے کے مومنین کو جائیگا یہی نبیؐ

یہ وہ ہے یان بھی مغفرت جو سبکی چاہتا رہا

مواخذہ سے آخرت کے گر نجات خواہ ہو عتاب کبریا سے وان تلاش گر پناہ ہو

نکالنا جو مغفرت کی اپنی تمکو راہ ہو تو چاہیئے کہ دلمین بس اسی نبیؐ کی چاہ ہو

خدائیے خدا ہے وہ نبیؐ پہ جو فدا رہا

زہے شرف فصیح جو نبیؐ کا مدح خوان ہین کہ در خور شفاعت شفیع عاصیان ہونمین

نہ کیون ثنائے مصطفےٰ امین ہر زمان ہونمین امید وار رحمت خدائے دو جہان ہونمین

یہ آرزو بر آئے گر تو خوف حشر کیا رہا

احسان علی احسان فتحپوری

یک سر و صد گونہ سودائے نہانے داشتم یاد آن روزے کہ من با خود جہانے داشتم

یاد آن روزے کہ دور از ماجراہای جہان ماجرائے با نگار نکتہ دانے داشتم

یاد آن روزے کہ پنہان از حریف بدگمان آشتی ہائے نہان با پاسبانے داشتم

یاد آن روزے کہ دست افشان گذشتم از حرم از غرور آن کہ من ہم آستانے داشتم

خود تو دانی با جہانم تا چہ خواہد بود کار من کہ در آغوش خود جان جہانے داشتم

ہیچ باک از گردش گردون گردانم نہ بود کز زمین کوچہ او آسمانے داشتم

یاد آن روزے کہ از ناکردہ کاری ہای خویش ہم بہ او مے گفتم ار در دہانے داشتم

گرچہ حرفے می نیارستم بدو گستاخ گفت از نگاہ شوق با او داستانے داشتم

یاد آن روزے کہ من از سادہ لوحی ہا خود با عدو می گفتم ار راز نہانے داشتم

شبلیا آن جلوہ نیرنگہا ئے بمبئی

بود تا وقتیکہ من خواب گرانے داشتم

زنانہ لباس

اک سیانے ایک حکمت آفرین نجار نے
کاٹھ کی ہر قسم کی لاکھون بنائین پتلیان

ایک مین اُسنے اگر صندل کی لکڑی صرف کی
دوسری مین سخت شیشم کی کھرادی لکڑیان

الغرض جس شکل جس انداز کی صورت گڑھی
ویسے ہی اعضائے تن نازک بنائے یا گران

بال اگر کالے بنائے کی عطا چشم سیاہ
بال اگر بھورے بنائے شربتی دین پتلیان

آنکھ مین انداز اگر سحر آفرینی کے دیئے
لعل سے خوشرنگ تر بخشے لب معجز بیان

محو خود صناع پہلے اپنی صنعت پر رہا
ہوکے خوش پھر ڈالدی ہر قالب بیجان مین جان

قوتین بخشین اُنھین پھر شامہ اور ناطقہ
سامعہ اور باصرہ دیکر دیئے کام و دہان

عقل دیکر دیدیئے ہر ایک کو ہوش و حواس
ستر پوشی کے اُنھین سمجھائی لطف بیکران

حسن و خوبی سے یہ سارا کام جب طے ہوچکے
اُنکے رہنے کو دیا اُسنے بڑا بھاری مکان

جسکے ہر حصے مین گلشن جسکے ہر دامن مین پھول
جسکے ہر گوشے مین اوصاف کے دریا روان

جسکے ہر بازار مین ہر چیز کے ہر جا پہ ڈھیر
جسکی ہر دوکان پر ہر جنس ارزان و گران

دیکھکر اشیا کی خوبی و نفاست آنکھ سے
ہوگئین مائل علایق پر ہماری پتلیان

گھیرکے بعضون نے چھانٹے اور گھیٹے بعض نے
بعض کو پا جامے بھائے بعض نے لین ساریان

بعض نے پہنے ڈریس اور بعض نے کرتے ازار
بعض نے لین مول با صد شوق سادی صوتیان

الغرض جو وضع جسکو بھاگئی کی اختیار
ہوتے ہوتے فرق بین ہوگیا باہم عیان

مغربی ملبوس کو ہم مغربی کہنے لگے
مشرقی پر مشرقی کا ہو چلا ہمکو گمان

ہمکو یہ غم ہی لباس مغربی پر آج کل
شیفتہ کیون ہو رہی ہین ایشیائی بیویان

آئینے مین غور سے انصاف سے دیکھین ذرا
زلف پر خم پر ہین کب موزون بھد سیل فوپیان

اک قمیص اور اک ڈریس کو وضعداری کیلئے
ہے مناسب چھوڑدین بہر نصیب دیگران

پہلے دیکھین ایشیائی کیسے دلکش ہین لباس
گھینگرے پاجامے زردوزی کی بھاری ساریان

یہ دوپٹے خوشنما خوشرنگ بھاری کام کے
حسن افزا بھی ہین اور شرم وحیا کے پاسبان

مغرب و مشرق کی وضعون مین ہے بعد المشرقین
واہ کیا کہنا کہانسے دفعتہً پہونچے کہان

مغربی خاتونون ہی کو زیب دیتی ہے وہ وضع
بلکہ ہے بیحد ضرورت ایسے کپڑونکی وہان

جس چمن مین ہم ہین اسکا رنگ ہی کچھ اور ہے
حسن وخوبی پر نفاست پر مٹے ہین سب یہان

ایشیای وضع مین دلچسپیان پیدا کرین
شرم کی حد سے نہ باہر ہون مگر دلچسپیان

اے جگر دل سے کرین گر تیرے کہنے پر عمل
دیویون کی طرح پوجی جائین ہندی بیویان

محمد افتخار علی جگر شاگرد امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

از بسکہ طفل بودہ کا آشنا نبود
جورے کہ کردہ است بطور جفا نبود

دل را بہ این فریب تسلی دہم کہ یار
با ما از ان نہ ساخت کہ زود آشنا نبود

آن بزم ناز بسکہ زبیگانہ پر شدہ است
دیدم کہ جائے یک نگہ آشنا نبود

ہر گل متاع خویش بصد ناز میفروخت
گویا بہ باغ بند قبای تو وا نبود

محروم ماندہ ایم ہنوز از شمیم زلف
وین شکوہ از تو بود زباد صبا نبود

نشگفت اگر دل از ہمہ بیگانہ گشتہ است
با ما کہ بود نیز بہ ما آشنا نبود

زاہد بہ وسعت حرم کعبہ ناز داشت
وان جا بہ قدر یک صنمے نیز جا نبود

از بسکہ جادہ ہائے غلط شاہ راہ گشت
بے راہ رفتم از طریق خطا نبود

داغم کہ شبلی از مے و نے بے نصیب ماند
با آن کہ این عزیز ز اہل ریا نبود

علامہ شبلی نعمانی

بچون کے لباس

بچون کے کپڑے کبھی بہت تنگ نہ ہونا چاہیئے۔ بہت سے بچے محض اسوجہ سے روتے اور چیختے ہین کہ اُن کے بازو کسے ہوتے ہین اور اُنکا گلا بہت تنگ ہوتا ہی اور اسیطرح کمر اور پیر بھی۔ ہمارے ہندوستانکی بیہودہ رسم ایک یہ بھی ہی کہ ہم بچون کو بے شمار غیر ضروری زیور سے لاد دیتے ہین اور اُسی کے ساتھ ریشمی زرکار کپڑا پہناتے ہین۔ یہ عادت بالکل نقصان رسان ہی۔ کیونکہ اُنکے اعضا جکڑے رہتے ہین اور اسوجہ سے اُنکے نمو مین کمی واقع ہوتی ہی۔ مختلف اعضا اپنی اپنی جگہ پر آزادی سے ہل نہین سکتے۔ ریشم کا استعمال بچون کے واسطے بالکل بے کار ہی اور صحت کے لحاظ سے تو بالکل ہی مضر ہی۔ خصوصاً رنگین اور پھولدار ریشم کیونکہ وہ روزانہ نہ تو بدلا جا سکتا ہی اور نہ دھویا جا سکتا ہی زری اور گوٹہ سے بچون کے ملائم اور کمزور جلد کو تکلیف ہوتی ہی کھرونچے لگ جاتے ہین اور اُنپر بدنما داغ پڑجاتے ہین اور بچہ ضدی ہوجاتا ہی۔ زیور اور رنگین ریشمی کپڑے یک قلم ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ اکثر رنگون مین زہر شامل ہوتا ہی اور اُس سے کسی نہ کسی حد تک جسم پر اثر پڑتا ہی۔ سب سے عمدہ کپڑا بچون کے واسطے ململ اور تنزیب ہی۔ جنپر بجز ہلکے ہلکے سفید سوتی چکن کے کام کے کچھ کام نہ ہونا چاہیئے۔ اسکے معنی یہ نہین ہین کہ معمولی سستی انگریزی سیل اور ململ کا استعمال کیا جاے۔ ہندوستان کی تنزیب خود ہی بہت نفیس اور قیمتی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک انگریزی ساخت کی چیز کا استعمال بالکل غیر موزون اور بے معنی سا فعل ہی کیونکہ معمولی یورپین اشیا جو ہین عموماً ہندوستان مین ملتی ہین وہ اتنی بھدی اور بدنما ہوتی ہین کہ خود یورپین لوگ اُنکے استعمال سے بھاگتے ہین

ہلوگون کی عادت ہوگئی ہو کہ ہم بنی بنائی چیزین بازار سے لینا پسند کرتے ہین اور اسکو دریافت کرنے کی کوشش نہین کرتے کہ خود ہمارے ملک مین کیا کیا پیدا ہو سکتا ہی۔

یورپ مین لوگ بچون کے کپڑون مین بیحد صرف کرتے ہین اور نفیس سا نفیس لباس بھی عمدہ ململ۔ نازک چکن اور اصلی لیس کا ہوتا ہی۔ ایک چھوٹی سی فراک مین دو یا تین سو روپیے صرف کرنا کچھ بڑی بات نہین سمجھی جاتی۔ مگر اسقدر عمدہ کپڑا یا دستکاری ہمین کبھی یہان بازار مین نہین نصیب ہو سکتی۔ مین وہان خاتونون کو جانتی ہون جنکی نفاست مزاج یہان تک بڑھی ہوئی ہو کہ وہ پیرس سے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے سلی سلائی فراک کی صورت مین بچون کے واسطے منگاتی ہین اور پھر وہین دھلنے کے لئے بھیجتی ہین ہندوستان مین ایسا طرز معاشرت بالکل ہی بیکار اور حماقت کا فعل ہوگا۔ کیونکہ جب تک پورا انتج نہو سکے اس قسم کے کسی فعل کا ارادہ نکرنا چاہیئے۔ ایک ہندوستانی بچہ بازار کی تیار شدہ خراک مین کچھ اچھا نہین دکھائی دیسکتا۔ عمدہ سے عمدہ یورپ کی بنی ہوئی چکن لکھنؤ کی خوبصورت اور نفیس چکن سے کبھی مقابلہ نہین کرسکتی۔ اسوجہ سے اودھ کی خاتونونکو عمدہ چیز حاصل کرنیکیواسطے کہین دور تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہی۔ یہان عمدہ قسم کی ململ اور تنزیب بھی بآسانی مل سکتی ہی۔ اور موسم سرما کے لئے کشمیری فلالین سے زیادہ ملائم اور نفیس فلالین کہان ملیگی۔ اور یہ بچے کے واسطے ایک نہایت ضروری چیز ہی۔

بچون کے پہلے کپڑے ہمیشہ ڈھیلے ڈھالے اور لانبے قطع کرنا چاہیئے اس سے بہت بچت ہو سکتی ہی۔ اگر کوئی خاتون یہ جاننا چاہتی ہین کہ یورپین وضع بچون کے کپڑون مین کیونکر ترک کرنا چاہیئے تو مجھے الناظر کے

ذریعہ سے بتلانے مین کچہ عذر نہ ہوگا۔ ہماری ماؤن نے ہمین کیونکر پہنایا تھا؟

بچون کے متعلق چند ہدایات

جس کمرے مین بچہ رہتا یا سوتا ہو وہان سے روشنی اور ہوا کے نکالنے کی کوشش نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کمرے مین دن کے وقت خوب اچھی طرح روشنی اور ہوا کا اثر رہا ہی تو رات کو نیند بہت زیادہ تفریح دہ ہوگی۔ کبھی بچے کو اُس کمرے مین اکیلا نہ رہنے دو جہان سے آگ تک ہاتھ پہونچ سکے۔

بچون کے ہاتھ مین رنگین کھلونے نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بچے کا پہلا خیال ہر چیز کے چوسنے کی جانب رجوع ہوتا ہی۔ اور رنگ مین زہر ہوتا ہی۔ رنگ دغنی ہونا چاہیئے تاکہ آسانی سے چوسنے اور چاٹنے کیوقت چھوٹ نہ سکے۔ کبھی دوا کی شیشی یا مرہم وغیرہ بچون کے پاس نہ رہنے دو کیونکہ پہلا خیال اُنکا چکھنے کی طرف پیدا ہوتا ہی۔

بچون سے تکرار نکرنا چاہیئے ورنہ وہ جھگڑالو ہو جائین گے۔

بچے کو کبھی روتے اور چیختے ہوے سونے نہ دینا چاہیئے۔ پہلے اُس کا سبب دریافت کرو۔ کیونکہ ایک تندرست بچے کے رونے وغیرہ کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی۔ پھر اُسکو دور کرنے کی کوشش کرو۔ کبھی کسی بچے کو مجبوراً کوئی چیز نہ کھلاؤ اگر وہ خود نہین خواہشمند ہی۔ معدہ کو تھوڑا سا آرام فائدہ مند ہی۔

کبھی کسی بچے کو ہر وقت منھ نہ چلاتے دو۔ خواہ وہ بسکٹ وغیرہ کی قسم کی چیز ہی کیون نہ کھاتا ہو۔ ہمیشہ کھانے کا وقت مقرر کرنا چاہیئے۔

کبھی بغیر جوش کیا ہوا پانی یا دودھ بچون کو مت دو۔ جوش سے سب نقصانات رفع ہو جاتے ہین۔ کبھی نوکدار پن یا بٹن یا بروچ بچون کے کپڑون مین مت لگاؤ۔ ایسی سخت چیزین مضر اور تکلیف دہ ہوتی ہین۔

کبھی بچہ پر زکردن کیطرح حکومت نکرو - نہ اُسے خوشی کا ایک آلہ سمجھو اور نہ اُسے کوئی مصیبت سمجھو - بلکہ ایک غیر فانی روح سمجھو جسکو تم چاہو تو اچھا بنا سکتے ہو اور چاہو بُرا -

بیمار کا کمرہ

گرمی کے موسم میں ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بیمار کا کمرہ تر و تازہ رہے - کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رکھنا چاہیئے اور بھیگا ہوا کپڑا پردہ کی شکل میں پڑا رہنا چاہیئے بھیگا ہوا کپڑا گرمی کو جذب کر لیتا ہے اور حدت کو بہت کم کر دیتا ہے اور اُسکی ٹھنڈک سے گرمی بہت زیادہ قابل برداشت ہو جاتی ہے - اس طریقہ پر عمل کرنے سے مریض کو بہت زیادہ تفریح ہوتی ہے -

شہد

اصلی اور تازہ شہد ہمیشہ ساتھ رکھنا چاہیئے - یہ بہت عمدہ کارآمد دوا ہے - پھیپھڑے اور گلے کی بیماریوں کے لئے خصوصاً بہت مفید ہے - اور مچھلی کے تیل کے بجائے بہت استعمال کیا جاتا ہے - اگر بچے مٹھائی کے خواہشمند ہیں تو اُنکو شہد دو - وہ بہت آسانی سے ہضم ہو سکتا ہے -

شہد ایک قسم کی کشید کی ہوئی غذا ہے - اس سے لس لساہٹ اور شیرینی کے اجزا بہم پہونچتے ہیں جو جسم میں حرارت پہونچاتے اور قوت دیتے ہیں شہد ایک قسم کی ملین ہے اور کسی قدر مسکن ہوتا ہے - اکثر نزلہ و زکام میں مفید پڑتا ہے

عطیہ بیگم فیضی

مضامین مندرجۂ بالا متفرق اور مختصر نمونہ ہیں اون مضامین کے جو مستورات کے لئے مفید اور کارآمد ہوں گے - اسی قسم کے مضامین اگر دوسری خواتین بھی الناظر کے لئے تحریر فرمائیں تو ہم نہایت شکریہ کیساتھ شایع کرینگے - یہ اصل میں انگریزی میں لکھے گئے تھے ترجمہ ہمارے دفتر میں ہوا ہے -

ایڈیٹر

تعلیم نسوان

ہمارے ملک مین منجملہ دیگر پیش پا افتادہ وغیر فیصل شدہ مسائل کے ایک اہم مسئلہ تعلیم نسوان ہی - اس امر پر قریب قریب سب لوگ متفق ہین کہ تعلیم نسوان ایک ضروری چیز ہی اور کچھ نہ کچھ انتظام مستورات کی تعلیم کا ضرور ہونا چاہیئے - مگر جو امور اس مسئلہ سے متعلق قابل غور وتصفیہ ہین یہ ہین کہ کس قسم کی تعلیم عورتون کی ہونا چاہیئے - کن ذرایع سے اور کیسے مقامات پر -

ہندوستان کا ایک معرکتہ الآرا رواج - پردہ - تعلیم نسوان سے اسدرجہ متعلق ہی کہ مسئلہ تعلیم اسکے باعث سے نہایت پیچیدہ اور مختلف فیہ ہوگیا ہی -

پردہ کے متعلق بلا لحاظ اسکے کہ مجھے لوگ قیانوسی خیالات کا آدمی سمجھین یا یورپ کی تعلیم کا ناقدردان اور اس سے فائدہ نہ اُٹھانے والا کہین مین صاف طور پر کہتا ہون کہ ہندوستان کی عورتون کیلئے - نہین کل ایشیائی عورتون کے لئے - بلکہ کل دنیا کی عورتون کے لئے حیا سے بڑھکر دنیا کی کوئی چیز قیمتی نہین - پردہ اُسی حیا وحجاب کی ایک مجسم شبیہ ہی جو عورتون کا قدرتی اور اصلی زیور ہی - حیا کا حد ضرورت سے متجاوز ہو جانا اُس سے کہین بہتر ہی کہ کسی عورت مین بیحیائی کی ادنیٰ سی جھلک بھی پائی جاے -

شارع اسلام نے پردہ کی ترویج سے معاشرت انسانی مین ایک نہایت قابل قدر اصلاح کردی -

مرد وعورت کے آزادانہ اور بے روک تعلقات جو امریکہ نے جاری کئے اور اب یورپ کا بڑا حصہ حتیٰ کہ بدقسمتی سے وضع کا سخت پابند انگلستان بھی زنانہ کے ہاتھون مجبور ہوکر اختیار کرتا جاتا ہی خانگی ومعاشرتی خوشی وانبساط

(سوشل ہینس) کے لئے مفید نہین ہوسکتے۔ رشک اور شکوک۔ رقابت اور حقوق باہمی کے متعلق اختلافات انکا فطری اور لازمی نتیجہ ہین۔

امریکہ اپنے نئے جوشمین اس بے اعتدالی پر پہونچ گیا ہی کہ وہان کے اکثر اخبارون مین اس مسئلہ پر بحث ہوتی ہی کہ عقد عارضی ہونا چاہیئے نہ کہ مستقل۔ یعنی ایک معدود متعین وقت آزمائش کے طور پر رکھا جایا کرے۔ اور اگر اس عرصہ مین یہ ثابت ہوجاے کہ زن وشوہر اچھی طرح پر اتفاق کے ساتھ بسر کرسکین گے تو اُس مدت مین توسیع کردیجاے ورنہ زن وشوہر کے باہمی تعلقات منقطع ہوجائین۔ ایشیائیون کے نزدیک یہ انتہائے بے حجابی ہی۔

جاپان یا برہما کے سوا جنمین سے کوئی بھی ایشیای تہذیب کا معیار نہین قرار دیا جا سکتا تمام ایشیای اقوام نے عورت و مرد کو ہمیشہ جدا جدا کامون کے لئے رکھا۔ قدیم ہندوستان کے مرد وعورت اُس زمانہ مین جبکہ یورپ کے باشندے پتون سے ستر پوشی کرتے اور غارون مین مکان بناکر رہتے تھے جبکہ ایشیا وافریقہ مین ایران ومصر کے سوا کہین تہذیب وشایستگی کا نام نہ تھا اپنے اپنے جداگانہ کام رکھتے تھے۔ مرد اگر دنیا کو فلسفیانہ خیالات اور ہیئت وہندسہ کی تحقیقات سے مالا مال بناتے تھے تو عورتین اپنے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ رسم حیا سے ہندوستان کو حسن اخلاق کے مجسم دیوتا۔ گوتم بدھ۔ کے لئے تیار کررہی تھین۔ راجپوتون نے عورت کی چاہے جسقدر ناقدری کی ہو مگر ہندو مذہب نے اُسے اپنے معبدگاہ (پانتھیون) مین نہایت ممتاز جگہ دی تھی۔ تمام ایشیا نے عورت کو ہمیشہ ایسی نگاہ سے دیکھا ہی جسمین گو یوروپ کی سی ظاہری عظمت نہ تھی مگر ایک نازک لگاوٹ اور پاکیزہ حرمت ضرور تھی۔ ایشیائی مرد عورت کو چاہے اپنے داہنے ہاتھ پر جگہ نہ دے مگر اپنے دل مین ضرور ایک گوشہ اُسکے لئے خالی رکھتا ہی۔ اور کوئی دقیقہ اُسکی عزت

وناموس کو برقرار رکھنے کیلئے اُٹھا نہین رکھتا۔ تاریخ بینون پر مخفی نہین کہ کسقدر ایشیائی حکمرانون نے کیسی کیسی سلطنتین عورتون پر نثار کردی ہین۔ دنیا کی مشہور ترین و پاکیزہ ترین عمارت تاج محل آگرہ اپنے بے داغ سنگ مرمر سے ایک دیمشان بادشاہ کی بے لوث حرمت والفت نسوانی کی زندہ نشانی بنی ہوئی ہے۔ یورپ اور ایشیا کی توہین اُس سے عبرت وسبق حاصل کرتی ہین۔ تاج محل جسطرح دنیا کی لاثانی عمارت ہی اُسی طرح وہ بے نظیر اور موزون ترین نشانی حرمت نسوانی کی ہی۔ تاج محل کی ہر ہر چیز۔ اُسکا ہر ہر جزو بتاتا ہی کہ اُسے ایک عورت کی یادگار مین ایک صاحب دل نے بنایا ہی۔ سوا ایک ایشیائی بادشاہ کے اس عمارت کو کوئی نہ بنوا سکتا تھا۔ نہ کسی غیر ایشیائی کے دلمین ایسا الفت کا جوش ہو سکتا تھا جو اسطرح ہر ہر ستون و کلکاری انداز ساخت سے ظاہر ہو ایشیائی مرد عورت کو بائین جانب اسوجہ سے جگہ دیتا ہی کہ مملکت جسم انسانی کا بادشاہ یعنی دل بائین طرف اپنی کشتگاہ رکھتا ہی۔ وہ عورت کو اپنے دل کے قریب رکھنا چاہتا ہی اور اپنا داہنا ہاتھ اُسکی عزت و ناموس کو نا جائز حملون سے بچانیکے لئے تلوار چلانے کیواسطے آزاد رکھنا چاہتا ہی۔ کیا کوئی باشندۂ ایشیا عورتون کی اسطرح بے حرمتی ہونے کا روادار ہو سکتا ہی جیسی یورپ مین علانیہ ہر ریسٹران۔ قہوہ خانہ یا ئی۔ دم مین روزانہ ہوتی رہتی ہی۔ جہان ناموس فروش مالک دوکان چُن چُن کر حسین چہرے کرایہ محض اس غرض سے جمع کرتے ہین کہ اُن کے حسن کی کشش دولتمند اور خوش باش طبقہ کے لوگون کو اُن کی دوکان پر کھینچ لاوے اور وہ بدطینتی اور خودغرضی کی شبیہ مجسم اونھین متاع حسن کی خریداری کی لالچ دیکر اُن کے بھرے کیسون کو خالی کرائین اور اپنی جیبین بھرین۔ کیا ایشیا کا کوئی شخص اپنی بی بی کو صرف اس لئے بتیس سنگار کرتے اور حسن افزا پوشاک پہنتے دیکھکر خوش ہوگا کہ شام کے ناچ مین تمام جلسہ کی ہوسناک نگاہین اُسی پر پڑین؟ کیا ایشیا کے والدین اس بے حیائی کو قبول

کرین گے کہ وہ اپنی لڑکیون کو ایسے جوشیلے نوجوانون کے (یکے بعد دیگرے) اختیار مین چھوڑ دین جو فخریا اپنے کو سوشل بٹر فلائی (جو پھولون کا رس چوستی پھرتی ہی) کہین؟

غرضکہ یوروپ و ایشیا مین ہمیشہ عورتون کے متعلق خیالات اور برتاؤ مین فرق رہا ہی اور میرے خیال مین ہمکو اب بھی یہ امتیاز قائم رکھنا چاہیے۔

میری اس راے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مین ہندوستان کے مروجہ پردہ کا موافق ہون۔ نہین مین ایک حدتک اسکا بہت مخالف ہون۔ گو مین یہ بخوبی جانتا ہون کہ ضرورت قطعی نے رسم پردہ کو رواج دیا اور ہمکو اوس کا اسلیے مشکور بھی ہونا چاہیئے کہ اگر پردہ کا رواج اسقدر شدت کے ساتھ مستحکم نہ ہوگیا ہوتا تو آج جبکہ ہم علم و ہنر مین دنیا کی اور قومون کے مقابلہ مین نہایت پست حالت مین ہین ہماری اخلاقی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوگئی ہوتی۔ مگر ہندوستان کا مروجہ پردہ جو عورتون کی دماغی اور جسمانی صحت خراب اثر کرتا ہی سخت قابل ملامت ضرور ہے۔

کئی صدیون سے ایشیا حالت زوال مین ہے۔ اُسکی عظمت کے آثار روز بروز مٹتے جاتے ہین۔ علم و ہنر تو وہ عرصہ ہوا کھو بیٹھا ہی۔ قوت و ہمت بھی اُسمین اب باقی نہین رہی۔ غرضکہ کچھ بھی نہین رہا۔ باینہمہ ابھی تک ایشیائی شہرون کی گلیون مین لاوارث معصومین کی وہ بارش نہین ہوتی جو مہذب یوروپ کے ہر گلی کوچہ مین ہوتی ہے۔ اور جہان برنارڈو کے سے رحیم المزاج شخصون کی اُن مصیبت زدون کو بے اختیاری کی موت سے بچانے کے لئے جنکی شقی القلب مائین اُنھین اپنی سیہ کاریون اور بداعمالیون کی قربانی چڑھاتی ہین ضرورت ہوتی ہی۔ ہم ابھی اُن شرمناک اعمال سے محفوظ ہین جنکا اعلان یوروپ کے اخبارات کے ذریعہ سے عدالتہاے طلاق کی کارروائیون کے ذیل مین ہوتا ہی۔

ہندوستان کا پردہ اب تھوڑے دنون کا مہمان ہی - جب یہان کے مرد وزن تعلیم سے پوری طرح پر بہرہ اندوز ہوجائین گے اُسکی ضرورت بھی معدوم ہوجائیگی - وہ تشدد کی حالت جواب سے دس پندرہ برس پیشتر تھی باقی نہین اور اسیطرح بتدریج مزید سہولت ہوتی جائیگی - مین اُن لوگون مین ہون جو پردہ کے بتدریج اُٹھنے کے موافق ہین اور اُسمین کسی ہیجانی اور اضطراری اصلاح کے سراسر خلاف - اگر اسوقت ہندوستان سے دفعتہً پردہ اُٹھادیا جائے تو اہل ہند کو نہ صرف معاشرتی مشکلات سے سابقہ پڑجاوے بلکہ ملکی حالت مین بھی ایک غیر مطبوع ہل چل مچ جاوے - مرد جبراً قہراً اپنی بے عزتی تو گوارا کرلیتے ہین لیکن اگر اُنکی عورتون کی بھی اُسیطرح بے حرمتی ہو تو کوئی دن ایسا نہ گذرے گا جو یوروپین اور ہندوستانیون کے درمیان قتل وخون کے واقعات نہ پیش آئین - انھین وجوہ کی بنا پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ بحالت موجودہ ہندوستان مین تعلیم نسوان کا انتظام پردہ کی قیود کے ساتھ اور لڑکون کے مدرسے لڑکون کے مدرسون سے علیحدہ اور دور بنائے جائین - یہ کہ لڑکے اور لڑکیان ایک ہی جگہ تعلیم پائین ایسا خلاف عقل اور ناقابل عمل ہی کہ اسپر کچھ لکھنا بیکار ہوگا - خصوصاً جبکہ امریکہ بھی اُسے روز بروز ترک کرتا جاتا ہی -

ہندوستان مین جن لوگون نے تعلیم نسوان کے لئے مدرسے قائم کرنے کا خیال کیا ہی اُنھین یہ بات ملحوظ رکھنا چاہئے کہ مدرسے اعلیٰ پیمانہ پر ہون - مکان ہوادار - کشادہ اور خوشنما ہو - اُس سے متعلق پارک اور پائین باغ بھی ہو جہان لڑکیان تھوڑی جسمانی ورزش اور دل لگاکر تفریح حاصل کرسکین - اور موجودہ ترقی یافتہ باغبانی وگلکاری مین بھی مصروف رہ سکین - لیکن یہ کل رقبہ چار دیواری سے گھرا ہونا چاہئے اور جنس ذکور کا وہان گذر نہو

ابھی ہندوستانکی حالت اسیکی مقتضی ہی کہ یہان مردون اور عورتون کی دنیا الگ الگ ہو اور خاص دوستون رشتہ دارون اور قرابت مندون کے باہمی تعلقات کو چھوڑکر عام طور پر دونون گروہ اپنے اپنے جنس ہی سے ارتباط و اتحاد پیدا کرین۔

مین اُن لوگون سے بھی متفق نہین جو یہ کہتے ہین کہ لڑکیون اور لڑکون کی تعلیم کا نصاب ایک ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میرے خیال مین دونون کی تعلیم کا مقصد ہی جدا ہی۔ ہر چند کہ میرے اس خیال سے وہ لوگ اتفاق نہ کرین گے جو مغربی ممالک کی ہر چیز کو بہتر اور غلطی سے پاک جانتے ہین لیکن میری یہ قطعی راے ہی کہ مغربی تہذیب نامکمل ہی اور بجاے اسکے کہ ہم آنکھ بند کرکے مغربی تہذیب کے پیرو بن جائین ہمین اپنی تہذیب پر قائم رہنا چاہیئے جو جائز اصلاح ضروری ترمیمات اور مناسب اضافہ سے مغربی تہذیب کے مقابلہ مین زیادہ مکمل اور ہمارے لئے بدرجۂ اولیٰ کارآمد بن سکتی ہی۔ ایشیائی تہذیب مین چند ایسے نادر جواہرات موجود ہین جنپر ذرا سی جلا اور جنکی تھوڑی سی تراش ہو جانیکے بعد اُس کو یوروپ کی تہذیب سے ممتاز و مفتخر بنا دینے کے لئے کافی ہین۔ ایشیائی تہذیب پر یہانکے لوگ کاربند نہین ہین اور مغربی تہذیب پر مغرب کا ہر ادنیٰ و اعلیٰ چلتا ہی۔ اسی لئے دونون جگہ کے باشندون مین فرق ہی۔ ایشیائی اگر اسوقت پسپا ہین تو اُسمین تہذیب کا قصور نہین۔ بلکہ اُنکا اپنا کہ وہ تہذیب کے اصول کی پابندی نہین کرتے ہمکو ایشیائی تہذیب پر عمل کرنیکی ضرورت ہی اور وہ ہمکو فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ کی منزل پر پہونچا دیگی۔ ہم مغربی تہذیب کو قبول کرلینے پر مجبور نہین۔ ہماری ایشیائی تہذیب کی روح مغربی تہذیب کی روح سے زیادہ

پاکیزہ دیر تر ہی۔

بچپنے مین جو کہانیان سننے مین آئین اُنمین سے بعض مین یہ بھی تھا کہ کسی عورت کو ایک دیو نے گرفتار کرکے کسی باغ مین قید کیا اور اُسپر سخت پہرا بٹھایا۔ ایک شاہزادہ کسی طرح اُس عورت تک پہونچتا اور اُس کے مصائب سے متاثر ہوکر اُسکے چھڑانے پر آمادہ ہوجاتا ہی۔ ابتدا مین وہ عورت دیو کی جسامت اور تنومندی کا خیال کرکے شاہزادہ کی جوانی پر ترس کھاتی اور اُسے جسمانی لڑائی کرکے مفت اپنی جان گنوانے سے باز رکھنا چاہتی ہی۔ لیکن جب وہ باہمت نوجوان کسی طرح اسبات پر راضی نہین ہوتا تو وہ اُسکو پتہ دیتی ہی کہ فلان مقام پر ایک پنجرہ مین جو طائر بند ہی اُسی مین اُس دیو کی جان ہی۔ سیکڑون مصیبتین اور تکلیفین اُٹھاکر شاہزادہ اُس مقام پر پہونچتا ہی اور جب وہ اُس طائر کا بازو توڑتا ہی تو دیو کا بازو ٹوٹ جاتا۔ ٹانگ توڑتا ہی تو دیو کی ٹانگ ٹوٹ جاتی حتیٰ کہ جب وہ اُس کا گلا گھونٹتا ہی تو قوی ہیکل دیو کی جان نکل جاتی ہی۔ اُس دیو کی طرح ایشیائی اور مغربی تہذیبون کی بھی ایک ایک جان ہی جنپر دونون کی زندگی کا انحصار ہی۔ ایک کی جان یا روح مذہب مین ہی اور دوسرے کی مادیت (میٹریلزم) مین۔ ایشیائی تہذیب سے مذہب نکال لو تو وہ قالب بے جان ہوجائیگی اور مغربی تہذیب سے مادی کیفیت نکال لو اہل مغرب کو روپیہ سے مستغنی کردو تو مغربی تہذیب فنا ہوجائیگی۔ ایشیائی تہذیب کے احیاء کے لئے اُسکی روح کو تقویت دینا ضروری ہی۔ اور مین یہ چاہتا ہون کہ یہ قوت عورتون کے ذریعہ سے پہونچائی جائے۔ مین یہ بھی نہین کہتا کہ ہم مغربی تہذیب سے لاپروا ہوجاوین۔

اگر یہ ممکن نہین کہ ہم بحیثیت مجموعی ایک ایسی جماعت طیار کرسکین

جو ایشیائی اور مغربی دونون تہذیبون سے باحسن وجوہ متاثر ہوئی ہو۔ تو ہمین یہ چاہیے کہ ہم اپنی جماعت کے دو ٹکڑے کرین۔ ایک ایشیائی تہذیب کے نمونہ پر مذہبی رنگ مین رنگی ہو اور دوسری مغربی تہذیب کے نقش قدم پر چلکر مادیت مین ڈوبی ہو۔ اور دونون جماعتون کو ایک دوسرے کے فائدہ کے لئے ایک مضبوط زنجیر سے جکڑ دین۔ یہ زنجیر دونون جنسون یعنی عورت ومرد کی باہمی معاشرت اتحاد کی زنجیر ہوگی۔

دیکھیے ایشیا کی حالت کیا ہی۔ اُسکو یوروپ کی مادی ترقی سے مقابلہ کرنا ہی اور اسلیے ضرور ہی کہ وہ بھی مادی تہذیب اختیار کرے تاکہ مغرب کو ادسیکے سکہ مین بیباق کرسکے۔ اگر یوروپ سے ایشیا کو مقابلہ نہوتا اگر ایشیا کو یوروپ سے سازگار نہ ہوتا تو ایشیا اپنی ہی تہذیب پر جس کا جزو خاص مذہب ہے قائم رہ سکتا تھا۔ لیکن اب اُسے یوروپ کے ساتھ ساتھ چلنا ہی۔ اُسے نہ صرف اپنی اخلاقی زندگی کو قائم رکھنا ہی بلکہ اپنے جسم کو بھی طاقت دار بنانا ہی۔ اگر وہ جوگیون کی سی روحانی زندگی ہی کی طرف ہمہ تن مصروف رہا تو قبل اسکے کہ اُسکے باشندہ جوگ کی پہلی منزل پر پہونچین مغرب کے درندے جنکے دانت ایک سکنڈ مین ہزار فیر کرنے والی بندوقین اور سیٹ ناک ڈریڈ ناٹس (جنگی آہن پوش) ہین اُسے پھاڑ کر کھا جائین گے۔ تزکیہ نفس ایشیائیون کو مغربی پنجۂ آہن (میلڈ فسٹ) سے نہین بچا سکتا۔ انھین اپنی بقا کے لئے لازم ہی کہ وہ مادی تہذیب کا سبق لینے کو ادب آموزان یوروپ کے سامنے دوزانو ہون جسطرح حال مین جاپان نے کیا ہی۔ مگر یہ شاگردی اُن کو اوستادون کے ہم پلہ ہرگز نہ بنا سکیگی۔ پرانی عظمت کا واپس لانا تو امر محال ہی کیونکہ یوروپ اُس تہذیب مین دو تین صدی ہمسے آگے ہوگیا ہی اور

ابھی تک اوسکی کوششین ساکت ہونیکا معنی سست بھی نہین پڑی ہین - اسلیے ہمکو یوروپ کے مقابلہ اور ہمسری کے لئے ضرور ہی کہ ہم اُسکی شاگردی پر اکتفا نہ کرین بلکہ اپنے قدیم سلحہ خانہ سے بھی کچھ زرہین نکالین - جو ایک طرف ہمین زمانۂ حال کی موافقت کی قوت بخشین اور دوسری طرف اپنا قدم جمانے کی بھی ہمت دین - وہ وقت دنیا کے لئے نہایت مبارک ہوگا جب مشرق و مغرب کی تہذیبین ایک دوسرے مین مدغم ہوجائینگی - جب کالے اور گورے کی لڑائی موقوف ہوجائیگی - جب مرد و عورت باہمی اختلافات و نزاعات کو خیرباد کہکر دنیا کی بہتری کے لئے تقسیم عمل کے اصول پر کاربند ہونگے - یہ یاد رہے کہ ایشیا کو مغربی تہذیب کی خوشہ چینی ہی کرنا نہین ہے بلکہ اپنی تہذیب کو سنبھالنا بھی ہی - اوسکو مذہب اور سائنس دونون سے کام لینا ہی اور اپنے باشندون پر دونون رنگ چڑہانا ہی - ایک طرف اگر مارکونی اور رانگٹن پیدا کرنا ہین تو دوسری طرف بدھ ثانی - مہدی آخرالزمان یا عیسی موعود - اِس مقصد پر نظر رکھکر ہم یہ کرسکتے ہین کہ سائنس کے لئے اپنے آدھے حصہ مردانہ کو نامزد کردین اور مذہب کے لئے اپنے دوسرے نصف یعنی فرقۂ نسوان کو مخصوص - چونکہ میرا مقصد یہ ہی کہ ہماری نئی ایشیائی تہذیب مین مذہب کا رنگ غالب رہے اسلئے مین نے عورتون کو مذہب کے لئے مخصوص کیا ہی کیونکہ قدرت نے دنیا کا رنگ ساز عورت ہی کو مقرر کیا ہی - عورت ہی جس رنگ مین چاہے آئندہ نسل کو رنگ دیتی ہی - سیرگاہ عالم کی تصویر جسمین حضرت انسان بصد شان و شکوہ حکومت کررہی ہین عورت ہی کی نقاشی کا نتیجہ ہی - چونکہ میری یہ خواہش ہی کہ آئندہ تہذیب مین مادیت کا زور دبا رہے انسان کی پیمانۂ حیات غالب نہ ہونے پائے مین نے

مذہبی حصہ کو عورت کے متعلق کیا ہی اور مین تقسیم عمل اس نوع پر تجویز کرتا ہون کہ ہمارے لڑکے تو مغربی علوم اور مغربی تہذیب کی طرف لگائے جاوین اور اُن سے کہا جاے کہ وہ دل توڑ اور انتھک کوشش اُس شعبہ مین ایشیا کا نام بلند کرنے کے لئے کرین اور ہماری لڑکیان مذہب کی طرف رجوع کیجائین کہ وہ لڑکپن کی حالت مین اپنے بھائیون کو مادی تہذیب کے ہیجہ مین جانور ہوجانے سے روکتی رہین۔ اور اپنا نیک اثر ڈالکر حد انسانیت سے اُنکو گذرنے نہ دین۔ نیک اور قناعت پسند بیبیان بنکر وہ اپنے شوہرون کو روپیہ پیدا کرنے والی کل بننے سے باز رکھین اور اپنے جواہرات کے لئے اُنکو ہر وقت فکر معاش ہی مین مصروف نہ رکھین اور مائین بنکر وہ ایسی قوم تیار کرین جسکی قوت پانی یا ہوا پر چلنے والے جنگی جہازون اور خونخوار سپاہ پر منحصر نہ ہو بلکہ مضبوطی طبیعت۔ اتحاد باہمی۔ استقلال اور حسن اخلاق اُسکی طاقت کا اصلی ذریعہ ہون۔ مذہبی مائین قوم کے اخلاق کیلئے قیمتی سرمایہ ہین۔ مبارک ہی وہ قوم جو اسطرح مالدار و مضبوط ہو۔

چونکہ ہم ایسے زمانہ مین پیدا ہوے ہین جسمین مادی ترقی والون کا عروج ہی ہم مجبور ہین کہ اپنے لڑکون کا وقت جہانتک ہو سکے زمانہ حال کی تعلیم مین صرف کرین۔ تاکہ وہ زمانہ موجودہ مین مہذب کہے جانے کے قابل ہوجائین۔ مغرب مادی ترقی مین اسقدر بڑھگیا ہی کہ اگر ہمارے لڑکے اپنا پورا وقت اسی شعبہ مین صرف نہ کرین گے تو وہ ہرگز اہل مغرب کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکین گے۔ اگر ہمکو گداگرون کا گروہ پیدا کرنا ہو تو البتہ ہم اپنے قدیم طریقۂ تعلیم کو قائم رکھ سکتے ہین۔ ورنہ نہین۔ پس ہمکو چاہیئے کہ اپنی جماعت ذکور کا بڑا حصہ مغربی تعلیم کے لئے مخصوص کردین۔ اور ان کا وقت بقدر ضرورت مذہبی و اخلاقی تعلیم کے علاوہ کسی اور طریقہ تعلیم مین جو مغربی تعلیم کے صرف نکرین۔ ہماری ملکی بقا کا مدار اسی پر ہی۔ ہماری قومی زندگی کا انحصار اسی پر ہے۔

جب ہم لڑکون کیطرف سے ایسے مجبور ہوگئے تو اب لازم آیا کہ قوم کی حالت مجموعی مضبوط بنانے کے لیے وہ کمی جو جنس ذکور کی تعلیم مین رکھنا پڑی ہے جنس اناث کے ذریعہ سے پوری کی جاے۔ اور اس مقصد کے لئے جنس اناث کو اعلیٰ مذہبی تعلیم دیجاوے۔ اس طرح لڑکون کی تعلیم کا مقصد عورتون کی تعلیم کی غایت سے الگ ہوگیا اور نصاب تعلیم بھی دونون کا جدا جدا ہونا لازمی ہوگیا۔ نصاب مین کچھ کچھ فرق تو اُسوقت بھی ضروری ہوتا جبکہ مذکور الصدر مجبوری لاحق نہ ہوجاتی۔ کیونکہ عورتون کے لیے بعض چیزون کی تعلیم مخصوص ہے۔ جیسے کہ بعض چیزون کی مردون کے لئے۔ مردون کی تعلیم مین فوجی تعلیم بھی شامل ہے جس سے عورتون کو کچھ واسطہ نہین۔ عورتون کی تعلیم مین امور خانہ داری کی تعلیم ہے جو مرد سے غیر متعلق ہے۔ ایسی حالت مین دونون کا نصاب تعلیم یکسان رکھنا لغو اور مضر ہوگا۔ عورتون کا نصاب تعلیم ہماری راے مین حسب ذیل ہونا چاہیئے۔

۱۔ دینیات کی کتابین کلاسکل زبانون مین اور اخلاق کی کتابین۔

۲۔ مادری زبان اور اُسی زبان مین نظم۔

۳۔ معمولی درجہ تک حساب۔

۴۔ ابتدائی۔ اسکس اور فنون لطیفہ۔

۵۔ حفظان صحت کی کتابین۔

۶۔ ابتدائی جغرافیہ اور تاریخ

۷۔ اخبار بینی و مضمون نگاری۔

۸۔ بہت معمولی انگریزی۔

۱۔ ہندوستان مین یہ کہدینا تو آسان ہے کہ دینیات کی تعلیم دی جاے مگر اُسپر عمل کرنا اسلئے مشکل ہے کہ یہان مذہبون کی کوئی حد و نہایت نہین۔ وہ مذہب

کی تعلیم کا نصاب ایک ہونا چاہئے۔ مجھسے گفتگو آئی تو انھون نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ مردون اور عورتون کو یکسان تعلیم اسلئے دلانا چاہتے ہین کہ دونون جنسون مین اختلاف مذاق نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایک فرقہ کی تعلیم دوسرے سے مختلف ہوئی تو بھائی بہن۔ میان بی بی۔ ماں بیٹے اتحاد و یگانگت سے نہ رہ سکین گے۔ سطحی طور پر یہ خیال بہت صحیح معلوم ہوتا ہی لیکن فلسفیانہ اور عمیق نظر سے دیکھئے تو یہ معلوم ہوگا کہ یگانگت یگانگت سے جنسیت رکھتی ہی۔ مقناطیس منفی (نگیٹو میگنٹ) مقناطیس مثبت (پازیٹو میگنٹ) کو کھینچتا ہی۔ اگر دونون مین ایک ہی وصف و خاصیت ہو تو کشش مفقود ہوجاتی ہی۔ یعنی پازیٹو پازیٹو کو اور نگیٹو نگیٹو کو نہین کھینچتا۔ جو عشق و محبت مرد اور عورت مین ہوتا ہی وہ دو مردون یا دو عورتون مین ممکن نہین۔ کیون؟ اسلئے کہ جنس کی یگانگت یگانگت کو بڑھاتی ہی۔ ہم ایک لائق مرد کے معترف اور بعض اوقات معتقد ہوجاتے ہین لیکن ایک پاکیزہ عورت پر دل و جان سے فریفتہ و شیدا ہوجاتے ہین۔ ہم باطنی اُس شخص کی وقعت زیادہ کرتے ہین جو ہم سے بہتر ہو برخلاف اسکے یکسانیت اکثر رقابت پیدا کردیتی ہی۔ مرد و عورت اگر دونون ایک رنگ پر ہین اور ایک ہی طرح کا علم رکھتے ہین تو انمین رقابت کا قوی اندیشہ ہی جیسا کہ امریکہ و یورپ مین ہو رہا ہی۔ لیکن اگر دونون نے اپنی اپنی الگ راہین بھی ہون تو باہم مقابلہ بھی نہ ہوگا اور ایک دوسرے کی عزت بھی کرینگے۔ اس مجوزہ نصاب کو اگر غور سے دیکھئے تو یہ معلوم ہوگا کہ دونون جنسون کی تعلیم مین اجنبیت پیدا ہونیکا اندیشہ باقی نہین ہوتا۔ مردون کی تعلیم کا نصاب بھی قریب قریب اسی رنگ پر ہونا چاہئے۔ صرف فرق یہ ہی کہ عورتون کے لئے اگر ایک شعبہ پر زیادہ زور دیا گیا ہی تو مردون کے لئے دوسرے پر۔ ایک اگر انشاء سیکھے تو دوسرا امیکانکس کی تعلیم پاوے۔ ایک اگر مذہب مین اعلیٰ درجہ کی واقفیت حاصل کرے تو دوسرا سائنس مین۔ لیکن مذہب اور سائنس کی تعلیم کس قدر فرق کیساتھ

دونون کے لئے لازمی رکھی گئی ہے۔ اس طرح پر ہر دو فرقون کے مذاق مین بھی تناسب رہیگا اُن کے معلومات علمی بھی ایک دوسرے سے بہت جدا نہون گے۔ اور تہذیب وخیالات مین بھی ضد واقع نہوگی۔ قطع نظر اس کے ہمارا مقصود تو ایک نئی تہذیب پیدا کرنا ہے۔ اور یہ بھی ایک نئی نسل کے لئے۔ ہماری آئندہ نسل کے مرد چونکہ دیندار ماؤن کے زیر اثر رہکر تربیت پا چکے ہون گے فطرتاً دیندار بیویون کی قدر کرینگے اور دیندار بہنون سے خواہ مخواہ زیادہ الفت کرینگے۔ عورتون کو مذہبی تعلیم دینے کی غرض یہ ہے کہ ساری خلقت مذہبی اور اخلاق اثر سے مستفیض ہو۔ اور انسان پر مذہبی و اخلاقی رنگ غالب رہے۔ لیکن مین ایک مرتبہ پھر یہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ مذہب سے مراد تعصب مذہبی نہین ہے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ مذہبی تعصب رکھنے والا انسان بدترین انسان ہے۔ کیونکہ دہریت کا سب سے بڑا حامی وہی ہے۔ اور جس مذہب کی پابندی کا اسے دعویٰ ہے اُس کا سب سے قوی دشمن وہ خود ہے۔ اللھم احفظنا

مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ

تاریخ تمدن

بکلس ہسٹری آف سولیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اُردو مرحوم منشی محمد احمد علی صاحب بی اے ایل ایل بی کی بے نظیر قابلیت کا نمونہ

کاغذ اعلیٰ درجہ کا چکنا اور مجلد فی نسخہ عہ
کاغذ اوسط درجہ کا اور مجلد 〃 عہ۴ } محصول ڈاک وویلو ذمہ خریدار
〃 غیر مجلد 〃 عہ

مقامات ذیل سے کتاب ذریعہ ویلیو یا نقد قیمت پر مل سکتی ہے:۔

شاہ محمد خان صاحب کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ۔ دفتر رسالہ الناظر لکھنؤ

مدرسۂ نسوان

تعلیم نسوان اُن دو باتین مسئلون مین سے ہی جنسے ہندوستان کی آیندہ بہبود بہت کچھ متعلق ہی اور بہتون کے نزدیک تو یہ زمانہ حال کا سب سے زیادہ مہتم بالشان مضمون ہی۔ اس مضمون پر بہت زیادہ بحث و مباحثہ ہوتا رہا اور بعض اوقات بہت قابل قدر اور قیمتی رائین بھی دیگئین۔ کسیقدر شور و شغب کے ساتھ جوش و انہماک بھی پیدا ہوا۔ لیکن وہ محض وقتی ثابت ہوا کیونکہ کچھ عرصے کے بعد وہ بالکل جاتا رہا اور کچھ خیال بھی اُسکا نرہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مرض لاعلاج کا لاعلاج رہا۔

چند تجربات بھی اسکے متعلق کئے گئے اور کبھی کبھی ایک زنانہ مدرسہ بھی وجود مین آیا جسکا نصاب تعلیم حمایت الاسلام کے نصاب تک محدود رہا۔

اگر تعلیم کا مقصد کریکٹر (چال چلن۔ عادات و اطوار) کا درست رکھنا ہی۔ اگر تعلیم اسلئے دیجاتی ہی کہ عورتین اچھی بیوی اور ہوشیار ماں بنین۔ ایسی بیوی جسمین اصلی اور سچے زنانہ خصوصیات ہون جو اپنے گھر کی دلدادہ ہو لیکن اسکے ساتھ ہی اُسکی دلچسپی محض اپنے گھر تک محدود نہ ہو بلکہ زندگی کے دوسرے مباحث مین بھی وہ دلچسپی رکھتی ہو۔ جو اپنی زندگی کے مرحلون پر غور کرنے اور گفتگو کرنیکی قابلیت رکھتی ہو۔ جو صرف امتحان پاس شدہ اور نام کے آگے کسی ڈگری کے حروف کا دم چھلا ہی لگائے نہ ہو تو مذکورالصدر قسم کے مدرسے کبھی حسب خواہش نتیجہ نہین پیدا کر سکتے۔

اس مضمون پر جسقدر زیادہ لکھا جائے کم ہی اور اسکے متعلق بہت کچھ کہا بھی جا چکا ہی اسلئے مین پبلک کے روبرو ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم گاہ کا خاکہ جو میری ہی فکر کا نتیجہ ہے بہت مختصر الفاظ مین پیش کرنا چاہتی ہون۔ عملی کارروائی سے متعلق جسقدر تفصیلات ہین وہ کسی دوسرے موقع پر ظاہر کیجائینگی۔

اگر پسند محض میری مرضی پر چھوڑ دیجائے تو مین یہ تجویز کرونگی کہ لازمی طور پر ایسا اسکول ہو جسکے ساتھ دار الاقامہ بھی ہو۔ اسکول یا تو کسی بڑے شہر کے قریب ہو یا کسی ایسے دیہہ مین جہانکی آب وہوا اچھی ہو۔ لیکن غالباً مالی دقتون کی وجہ سے بہت سے خاندان اپنی لڑکیون کو صرف دن مین تعلیم دلانے کیلئے خوشی سے راضی ہونگے۔ اسلئے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ جسقدر بڑا ٹکڑا آراضی کا کسی شہر کے اچھے گوشہ مین مل سکے منتخب کیا جاے۔ اسکول کی عمارت مین ان چیزون کا ہونا ضروری ہی۔

۱۔ بڑے ہوادار روشن کمرے۔

۲۔ لڑکیون اور اُستانیون کیلئے کتبخانے۔ جنمین بہت اچھا انتخاب علم ادب کا ہونا چاہیئے۔

۳۔ ایک نمایش کا کمرہ جسمین طلبا کی بنائی ہوئی اشیار نمایشاً رکھی جاسکین۔

۴۔ ایک ملاقات کا کمرہ۔ آنے جانے والون کی ملاقات کے لئے۔

۵۔ ایک بڑا کمرہ جسمین اگر ضرورت ہو تو اسکول کے متعلق کوئی جلسہ وغیرہ ہوسکے۔

۶۔ ایک بند کمرہ ورزش جسمانی کیلئے۔ اور ایک قطعہ قواعد کے لئے۔

۷۔ زمین کو خوبصورت باغ کی صورت مین طیار کرنا چاہیئے اور ورزشی کھیلونکے لئے ایک حصہ مخصوص کردینا چاہیئے۔

۸۔ اس سے جداگانہ ایک عمارت دار الاقامہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ ہر لڑکی کو جسکی عمر آٹھ برس سے زائد ہو ایک جداگانہ کمرہ دیا جائے۔ ورنہ دو یا چار ایک بڑے کمرے مین رہ سکتی ہین۔ اس عمارت مین کم سے کم تیس طلبا اور ایک اتالیق کے رہنے کی گنجایش ہو۔

کل عمارتین حفظان صحت کے موجودہ یورپین طریقونکے بالکل مطابق ہون لیکن ایسی کہ جو ہندوستانی ضروریات کی پوری طرح پر کفیل ہوسکین۔

اور یہ دونو باتین نہایت خوبصورتی اور مناسبت کے ساتھ بآسانی حاصل ہوسکتی

ہین مکان کی آراستگی بھی اسیطرح پر ہونی چاہئے۔ اگر عمارت قدیم اسلامی طریقہ پر بنے اور مشرقی سامان آرایش سے آراستہ کیجاے تو یوروپین وضع و قطع کا اور ہمن کہین لگاؤ بھی معلوم نہو۔ اور ہر چیز مین سادگی بدرجۂ غایت ملحوظ رہنا چاہیئے۔

نصاب تعلیم مین اردو فارسی۔ انگریزی زبانین لازمی ہونا چاہئے اور دوسرے مضامین مذہبی تعلیم۔ اصول اخلاق۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ ریاضیات۔ سائنس مقامی زبان۔ مصوری۔ موسیقی۔ انتظام خانہ داری۔ اصول صحت۔ کھانا پکانا ورزش جسمانی اور سوئی کے کام ہون۔

بہت سا وقت آداب مجلس کے سکھانے مین صرف کرنا چاہیئے۔ یعنی یہ کہ مہمانون کی کیونکر مدارات کرنی چاہیئے اور محفلونمین کیا کھر رکھاؤ اختیار کرنا چاہیئے۔ گفتگو کیلئے کون سے مضامین منتخب کرنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ اور اس درس کی تکمیل پانچ یا چھ برس مین یعنے تخمیناً چھ سے لیکر بارہ برس کی عمر تک کیجا سکتی ہی۔

اس سے زیادہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم کیلئے دوسرا نصاب ہو جسمین فرانسیسی علم الاخلاق علم النفس۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ اصول صحت۔ نقاشی۔ علم قیافہ۔ موسیقی۔ اور جسمانی قونون کے متعلق تعلیم ہو۔ ان مضامین مین سے انتخاب کرکے ایک درس تین سال کی تعلیم کیلئے طیار ہوسکتا ہی۔ مثلاً موسیقی۔ نقاشی۔ فرانسیسی۔ تاریخ اور جسمانی قونون کی تعلیم کا ایک اچھا درس ہوسکتا ہی۔ بقیہ مضامین کی تعلیم سولہ برس کی عمر کے بعد دو تین برس تک اور ہوسکتی ہی۔

مدرسہ اور دارالاقامۃ کی عمارتین اس ترکیب سے بنائی اور آراستہ کیجائین۔ کہ وہ تمام ضروریات جو مذکور الصدر مضامین سے متعلق ہون باحسن وجوہ پوری ہوسکین اور لڑکیان اعلیٰ تعلیم پاکر گھر کی زندگی کے ناقابل نہ بنجائین۔ اور اس آخری مقصد کے حصول کیلئے باری باری سے ان لڑکیون سے وہان کا انتظام خانہ داری کرایا جاے۔

(اصل مضمون انگریزی مین تھا دفتر الناظر مین ترجمہ ہوا)

عطیہ بیگم فیضی

خبرین

تجربہ کار ڈاکٹرون کو اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امریکہ کی عورتون مین بچے پیدا کرنیکی جو کمی پائی جاتی ہی وہ قوت نمو کے زوال کے باعث نہین بلکہ اُنکی اپنی ارادی افعال کا نتیجہ ہی۔ اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ تمام دنیا مین یا کم از کم تعلیم یافتہ اور دولتمند فرقون مین کم و بیش بچون کی پیدایش کی کمی محسوس ہو رہی ہی لیکن کوئی وجہ نہین کہ جو خرابی اسقدر عام ہوگئی ہو اُسکے برے ہونیکا اعلان نہ کیا جاوے اس سے بھی انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ کمی نتیجہ ہی اُن بداخلاقیون کا جو خوش حال طبقہ نے حظ نفس کے لئے جائز بنا رکھے ہین۔

امومۃ کے فرایض اگرچہ عورتون پر نہایت اہم ذمہ داریون کا بار ڈالدیتے ہین لیکن یہ ایسا فرض ہی جس سے کوئی عورت (غیر معمولی مزاج اور حالت کو چھوڑکر) اپنی صحت اور اخلاقی حالت کو سخت خطرہ مین ڈالے بغیر احتراز نہین کر سکتی۔ منکوحہ عورتین نا منکوحہ عورتون سے اور اولاد والیان لاولد عورتون سے نسبتاً زیادہ تندرست اور زندہ رہتی ہین۔

دنیا مین جتنے بڑے گذرے ہین اونمین سے بیشتر ایسے تھے جو اپنے والدین کی سب اولادون مین چھوٹے یا کم از کم اونمین کے اکثرون سے چھوٹے تھے۔ مثال کے طور پر چند نام پیش کئے جاتے ہین۔

کالرج اپنے والدین کی تیرہ اولادون مین سب سے چھوٹا تھا۔ واشنگٹن ارونگ گیارہ اولادون مین بلازک تین مین جارج ایلیٹ چار مین نپولین آٹھ مین ڈینیل ویبسٹر سات مین بنجمن فرینکلن سترہ مین ریمبرنڈ چھ مین روبنس سات مین جوشوا رنیالڈس سات مین کارل میریا ویبر نو مین رچرڈ ویگنر سات مین موزارٹ سات مین اور شومان پانچ مین آخری اولاد تھا۔ سر ایڈون لینڈسیر سات اولادون مین پانچوان اور شوبرٹ چودہ مین تیرہوان تھا۔

(نارتھ امریکن ریویو)

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصۂ ملک مین مشہور ہین

عرق میرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول ماء - جاذب طوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عدد

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی - مثانہ اور گردہ کی بیماریون مین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہو سکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۲ر ۳ گولیان

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال - کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ گولیون مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کر دیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عدد

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع - چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہو سکتا ہی - ہیچم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب ادویات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عدد

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح
مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت
دیتا ہے ۳ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ ۵ر
روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھولے
ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاے گا - قیمت
فی تولہ - ۴ر
روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیے - کان کے تمام
امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے -
قیمت ایک تولہ ۴ر دو تولہ ۸ر تین تولہ ۱۲ر پانچ تولہ سے ۔

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے
اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ
کر کے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے
اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض انکا چاہے کیسا ہی سخت
اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے
واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ
کی جاسکتی ہین -

ترکیب استعمال - پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصول ڈاک وی پی
ہر صورت مین ذمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و مالک کارخانہ
ائس فلاور اینڈ آئل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - **منیجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی** - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین -

مطبع عام پریس لکھنؤ ۱۳۱۱ھ

بزم ظرافت

ہنستے ہی گھر بستے ہین

بھئی واللہ - قیامت خیز طبیعتین کتنی شوخ و بیقرار ہوتی ہین جنسے دو منٹ نچلا نہین بیٹھا جاتا - ادھر کوئی مزیدار سینری نگاہ سے گذری اور اُدھر دل بچین ہو گیا ایسے ہی زندہ دل حضرات کیلئے کتاب **بزم ظرافت** طیار ہوئی ہے جسکی ہر سطر کشت زعفران ہی -

آسمانی پالی ٹیکس پر مذاق کے پیرایہ مین حکیمانہ رائے قابل دید ہے

سودیشی سبھا نے حضرت امانت کی روح کو بھی کاٹا ہے

نئی گرہست کے شاہنامہ نے فردوسی کی سستی بھلا دی ہے

جو باؤن سراہ مکڑی کی لاش + تو گرز گران سے کردن پاش پاش

فیشنبل خسمہ مین نئی روشنی کا چلتا ہوا جادو کوٹ کر بھرا ہے

ظریفانہ کلام کے انتخاب مین سب سے جداگانہ مزا ہے -

چلبلے ساقی نامون کی بھرمار نے مشان سخن کے نشے ہرن کر دیئے ہین "معاملہ بندی" سلاست زبان اور اسکی بیان نے ہنوز سخنور نکے لئے لئے ہین "سودیشی خالق باری" مین انوکھا نگ نرالا ڈھنگ ہی مختلف پھڑکتی ہوئی نظمونسے سحر خیالونکا فائدہ تنگ

قیمت ۴ر **المشہر "مینجر یونین گزٹ بریلی"**

حضرت عاشق

یہ ایک سچا ناول ہی جسکا ترجمہ اصل (انگریزی) سے قبل شائع ہوا اور خود مصنف کی تصنیف سے ہے حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۴ر

مینجر ارفیق رنگون

دی شاہ ایجنسی

جو گیارہ برس سے اپنا کاروبار بہت دیانتداری سے کر رہی ہی اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور رؤسا سے سرٹیفکٹ حاصل کر چکی ہی -

کمیشن صرف آدھ آنہ روپیہ ہی - اتفاقاً ایک بار فرمایش کیجئے اگر کوئی شے فرمایش کے خلاف ہو تو بلا تامل واپس فرمائیے گا -

لکھنؤ کی مشہور چیزین - مثل عطریات - روغن خوشبو - چٹنی و اچار - مربہ جات - عرقیات - شربت و ادویات یونانی - تمباکو خمیرہ - قوام - گولی مشکی و سادہ - لچکہ گوٹہ و چٹکی - اشیار زردوزی و کارچوبی - چکن فرد لحاف و پلنگ پوش - ظروف مسی و برنجی زیورات نقرئی و طلائی - سادہ و جڑاؤ - میوہا فصلی خرپزہ و انبہ - درختان قلمی انبہ سودیگر اشیار (جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہی جو ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہی) نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی -

قیمت فرمایش کیساتھ آئے ورنہ قیمت طلب بارسال بھیجنے کی اجازت ہو

المشہر

شاہ محمد خان - سلک مرچنٹ - کمیشن ایجنٹ

امین آباد لکھنؤ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافہ ہوے ہین موے مالکا اپنے قدرتی رنگ مین آتا ہی قیمت

بجاے اور طاہون کی ابتدائی حالت مین باٹلیوالا کی بجاے کی دوائی استعمال کیجئے قیمت عمدہ - باٹلیوالا کا کالرا بہترین دوا ہے - قیمت عمدہ

باٹلیوالا کی مقوی گولیان - اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی - قیمت عمدہ - باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایک دن مین اچھا کر دیتا ہی - قیمت ۴

گریمو فون

مخلوف

زیبا

براہ راست

دی گریمو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنو

سے کیون نہ خرید کیجئے - جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے -

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ		قیمت
نمبر الف	۲۵ روپے	۱۰	انچ یکطرفہ	عدد
نمبر ۲ الف	۴۵ روپے	〃	〃 دوطرفہ	〃
نمبر ۵	۸۲ روپے	۱۲	〃 یکطرفہ	〃
نمبر ۱۱	۱۱۲ روپے	〃	〃 دوطرفہ	〃
نمبر ۱۲ میاہر	۲۲۵ روپے	〃	〃 یکطرفہ	〃

ہمارے یہان گریمو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۵ روپے سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیان کمانیان ساونڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے -

گریمو فون سانگ بک جسمین تقریباً ۵۵۰ گریمو فون ریکارڈون کے گانے مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت عہ

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سرکار کمپنی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنو

باٹلبوائی کا سفوف دیسی اور ولایتی دواؤن سے تیار ہوا ہے - سایا اصل اور کاربولک ایسڈ کے اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی بکٹ ۴ عہ

اٹا ۱۱۱ ... جگ ملہ ... ۱۱ کا ۱۱ ۱۱ ۱۱

جامیست جہان نمائے ہر صفحہ درین
۲۷ ۱۳ھ

الناظر

لکھنؤ

نمبر ۴ | یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء عیسوی | قیمت بقدر قدردانی

فہرست

		صفحہ
غزل	غریب الوطن	۱
علم الافلاک۔ تمہید از حکایت السماء	ادیٹر	۱۴
پان ٹیس پائی لیٹ کی بیٹی	محمد سعید صوفی	۲۵
فریاد موذون	حکیم مظفر حسین اظہر دہلوی	۳۲
لائٹ آف حرم	نادر علیخان نادر	۳۵
معاشرت انسانی اور عورتوں کی منزلت	ضیاء الحسن علوی	۳۷
عزت اور عورت	مرزا سلطان احمد	۴۳
خبریں		۵۰

ادیٹران

وصی الحسن علوی۔ بی۔ اے ظفر الملک علوی

بہ ایماے گرامی جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری لکھنؤ فلاور ملز و مالک رسالہ

مفید عام پریس ارادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ میں باہتمام محمد علی طبع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے۔ اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے تندرستی اور زندگی کے لئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت ملسکتا ہے۔

حضرت گنج متصل حق مودکمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج

الناس بالباس

فیشن اور قطع کے لحاظ سے جو اطمینان بخش خدمت ہم نے ۱۸۷۶ء سے اسوقت تک کی ہے اُسکی تقویت پر ہم معزز پبلک سے ایک آزمایشی فرمایش کے لئے درخواست کرتے ہین اُسکے بعد ہمارا کام ہی ہماری سفارش کریگا

قطب الدین

مینجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

دی فونو اسپیچلیج - لکھنؤ - متصل کوتوالی چوک

پاتھی فون گراموفون راما گراف اوڈین بیکا چیمبر آپرا

کچھ درد دیا مطربون کی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

کل اور پیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلو گویئے کے تین ہزار دو سو مختلف گانون مین سے بہتر سے بہتر ریکارڈ کا انتخاب لکھنؤ مین ہر ایک پیر ہی مرکز ہے جہان ہر شہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈ کا مقابلہ اور جانچ اسی مقام پر آزادانہ ہوسکتا ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریدار سے پہلے ہماری دوکان کی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید ٹائل کی مشین اور رنگ برنگ کے خوشنما غلاف ملاحظہ فرمایئے ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین - ہارمونیم - پیانو - اسٹیل ٹرنک گیس لائٹ لمپ کیش بکس - جاپان منی بیگ - صابن اور ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین -

مینجر دی فونو اسپیچلیج

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر علم و فن کی کتابین شائع ہوتی فارسی اردو نگری وغیرہ ورنیکولر ہوسکتی ہین علاوہ کتابون کے ہر قسم کا چھاپہ کتابت کا ہر قسم کا کام بہت جلد اور نہایت عمدہ اور سستا ہوتا ہے - رونیلا وغیرہ - المشتہر محمد علی مالک مفید عام پریس لکھنؤ

الناظر

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-1

نمبر ۴ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

LIBRARY

عزل

دیکھے جی عشق مین ہم چھوڑ چلے اے جرأت
ایک افسانۂ پُر درد زمانے کے لئے

کہتے ہین کہ محبوب کی ادا چاہنے والے کو پیاری معلوم ہوتی ہی۔ جو غمزے اور کرشمے دوسرون کو قابل نفرت معلوم ہون عاشق اُنھین پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتا ہی۔ اغیار کی نظر مین جو خط و خال نقص و عیب مین داخل ہون محبت کرنے والے کو وہی زیبائش حسن کے لئے ضروری معلوم ہوتے ہین۔ چاہنے والا دل کے ہاتھون مجبور ہی۔ اُسکی "چشم بدبین" کو معشوق حسن و جمال کی مجسم تصویر نظر آتا ہی وہ اپنی آنکھون کو کیونکر جھٹلائے۔ اسی طرح ہمارے ملک کی نئی تعلیم یافتہ نسل کو جو یوروپ کے تہذیب و تمدن پر مٹی ہوئی ہی ولایت کا ہر ایک انداز دلکش و دلفریب نظر آتا ہی اور اُس سرد ملک کا ہر ایک قاعدہ۔ ہر ایک قانون۔ ہر ایک رواج۔ خواہ وہ متعلق اصول معاشرت کے ہو یا حکمت و طبیعیات کے۔ اسکا تعلق فکر معاش سے ہو یا علم و فضل سے۔ جمال و کمال کا مکمل نمونہ معلوم ہوتا ہی اور بدقسمتی سے اُسی نمونہ کو معیار کمال قرار دیکر ہندوستان

کے سے گرم ملک کے ہر ایک حسن و قبح کا موازنہ کیا جاتا ہی

زمانۂ حال مین عورتون کی عزت - عورتون کی تعلیم - عورتون کی تربیت - اور عورتون کے پردے کے متعلق جو مضامین کا سلسلۂ نا متناہی ہندوستانی اور نیم ہندوستانی اخبارون مین وقتاً فوقتاً شایع ہوتا رہتا ہی اُسکی وجہ صرف یہی ہی کہ ولایت کے طرز معاشرت سے جہان بقول لارڈ مارلے (وزیر ہند) کے موسم گرما مین اُنکا اوور کوٹ آرام پہونچاتا ہی ہندوستان کے اصول خانہ داری کا مقابلہ کیا جاتا ہی اور اس جمال و کمال کے مکمل معیار سے جسقدر فرق نکلتا ہی وہ بغیر سوچے سمجھے ہندوستان کے نقائص مین شمار کیا جاتا ہی اور روشن خیال لیڈر فوراً اُسکی اصلاح کی تدبیرین سوچنے مین مصروف ہوجاتے ہین -

اردو شاعری پر جو الزامات ناروا ایک مدت سے لگائے جارہے ہین اُسکا اصلی سبب بھی یہی ہی کہ انگلستان کی موثر (یا بالفاظ دیگر مخرب اخلاق) نظمونکا ہندوستان کی صوفیانہ شاعری سے مقابلہ کیا جاتا ہی اور اس موازنہ سے جو حیرت انگیز فرق نکلتا ہی وہ بلا تامل نظم اُردو کا نقص سمجھ لیا جاتا ہی -

اردو زبان کے اصناف سخن مین سب سے زیادہ اعتراض غزل پر کیا جاتا ہی کیونکہ انگریزی شاعری مین اسکا جواب موجود نہین اور یہ اصول موضوعہ مین داخل ہی کہ انگلستان معیار کمال ہی اور اسکے رسم و رواج سے جو اختلاف ہو وہ داخل نقص ہی - یہ اصلی اور اندرونی وجہ نامحرمون کے سامنے بیان نہین کیجاتی - اُن سے صرف اسیقدر کہدیا جاتا ہی کہ "غزل دلچسپ نہین ہوتی - اختلاف بیان کی وجہ سے سننے والے اور پڑھنے والے کی قوت متخیلہ کو سخت تکلیف پہونچتی ہی - ایک شعر مین ہجر کی شکایت ہی - دوسرے مین وصل کی حکایت - تیسرے مین عاشق جان دیتا ہی زہر کھاتا ہی - چوتھے مین زاہد و ناصح کی ہتک عزت کرتا ہی - پانچوین مین اُسکا جنازہ نکلتا ہی - اور چھٹے مین

پھر زندہ ہوکر معشوق کے حسن کی تعریف کرتا ہی۔ یہ اختلاف بیانی اصول وحدت مضمون کے خلاف ہی اور وحدت کے فقدان سے شعر کا اثر جاتا رہتا ہی"

سب جانتے ہین کہ دلچسپی۔ "خوشبو" اور "ذائقہ" کیطرح ایک ناقابل بیان ابہام ہی جسکے صحیح حدود مقرر نہین کئے جا سکتے کہ وہ کن اسباب سے پیدا ہوئی ہی کس حد تک قائم رہتی ہی اور کس مقام سے ختم ہو جاتی ہی۔ جسطرح یہ ثابت کرنا دشوار ہی کہ پیاز کی بو گلاب کی بو سے بہتر نہین ہی یا چونے کا پانی دودھ سے زیادہ خوشگوار نہین ہی اُسی طرح یہ یقین دلانا بھی آسان نہین ہی کہ تحریر اقلیدس الف لیلہ سے کم دلچسپ ہی۔

خوشبو۔ ذائقہ۔ اور دلچسپی تینون خیالی چیزین ہین جو دماغ کی گوناگون کیفیات اور مزبوم کے عظیم تغیرات کی وجہ سے ہر ایک ملک مین مختلف ہوتی ہین بلکہ بعض اوقات ایک ہی شخص جو پہلے کسی چیز کو بدبودار یا بدذائقہ سمجھتا تھا دوسرے وقت اُسکو عمدہ اور نفیس خیال کرنے لگتا ہی۔ مثلاً جب پہلی بار جنجر بیڈ (ادرک کا پانی) یا ولایتی مچھلی کا استعمال کیا جائے یا نفتھالین اور تارکول کے سونگھنے کا پہلی بار اتفاق ہو تو ان نعمتون سے نفرت معلوم ہوتی ہی لیکن کچھ عرصہ کے بعد جنجر بیڈ مین لذت پیدا ہو جاتی ہی۔ ولایتی مچھلی خوشگوار معلوم ہوتی ہی۔ تارکول کی بو سے دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہی اور نفتھالین کی گولیون سے (خاصکر طاعون کے زمانہ مین) قلب کو تسلی ہوتی ہی۔ اسی طرح اگر کوئی مبتدی تزک جہانگیری اور شاہنامہ فردوسی کا مطالعہ کرے تو جی گھبراتا ہی لیکن تکمیل کے بعد یہی کتابین اسقدر دلچسپ معلوم ہوتی ہین کہ اگر ہاتھ لگ جائین تو بغیر ختم کئے دل نہ مانے۔ آئین اکبری قصہ کی طرح پڑھو تو ہرگز دل نہ لگیگا لیکن تاریخی واقفیت حاصل کرنے یا پندرھوین سولھوین صدی عیسوی کا تمدن دریافت کرنے کیلئے اسکا مطالعہ کرو تو نہایت دلچسپ معلوم ہوگی۔

غرض بو اور ذائقہ کیطرح دلچسپی کا کوئی معیار مقرر نہین اور مجبوراً یہی تسلیم

کرنا پڑتا ہی کہ عام طور پر جو چیز خوشبودار۔ خوش ذایقہ۔ یا دلچسپ سمجھی جاتی ہو یا مدت مدید سے نسلاً بعد نسلٍ لوگ جس چیز کو اچھا کہتے آئے ہون وہ اچھی ہی اور جسکو جمہور برا کہین وہ بری ہی۔ بیشک یہ فلاسفی نہایت خطرناک ہی لیکن مخالف کے جواب کیلئے کوئی حربہ محفوظ نہین رکھا جاتا لہذا ہم اپنے دوست نما دشمنون کو پہلے اسی میدان مین بلانا چاہتے ہین۔

جب دلچسپی کی تعریف یہی ٹہری کہ جسکو جمہور دلچسپ کہین وہ دلچسپ ہے تو ظاہر ہی کہ ہندوستان کے ہزارون شعرانے غزلگوئی مین وقت صرف کیا اگر وہ اسکو غیر دلچسپ سمجھتے تو اپنی عمر عزیز اسمین کیون رایگان کرتے۔ علاوہ اسکے طبیعت کی موزونی بغیر دلچسپی کے ممکن نہین اگر غزل غیر دلچسپ ہوتی یعنی شاعر کا دل اسمین نہ لگتا تو شعر ہی موزون نہ ہوسکتا غزل کیونکر تیار ہوتی!!

اساتذہ کے دواوین کی سیکڑون نقلین قدردانون کے شوق سے تیار ہوئین۔ مطبوعہ دیوانون کی ہزارون کاپیان شایع ہوئین اور فروخت ہوگئین۔ اگر ہندوستان کے باشندون کو غزل دلچسپ نہ معلوم ہوتی تو ان دواوین کے طلبگار اور خریدار کہان سے پیدا ہوتے۔

اردو کی غزل فارسی غزل گوئی کا عکسی نقشہ ہی جسکے پیغمبر شیخ سعدی بتائے جاتے ہین۔ شیخ کے عہد سے آجتک چھ سات سو برس کے عرصہ مین ہزارون لاکھون باکمال سخن سنج اور سخن فہم ہندوستان اور ایران کی خاک پاک سے پیدا ہوے اور سب غزلگوئی کی قدر کرتے رہے۔ اگر وہ غزل کو دلچسپ نہ سمجھتے تو اب تک اس کا وجود ہی باقی نہ ہوتا۔ غزل کا اسقدر مدت دراز تک زندہ رہنا اس امر کی دلیل قطعی ہی کہ جن ممالک مین اسنے نشو و نما پایا وہان کے سخن شناس اسکو یقیناً دلچسپ سمجھتے تھے۔ چونکہ دلچسپی کا کوئی معیار مقرر نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہی کہ دنیا کی آبادی

کا ایک معتدبہ حصہ عرصہ دراز سے غزل کو دلچسپ سمجھتا رہا ہی لہذا اگر یہ تسلیم کرتے ہو کہ گلاب مین خوشبو ہی۔ انگور خوش ذائقہ ہی اور الف لیلہ دلچسپ ہی تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ غزل غیر دلچسپ نہین ہی۔

وہ کوتہ اندیش جو غزل کو غیر دلچسپ بتاتے ہین اور انگریزی ناولون یا منظوم قصون کا کام دواوین سے لینا چاہتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ غزل کا ہر ایک شعر بجاے خود ایک مختصر اور معنی خیز حکایت ہی اگر طویل قصون کا شوق ہے تو بوستان خیال یا طلسم ہوشربا کی سیر کرو اور اگر چھوٹی چھوٹی اخلاقی کہانیان سننا چاہتے ہو تو غزلون کے دواوین کا مطالعہ کرو۔

اردو کی غزل گلستان کی سی حکایتون کا مجموعہ ہی۔ کوئی معرفت وحق شناسی کی تعلیم کرتی ہی۔ کوئی اصول معاشرت کا سبق دیتی ہی۔ کسی مین وصل دلدار کا بیان ہی کسی مین ہجر دلبر کی شکایت ہی کہین قاصد و نامہ بر کی کج ادائیون کا فولٹو ہی۔ کہین واعظ ناصح کی بیجا نصیحتون پر اشک افشانی ہی کبھی معشوق کے حسن گلوسوز کی توصیف ہی۔ اور کبھی گندم نما جو فروش وہ سستون کی بیوفائی کا گلہ ہی۔ غرض ہر ایک شعر ایک جداگانہ افسانہ یا مختصر و مکمل ناول ہی۔ ایک غزل کا مطالعہ کیا تو گویا بیسیون داستانین نظر سے گذر گئین۔

"بہر لحظہ بہر ساعت بہر دم۔ دگرگون می شود احوال عالم" ایک پرانا مقولہ تھا لیکن سچ یہ ہی کہ ہر انسان پر صبح سے شام تک روزمرہ مختلف حالتین ایسی گذرتی ہین کہ ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہین ہوتا۔ کبھی وہ افسردہ و غمگین ہوتا ہی۔ کبھی شاد و خرم۔ کسی وقت خود بخود طبیعت گھبراتی ہی۔ کبھی آپ ہی آپ ہنسی آنے لگتی ہی۔ کسی وقت بچون کے سے کھیل بنانے کو جی چاہتا ہی کبھی ترک دنیا اور لذت فراموشی کی امنگ پیدا ہوتی ہی کسی وقت عشق و عاشقی

کا شوق غالب ہوتا ہی اور کبھی زہد و اتقا کے کنج خلوت مین اعتکاف کا جوش اُٹھتا ہی
اسیوجہ سے وہ افسانہ جو خوشی اور شادمانی کے وقت بھلا معلوم ہوتا غم و افسردگی
کے وقت ناگوار خاطر ہوتا ہی اور وہ ترانہ جو حسرت و حرمان کے ہجوم مین اندوہ رُبا ہوتا محفل
جشن و طرب مین نغمۂ بے ہنگام بن جاتا ہی۔ برخلاف اسکے ہماری غزلون کے پُر درد
افسانے یہ عجیب و غریب وصف رکھتے ہین کہ اُن سے ہر ایک طبیعت ہر ایک مزاج
اور ہر ایک کیفیت کی دلچسپی کا سامان اخذ کیا جاسکتا ہی۔ جسوقت جو طبیعت کا رنگ ہو
اُسی مذاق کے اشعار غزل سے چھانٹ لو۔ پڑھو اور لطف اُٹھاؤ۔

اساتذہ کہتے ہین کہ غزل مشق سخن بڑھانے اور طبیعت مین جولانی پیدا
کرنے کیلئے وضع کیگئی ہی۔ اسیوجہ سے اسمین مختلف المضامین اشعار شامل کردیے
جاتے ہین تاکہ ہر طرح کے خیالات مختصر الفاظ مین نظم کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاے
اور چھوٹی چھوٹی حکایتین ردیف۔ قافیہ۔ اور بحر کی پابندی کے ساتھ نظم کرنے سے
کلام مین پختگی آجاے اور بوقت ضرورت ہر قسم کی برجستہ نظمین تیار ہوسکین۔ چنانچہ
میر علیہ الرحمۃ نے جو نظم اردو کے خداوند تھے غزل گوئی مین پختگی حاصل کرنے کے بعد
عاشقانہ مثنویان لکھنے کی بنیا ڈالی اور کم سے کم اس صنف خاص مین اوّلیت
کا تاج انکے سر پر رکھا گیا۔ سودا نے غزل گوئی سے ترقی کرکے قصائد مین زور سخن
دکھایا اور ایسی ایسی بے نظیر ہجوین لکھین کہ اس خاص فن مین آجتک اُنکا نام مثال
کے طور پر پیش کیا جاتا ہی۔ میر حسن۔ نسیم۔ قلق۔ اور شوق نے غزل گوئی کی بدولت
وہ لاجواب مثنویان تصنیف کین جو آج نظم اردو کا سرمایۂ ناز و افتخار ہین میر مستحسن
خلیق نے غزل گوئی مین مشاقی حاصل کرکے مرثیون کے موجودہ طرز کی بنیاد قایم
کی جسنے اردو زبان کو رزمیہ نظمون سے مالا مال کردیا۔ اور زمانۂ حال مین حالی پانی پتی
نے غزل گوئی کے صدقہ مین اپنے قومی مسدس کو اہل دل کا وظیفہ بنایا اور مرزا ہادی

لکھنوی نے نظم اُردو کو انگریزی ڈراما کا سین دکھایا۔

دانشمند منطق کو معراج العلوم کہتے ہین کیونکہ وہ آلہ ہی اصول کے نکات اور دقایق سمجھنے کا۔ مبارک ہین وہ روحین جو منطق کی تکمیل کے بعد تحصیل علوم کی کوشش کرین اور انمین کمال حاصل کرین لیکن دوگونہ برکات کے مستحق ہین وہ نفوس جو ساری عمر منطق ہی کے میدان مین صرف کردین اور سب کچھ سیکھنے سمجھنے کے بعد یہی خیال کرتے رہین کہ اُنکو کچھ نہین آیا۔ اسیطرح متبرک ہین وہ شعرا جو غزل گوئی مین کمال حاصل کرنے کے بعد دیگر اصناف سخن کیطرف متوجہ ہون مگر اُن سے زیادہ قابل عزت ہین وہ سخن سنج جو تمام عمر غزلین ہی تصنیف کرتے رہین اور باوجود قادر الکلامی کے انکو یہی شبہہ دامنگیر رہے کہ ابھی کافی پختگی حاصل نہین ہوئی۔

یہ عجز و انکسار انسان کے لئے قابل مدح و ستایش ہی لیکن صناع کے حق مین ہجو ملیح کا مزہ دیتا ہی اور اسی انکسار نے آج اُنکے کلام کو غیر دلچسپ کا خطاب دلایا۔ اُنکے قطعات۔ رباعیات۔ اور واسوختون سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر وہ اپنا زیادہ وقت مثنویون اور مسدسون مین صرف کرتے تو اردو شاعری کا پایہ اسقدر بلند ہوجاتا کہ شایستہ دنیا کی کوئی شاعری نظم اردو کے مقابل نہ آسکتی۔

تسلسل مضامین کے لطف سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔ قدیم شعرا بھی اس لذت سے ناآشنا نہ تھے۔ واسوختون کا مجموعہ۔ قطعات کا انبار۔ رباعیات کی افراط اس دعوے کی شاہد ہین بلکہ بعض دواوین مین غزلین بھی بقید مضامین مسلسل موجود ہین۔ چنانچہ آتش کی یہ غزل بہت مشہور ہی۔

شبِ وصل تھی چاندنی کا سمان تھا — بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شبِ قدر سے بھی وہ شب تھی — سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی — زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکلے تھے دو چاند اُس نے مقابل — وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل — فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمالِ پری کی تھین آنکھین — مکانِ وصال اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی — کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی — نہان جسکو سمجھے ہوی تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہی جب کا کہ آتش جوان تھا

جرأت کی مندرجۂ ذیل غزلین زبان زد ہین۔

نہ گرمی رکھے کوئی اُس سے خدایا — شرارت سے جی جسنے میرا جلایا
نہ بیچین ہو کوئی اب اُسکی خاطر — مرا چاہنا جو نہ خاطر مین لایا
پھرے جستجو مین نہ اب کوئی اُسکے — مجھے جسنے گلیون مین برسون پھرایا
کہون داستان مین گرا بنی اور اُسکی — تو حیران ہو سنکے اپنا پرایا
کہ پہلے کی اظہار خود اُسنے الفت — نہ آیا تو سو بار گھر سے بلایا
جتائین وہ باتین جنھین سحر کہیے — دکھایا وہ عالم کہ وحشی بنایا
رکھی بے تکلف ملاقات چندے — بمنت مجھے پاس پہرون بٹھایا
کسیکا نہ اک حرف خاطر مین گزرا — اُسے گرچہ لوگون نے کیا کیا پڑھایا
سو وہ اب جھلک تک دکھاتا نہین ہی — گیا مین جو در تک تو در تک نہ آیا
لگاوٹ یہ کچھ کرکے پھر کیا غضب ہی — مرا لگ گیا دل تو پردہ لگایا

پہلے تو از راہ الفت گھر بلایا آپ نے — بھر گیا جب دل تو پھر در پر پھرایا آپ نے
یا ہمارے پاس پہرون بیٹھتے تھے آکے آپ — یا بر بخش پاس سے ہمکو اُٹھایا آپ نے

حکمائے قدیم مین جو زیادہ تیز اور سنجیدہ تھے بقول ارسطاطالیس اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ کسی نہ کسی طور پر آفتاب رات بھر مین شمالی طبقون کے پار پہونچا دیا جاتا ہی۔ اور شب کو جو تاریکی پھیلی رہتی ہی وہ اُن اُونچے پہاڑون کی وجہ سے ہی جو اس سفر کی حالت مین آفتاب کی شعاعون کے سدِّراہ بنجاتے ہین۔

کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اس عقیدہ کی مدت حیات ختم ہوئی اور لوگون نے اس خیال کو اپنے دلون مین جگہ دی کہ آفتاب رات کی رات سطح زمین کے نیچے نیچے ہو کر اس منزل کو طے کر جاتا اور وقت طلوع مشرق مین جا پہونچتا ہی۔

قدیم ہیئت والون کو ساکن ستارون کی پہچان بھی معلوم ہوگئی تھی۔ اور ساتھ ہی اسکے اُنھون نے یہہ بھی دریافت کرلیا تھا کہ آفتاب کی روزانہ حرکت کی پیروی مین انہین کے بہت سے ستارے بھی غروب وطلوع ہوتے ہین اور ماہتاب تو بدیہی طور پر اس قانون کا پابند تھا۔

اس عقیدے کو عام کرنے مین اُس زمانہ کے فلسفیون نے بہت کوشش کی کہ بہت سے اجسام فلکی واقعی طور پر ٹھوس سطح زمین کے نیچے ہو کر گذرا کرتے ہین۔ اور جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ تمام اجسام فلکی اس اصول حرکت کے تابع ہین تو نظام عالم کے سمجھنے کے لئے ایک مفید اور مستقل قانون ہاتھ آگیا۔ مزید تحقیقات سے یہ ظاہر ہوگیا ہی کہ زمین نہ تو چپٹی ہی اور نہ وسعت مین غیر محدود بلکہ اُسکے حدود اب متعین طور پر معلوم ہوگئے ہین۔ اس سے زیادہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہی کہ خواہ زمین کی شکل کیسی ہی ہو۔ وہ بہرحال کوئی ایسا جسم ہی جو دیگر اجسام سے جدا ہی اور بغیر کسی ظاہری روک کے کسی چیز پر ٹھہرا ہوا ہی۔ جب یہ ایجاد پہلی بار بتائی گئی ہوگی تو لوگ نہایت ہی متعجب ہوئے ہونگے کیونکہ یہ بات باور کرنا نہایت دشوار ہی کہ وہ ٹھوس زمین جسپر ہم چلتے پھرتے۔ گاڑی گھوڑے وبائیسکلیں

موٹر کارین اور ریلین دوڑتی ہین وہ کسی چیز پر تھمی نہین ہی اور اس صورت مین یہ لاجواب کر دینے والا سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر کسی طرح کی رکاوٹ نہین ہی تو یہ کل کائنات قائم کیسے ہی۔ تو وہ زمین گر کر غرق آب کیون نہین ہو جاتا۔ لیکن یہ امر خواہ ابتدا مین کتنا ہی خلاف قیاس اور بعید از عقل کیون نہ معلوم ہوا ہو رفتہ رفتہ لوگون کے ذہن نشین ہوتا گیا اور بالآخر اُسکی اصلیت پر لوگ متفق الرائے ہو گئے۔ اُسی وقت سے علم ہیئت کی بنا پڑی اور اُسکے بعد جن جن ایجادات کا اضافہ ہوا۔ جو جو تجربات و مشاہدات وقوع پذیر ہوے اُنھون نے اس سنگ بنیاد پر ایک ایسی وسیع اور پرشان عمارت بنا دی ہی کہ ایک عالم محو حیرت ہی۔

موسمی تغیرات جنپر زراعت کا دارومدار ہی آفتاب کی حالت کی اُن تبدیلیون پر مبنی ہین جو معمولی طور پر ہر انسان کے روزانہ مشاہدہ مین آتی ہین۔ جیسے گرمیون مین آفتاب کا دوپہر کے وقت آسمان پر نہایت بلند معلوم ہونا اور جاڑون مین اُسی وقت کسی قدر نیچا ہونا۔ آفتاب و ماہتاب کی یہ سالانہ حرکتین روزانہ طلوع و غروب کی حرکتون کیطرح عام نظرون کو معلوم ہو جاتی ہین۔ لیکن آفتاب کی حالت مین ایک اور تبدیلی ہوتی ہی جو ہمین تو دکھائی نہین دیتی مگر اُن نظرون سے پوشیدہ نہین ہی جو فلسفۂ ہیئت کی تحقیقات مین مصروف رہتے ہین۔

زمانۂ قدیم کے نجومیون کو یہ بات بہت آسانی سے دریافت ہو گئی ہوگی کہ ستارون کے وہ مجموعے جنسے سقف آسمان مزین نظر آتی ہی موسمی تغیرات سے متاثر ہو کر اپنی حالت تبدیل کرتے رہتے ہین۔ مثلاً اورین (Orion) جو جاڑون پھر نہایت آب و تاب سے چمکتا رہتا ہی گرمیون مین نظر نہین آتا اور بجا اُسکے ایک دوسرا مجموعہ نجوم بام فلک کو منور بنائے رہتا ہی۔ اسی قسم کی تبدیلیان دوسرے گچھون مین ہوتی رہتی ہین۔ اس طرح سال بھر کے موسمون کا وقت ستارون کی ان تبدیلیون سے متعین ہو سکتا ہی

اور اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا کہ اگلے زمانہ کے لوگ اکثر اوقات اپنی زراعتی تجویز کو انھین ستارون کی مدد سے عمل مین لاتے ہون گے۔

انھین واقعات پر غور کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ قدیم ہیئت دان آفتاب کی ظاہری سالانہ حرکت کو ثابت کرسکے۔ موسم کے ساتھ ستارون کی حالت مین جو تبدیلی نظر آئی اُسکے لئے سوائے اسکے کوئی دوسری معقول تاویل نہ پیش کیجاسکی کہ آفتاب اپنی جگہ اس غرض سے بدلتا رہتا ہی کہ سال بھر کے عرصہ مین آسمان کا ایک چکر پورا ہوجائے۔ آفتاب کی یہ حرکت اس طرح پر بھی معلوم ہوسکتی ہی کہ غروب کے بعد مغرب مین جو ستارے ہون اُنکی حالت پر برابر غور کیا جاے۔ صاف نظر آئیگا کہ جون جون موسم آگے بڑھتا جاتا ہی برج نیچے ہوتے جاتے ہین حتیٰ کہ وہ آسمان پر بالکل نہین دکھائی دیتے۔ اُنکے غائب ہونے کی وجہ یہ بتائی جاسکتی ہی کہ آفتاب مغرب کی سمت سے ستارون کیطرف بڑھتا ہی اور اُسکی تیز شعاعین جسقدر برجون کے قریب آتی جاتی ہین اُنکی اپنی روشنی ماند پڑتی جاتی ہی اور جب آفتاب بالکل مقابل آجاتا ہی تو وہ فی الجملہ اُسکی روشنی مین مدغم ہوجاتے ہین۔

آفتاب کی یہ حرکت روزانہ طلوع و غروب کی حرکت سے جسمین کل اجسام فلکی اُسکے شریک ہین کوئی تعلق نہین رکھتی۔ کیونکہ یہ واضح رہے کہ جیسا ہمنے اوپر حوالہ دیا ہی آفتاب کی ایک اور حرکت ہی جو ان عام فہم حرکتون کے ماسوا ہے۔ یعنی اُسمین ایک آہستہ حرکت سمت مخالف کی طرف ہوتی ہی۔ جسکی وجہ سے یہ اکثر پیش آتا ہی کہ جو ستارہ آج آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ غروب ہوا تھا وہی کل آفتاب سے چند منٹ قبل غروب ہوجاتا ہی۔ کیونکہ اس عرصہ مین آفتاب اپنی اس حرکت کی بدولت مشرق کی طرف تھوڑا سا ہٹ جاتا ہی[1]۔

[1] اگرچہ کرہ ہوائی کے بدولت اس کی نوبت نہین آتی کہ ستارہ کا اسطرح غروب ہونا مشاہدہ مین آسکے کیونکہ قبل اسکے کہ وہ افق تک پہونچے ہماری نظرون سے غائب ہوجاتا ہی۔

قدیم ہیئت دانون کی متواتر تحقیقات اور مستقل مشاہدات سے اس بات کی تصدیق ہوگئی ہی کہ ہمارے آفتاب و ماہتاب ستارون اور برج کے درمیان ہمیشہ ایک ہی راستہ پر گردش کرتے ہین اور اُن کے اس راستہ مین کبھی سرمو فرق نہین ہوتا۔ اس راستہ کو طریق الشمس کہتے ہین اور جن برجون کے درمیان سے آفتاب اپنے آسمانی دورہ مین گذرتا ہی انھین راس منزل کہتے ہین۔ ان برجون کی تقسیم قدیم زمانہ سے بارہ حصون مین کیگئی تھی جس سے آفتاب کے اس تحویل سفر کی مختلف حالتون مین بہ آسانی امتیاز کیا جاسکے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوجاتی ہی کہ سال کی مدت یا اُسقدر زمانہ جو آفتاب کیواسطے آسمان کے ایک چکر لگانے کو کافی ہی ہم سے بہت پیشتر اُن قومون نے دریافت کرلیا تھا جنکے اب ہمکو شاید نام بھی نہ معلوم ہون۔ قدیم ہندسون کے کمال کا ایک اور ثبوت یہ پہونچتا ہی کہ اُنھون نے طریق الشمس کا مقام وقوع خط استوا کی مناسبت سے تعین کردیا جس سے آسمان کے اُن دونون نہایت ضروری اور کارآمد دائرون کے درمیان زاویہ کی پیمایش مین کامیابی ہوئی۔

چاند کی حرکت سے جو عجیب عجیب شکلین بنتی ہین اُنمین سے اکثر بلکہ قریب قریب سب زمانۂ تاریخ سے پہلے کے ہیئت دان معلوم کرچکے تھے۔ اُن ہی کی خوش فکری اور مغز پاشی کی بدولت یہ مفید بات معلوم ہوگئی ہی کہ چاند آسمان کے کسی متعینہ گوشہ پر ٹھیرا ہوا نہین ہی بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتا رہتا ہی۔ یہ کہ چاند ایک شب کے وقفہ مین مغرب سے مشرق تک یا مشرق سے مغرب تک کی مسافت طے کرجاتا ہی کواکب متصلہ کو برابر دیکھتے رہنے سے معلوم ہوسکتا ہی۔ یہ بالکل یقینی ہی کہ چاند کی حرکت آفتاب کی سالانہ حرکت کے دریافت ہونے سے پہلے معلوم ہوگئی تھی کیونکہ یہ بہت تھوڑے غور سے معلوم ہوجاتا ہی اور کسی قسم کی دماغی قوت صرف کرنے کی بالکل نہین یا بہت کم ضرورت پڑتی ہی۔

زمانۂ ماقبل تاریخ مین بھی چاند کی حرکت کی مدت دریافت کی جاچکی تھی اور رویت ماہ اُس حالت سے صحیح طور پر منسوب کی گئی ہی جسمین آفتاب کا روشن حصہ زمین کی طرف ہوتا ہی۔ لیکن ابھی ہمین اُن بہت سی ایجادات کا ذکر کرنا ہی جو اُس زمانۂ قدیمہ مین جسکا حال ہمین نہین معلوم ہی دریافت ہوچکی ہین۔

قدرت کے اُس حیرت انگیز مظہر کی نہایت صحیح کیفیت بیان کی گئی ہے جسے چندر گرہن کہتے ہین اور جسکی بدولت چھٹکی ہوئی چاندنی میلی پڑجاتی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ مین اندھیرا چھاجاتا ہی۔ اِس سے زیادہ تعجب خیز نظارہ سورج گرہن دکھاتا ہی کیونکہ اُسوقت خود اُس کرۂ نار کا (جو دن بھر ہمارے لئے رہبر کامل بنا رہتا ہی اور جسے ہم آفتاب کہتے ہین) ایک حصہ یا کبھی کبھی پورا حصہ پوشیدہ ہوجاتا ہی پھر قدیم ہیئت والون کی فراست اور تحقیق نے اُن پانچون گھومنے والے ستارون یا سیارون کو دریافت کیا جنکو زہرا۔ عطارد۔ مریخ۔ مشتری۔ اور زحل کا لقب دیا گیا ہی۔ اُن کی حرکتین اس زمانہ مین دریافت کرلی گئی تھین بلکہ اُن کی مختلف صورتین بھی دیکھی گئی تھین اور اس سے اگلے محققین ایسے خوفزدہ اور ہراسان ہوئے کہ اُن کے دل مین یہ خیال مستقل طور پر جاگزین ہوگیا کہ جسطرح آفتاب اور ایک حد تک ماہتاب سے ہماری روزمرہ کی زندگیان نہایت قریبی تعلق رکھتی ہین اُسی طرح انسانی مسرت وشادمانی یا رنج وغم کو اِن سیارون سے نسبت ہی۔ اور اُنکا یہ خیال اُس ترکہ کے ذریعہ جو اُنھون نے آیندہ نسلون کے لئے چھوڑا ابھی تک ہندوستانی مہندسون کے بڑے گروہ مین مانا جاتا ہی اور ان محض خیالی حرکتون کو مقیاس اصول پر تولنے کیلئے چند قاعدے بنائے گئے اور جب یہ قانون ایک مکمل حیثیت مین پیش کردیا گیا تو اُسوقت سے علم ہیئت کے ساتھ ساتھ علم ہندسہ کی باضابطہ تعلیم بھی ہونے لگی۔ جب ہم زمانۂ ماقبل تاریخ کے اندھیرے سے نکلکر

زمانۂ تاریخ کی روشنی میں آتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ علم مظاہر فلکیات ہیں کس حد تک اتحاد و اتصال ہے۔

ٹالیمی نے دیکھا کہ زمین کروی الشکل ہے اور اُسکے ثبوت میں اُسنے وہ بہت سے دلائل پیش کئے جو آج ہر جغرافیہ کے طالب علم کی زبان زد رہتے ہیں۔ اُسنے یہ بھی دیکھا کہ اتنا بڑا کرہ زمین کس چیز پر تھما ہوا ہے اور وہ کون سا جسم ہے جسے اس کا مرکز بنایا گیا ہے۔ اُس نے یہ مان لیا کہ فلکیات کی روزانہ حرکت زمین کے اپنے محور کے گرد گھومنے سے اخذ ہو سکتی ہے۔ لیکن بدنصیبی سے اُسنے بدلائل و براہین اس خیال کی کلیۃً تردید کی۔ اُسکے نزدیک زمین ایک غیر متحرک جسم ہے۔ وہ نہ محور کے گرد گھومتی ہے اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہے بلکہ برابر ایک جگہ قایم رہتی ہے جسے وہ دنیا کا مرکز خیال کرتا تھا۔

ٹالیمی کے خیال کے مطابق آفتاب اور ماہتاب زمین کے گرد عین وسط میں گول دائروں پر حرکت کیا کرتے تھے۔ سیاروں کی حرکت کی توجیہ اسے بہت پیچیدہ معلوم ہوئی کیونکہ اس واقعہ کی تاویل ضرور کرنا پڑتی کہ کیوں بعض وقت ایک سیارہ آگے بڑھ جاتا ہے اور بعض وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

[illegible] اس بات کے ماننے سے انکار کیا کہ اجسام فلکی کیلئے سوا [illegible] دوسری حرکت ممکن ہے۔ اس عقیدے اور خیال کو [illegible] کرنے اور مقیاس اصول کی تول پر پورا اُتارنے کیلئے دلائل و براہین پایۂ ثبوت پر پہونچائی گئی کہ ہر سیارہ جسکے مرکز سے زمین کے گرد ایک دائرہ بنا ہوا ہے اُسی دائرہ میں حرکت کرتا ہے۔

اگرچہ نقشۂ فلکیات میں ٹالیمی کی تعلیم اب دنیا کے لئے بہت مفید بتائی جاتی ہے لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ ان مہندسوں کے اصول کو مان لینے کے بعد

اجسام فلکی کی ظاہری حرکت نہایت صحت کے ساتھ معلوم کیجا سکتی ہی۔ یہ مسئلہ کسیقدر شرح وبسط کیساتھ ٹالیمی کی مشہور کتاب المجسطی مین لکھا ہواہی جو دوسری صدی عیسوی مین لکھی گئی اور چودھوین صدی تک علم ہیئت کے تمام مسائل پر ایک مستند تصنیف سمجھی جاتی تھی۔

یہ تھا نظام ہیئت جو ازمنۂ وسطیٰ مین مروج رہا اور تقریباً اُس زمانہ مین غیر مستند ٹھہرایا گیا جبکہ کلمبس نے نئی دنیا دریافت کرکے کرۂ زمین کی معلومہ وسعت کو بہت کچھ بڑھادیا اور ایک حد تک غیر محدود کردیا تھا۔

نظام شمسی کے صحیح اصول کو پرنکس نے اپنی اُس یادگار زمانہ کتاب مین بیان کئے ہین جسکی تصنیف مین اُسنے اپنی عمر کا معتدبہ حصہ صرف کیا۔ سب سے پہلا اصول جو ان کوششون سے تایم ہوا یہ ہی کہ فلکیات کی روزانہ حرکت زمین کے اپنے محور کے گرد گھومنے سے پیدا ہوئی ہی۔ اُسنے ثابت کیا کہ وہ اشکال جو آفتاب اور ستارون کے روزانہ طلوع وغروب کے وقت نظر آتی ہین صحیح طور پر دریافت ہوسکتی ہین اگر یہ قیاس کرلیا جائے کہ زمین اُسی اطمینانی حالت سکوت مین ہی جو ٹالیمی کرتا ہے ہی ادق بلکہ مغلق خیال کے مطابق ثابت کیجا سکتی ہی۔ اسکے علاوہ اُسنے یہ بھی بتایا کہ ٹالیمی کے خیال کے مطابق ستارون کی رفتار کی مقدار بھی اندازاً معین ہونا چاہیئے کیونکہ کل کائنات کا زمین کے گرد ایک ہی وقت مین اور ہمیشہ گھومتے رہنا محض غلط ہوگا۔ دوسرا بڑا اصول جس نے کوپرنکس کو بہت کچھ کامیاب بنایا یہ تھا کہ اُسنے کائنات مین زمین کے اصلی مقام کا تعین کیا۔ اُسنے زمین کے بجائے آفتاب کو مرکز ٹھہرایا جسکے گرد سب سیارہ گردش کرتے ہین اور اُسنے ایک لگتی سی بات یہ بتائی کہ ہماری زمین محض ایک سیارہ ہی جو عطارد اور مریخ کے درمیان گھوما کرتا ہی اور دوسرے سیارون

کی طرح اپنے افسر اعلیٰ آفتاب کا ماتحت ہی۔ اس بڑے تغیر نے علم ہیئت کے اُن غلط قیاسی اصولوں کو بدل دیا جو زمین کے متعلق اسوجہ سے قایم ہو گئے تھے کہ ہم اتفاقی طور پر یہان سکونت پذیر ہو گئے اور ایسا سمجھنا غالبًا اصول فطرت کے خلاف بھی نہ تھا۔ کوپرنکس کے کارناموں مین بہت جلد ایک اور مفید اضافہ ہونے والا تھا یعنی دوربین کی ایجاد جس سے موجودہ علم ہیئت پیدا ہوا۔ فقط

و س،

غزل

تو بقصد من چہ داری سر ترکتاز کردن — پے قتل عالمے پس نگہے نیاز کردن
چہ دہی فریبم امشب بکرشمہ ساز کردن — برخم زبند برقع در صبح باز کردن
ز تو گرچہ بد گمانم کہ ربود دل ندانم — بہزار شیوہ نتوان ز تو ہم امتیاز کردن
گرہے ز زلف بکشا کہ دہد فشار دل را — نرہد ز بند صیدت برسن دراز کردن
تو چہ تیغ در کف آئی چہ مبارک است الٰہی — من و سر فرود نمودن تو و سر فراز کردن
بہ نسیم صبح ماند کہ سوے چمن خرامد — بسر نیاز مندان گذرش بناز کردن
چہ عجب کہ باز باشد تہ خاک چشم محمود — نظرے نہفتہ خواہد برخ ایاز کردن
ستم است اگر شود خون رود از دو دیدہ پیرون — دل خون گرفتہ دارد سر کشف راز کردن
تو کہ بخردی و عاقل ز گذشتہ بگذر ایدل — شب وصل کو تہ آنگہ گلہ دراز کردن
در بہشت باغ رضوان شود ار کشادہ بر ما — در دیدہ بر رخ او نتوان فراز کردن
دو جہان و در کعت آمد کہ گذارمش بیکبار — چہ نماز ہست دیگر بہ ازین نیاز کردن
شب تار عاشقان را نبود بشمع حاجت — کہ کنند خانہ روشن ز جگر گداز کردن

بہ نظیری اندرین رہ سبق ای عزیز خواہی
بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

پان ٹیس پائی لیٹ کی بیٹی

ایوان وزاف بلگیریا کے سب سے بڑے جادو نگار شاعر اور مصنف مانے جاتے ہین ۱۸۷۶ء کے ہنگامے مین بلگیرین سپاہی اُنکی قومی نظمین پڑھ پڑھ کر میدان کارزار مین ایک دوسرے کا جوش بڑھاتے تھے۔ مندرجہ ذیل کہانی اُنھین کے دماغ سوزی کا نتیجہ ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے آخر زمانے مین دمشق کا گورنر کلاڈیس آکسیس بڑی مصیبت مین گرفتار تھا۔ اُسکی خوبصورت اور جہیتی بی بی پاپیٹا فالج جیسی خطرناک بیماری مین مبتلا تھی۔ یہ پان ٹیس پائی لیٹ کی بیٹی تھی جو اُسوقت سیزر کے نام سے یروشلم مین حکومت کرتا تھا۔

بیماری کے باعث پاپیٹا کے خوبصورت اعضا روز بروز مرجھاتے جاتے تھے۔ اور اُسکے سانچے مین ڈھلے ہوے لطیف جسم سے نزاکت اور لچک خیرباد کہتی جاتی تھی۔

اُسے اس موذی مرض سے پالا پڑے دو برس گذر چکے تھے۔ اور اُس سے نجات ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ہرچند کہ اُسکے خاوند نے دنیا بھر کے طبیبون سیانون اور عقلمندون کو بلا بلاکر علاج کرایا مگر آرام نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اُنکے علم۔ اُنکے کمال۔ اُنکی کوششین۔ اُنکی ہوشیاریان اور اُنکے تجربے۔ سب ہی تو اس ہیٹلے مرض کے سامنے رائیگان گئے جس نے اُس رومی حسینہ کو پامال کر رکھا تھا۔

ایک روز پاپیٹا ایک پالکی مین جسپر زربفت اور کمخواب کا پردہ پڑا ہوا تھا سوار ہوکر دمشق کے باغون کی سیر کر رہی تھی جو اُسکے قصبہ کے چاروںطرف اس

طرح پھیلے ہوے تھے جیسے کسی حسین کے گلے مین پھولونکا ہار پڑا ہوتا ہی۔
اثناے سیر و تفریح مین یروشلم کے ایک مسافر نے جو وہان موجود تھا آگے بڑھکے
پاپیٹا سے کہا۔ "اے حضور سرزمین جودیہ مین ایک ساحر نمودار ہوا ہی جو اپنے
تئین مسیح ناصری کہتا ہی۔ اُسنے بیمارون اور مفلوجون کو اپنی کرامت سے
تندرست کردیا ہی۔ اندھون کو بینا بنا دیا ہی۔ اور مردون کو جلا اٹھایا ہی"
اس خبر نے پاپیٹا کے غنچۂ دل کے ساتھ وہ سلوک کیا جو نسیم سحر منہ بند کلیون
کے ساتھ کیا کرتی ہی۔ وہ مارے خوشی کے جامے مین پھولی نہ سمائی۔ اور اُسکا
دل باغ باغ ہوگیا۔ وہ اُس مسافر سے کہنے لگی۔ "اچھا صاحب مین بھی اُس
ساحر کے پاس جاؤنگی اور اُس سے ضرور ملونگی۔ مین اُسے اپنا بیش قیمت سبز
ہیرونکا نولکھا ہار نذر کرونگی جسکی قیمت جودیہ جیسے پانچ شہرون کی قیمت سے
بھی زیادہ ہی۔ وہ صرف اتنا کرے کہ مجھے اس موذی مرض سے نجات دلادے
مین اور کچھ نہین چاہتی" مگر مسافر نے جواب دیا "اے حسین پاپیٹیا اِن
چیزون سے تمہارا کام نہ چلیگا۔ مسیح ناصری تو پھٹے کپڑے پہنے ننگے پیرون
پھرا پھرتا ہی۔ اور بڑے حالون غریبون مین رہتا ہی۔ اور اس دنیا کی نمائشات
کو نظر حقارت سے دیکھتا ہی۔ تم مال و دولت کے زور سے اُسے اپنی طرف
ہرگز متوجہ نہ کرسکوگی"

"اچھا پھر مین کیا کرون۔ وہ کسی طرح مجھے اس مرض سے نجات
دلا بھی سکتا ہی"

مسافر نے کہا اے حضور جو اُسکے پاس شفا چاہنے آتے ہین اُنسے
وہ اپنے پر ایمان لانے کو کہتا ہی۔

یہ بات سنکر پاپیٹا کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ اپنی پیشانی پر جان ایکبیش قیمت

ہیرا چمک رہا تھا ہاتھ رکھکر کہنے لگی "وہ اپنے پر ایمان لانے کو کہتا ہی مگر کیونکر؟"

"اس طرح کہ اُسے خدا کا بیٹا مانو"

"خدا کا بیٹا؟ مین تو اسکا مطلب نہین سمجھی" اور پھر دیر تک وہ اس مسافر سے سوالات کرتی رہی۔

پا پیٹیا کئی دن تک اسی کے متعلق سوچتی رہی وہ اپنے اعضا کو دیکھ دیکھکر جو عین عنفوان شباب مین سوکھے جارہے تھے زار زار روتی تھی۔ لیکن جس جادوگر کا ذکر مسافر نے کیا تھا۔ وہ جادوگر جس نے حکم دیا تھا کہ اُسے خدا کا بیٹا کہکر پکارا جاے اور جو فہم انسان سے بالاتر کرامتین دکھا سکتا تھا اسکی بعید از فہم صورت روز بروز اُسکی روح کی آنکھون کو صاف صاف نظر آنے لگی۔ اور چونکہ جوانی اور شباب کی امنگین از سر نو اُسکے دلمین پیدا ہوچلی تھین اُسکا دل یہ بھی چاہنے لگا کہ لاؤ اُس پراسرار اور عجیب انسان کو دیکھون تو سہی۔ نہین بلکہ وہ اُسکی اُلوہیت تک کو ماننے کے لئے تیار ہوگئی! اُسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس شخص کی روحانی طاقتین معمولی انسانی طاقتون سے اسقدر اعلیٰ و افضل ہین تو وہ کم از کم پیغمبر تو ضرور ہوگا۔ کیونکہ صرف پیغمبرون ہی کی قوت نظری یا قوت ارادی اسقدر زبردست ہوسکتی ہی کہ وہ ایک نظر یا ایک ارادے سے لاعلاج مریضون کو تندرست کرسکین۔ "آہ میرے اپنے دیوتا تو ناراض ہی نہین بلکہ دست بردار ہوچکے ہین۔ وہ میری مدد نہین کرتے۔ لاؤ پھر اُس خدا کی طاقت آزماؤن جسکی فرزندی کا مسیح ناصری دعوی کرتا ہی"

اب اُسکا عقیدہ پختہ ہونے لگا۔ پا پیٹیا نے یروشلم جانے کا مصمم ارادہ کرلیا جہان اُسے مسیح کے ملنے کی قوی امید تھی۔ مگر چونکہ اُسکا شوہر

روم کے ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُسے اپنی شرافت خاندانی پر بڑا ناز تھا۔ اس لئے وہ خوب جانتی تھی کہ وہ اسبات پر ہرگز راضی نہ ہوگا کہ اُسکی بی بی ایک قابل حقارت یہودی ایسے جادوگر سے کسی بات کی التجا کرے اس لئے شوہر کے سامنے اُسنے اپنے باپ کے گھر جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔

پاپیٹیا جیسی مریضہ کا ایک ایسا انوکھا منصوبہ تھا جسکا سرانجام پانا اُسکی علالت کے باعث امر محال معلوم ہوتا تھا اور کلاڈیس اس درخواست کو سُنکر حیران رہگیا۔ مگر پاپیٹیا نے کچھ ایسی منت اور لجاجت سے درخواست کی۔ اور کچھ ایسے استقلال سے اصرار کیا کہ اُسے بجز منظور کرنیکے اور کچھ نہ بن پڑا۔ کیونکہ وہ اُسپر دل وجان سے فریفتہ تھا۔ اُسنے اُسے ایک مرصع گاڑی مین جس مین کاشانی مخمل کی نرم نرم گدیان نصب تھین سوار کراکے اپنے معتمد خدام کے ہمراہ سرزمین جودیہ کی طرف روانہ کردیا۔

کوہ لبنان کے مشرقی ڈھال پر جہان صنوبر کے درخت کثرت سے لگے تھے تین روز سفر کرنے کے بعد پاپیٹیا جودیہ مین پہونچی اور چوتھے روز دوپہر کے وقت یروشلم مین جا داخل ہوئی۔ مگر شہر کے شمالی دروازے سے اُسنے لوگون کو جوق جوق باہر نکلتے دیکھا جنمین رومی رسالے کا ایک دستہ بھی شامل تھا۔ یہ مجمع مغرب کی طرف بڑھا جدہر شہر کے قریب ایک کالی پہاڑی واقع تھی جسپر درختون کا نام تک نہ تھا۔ پاپیٹیا بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر کے گذرنے والے انبوہ کو دیکھتی رہی اور جب رومی رسالہ جو لوگون کے پیچھے پیچھے جارہا تھا اُس کے قریب سے گذرا تو اُسنے اُسکے صوبہ دار سے دریافت کیا "اے سردار یہ لوگ کہان جارہے ہین" صوبہ دار اپنے آقا پائی لیٹ کی عالیجاہ بیٹی کی خدمت مین آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ "اے حضور یہ لوگ سامنے والی پہاڑی پر

جارہے ہین جہان مسیح ناصری (جس نے امن عامہ مین کچھ عرصہ سے خلل ڈال رکھا ہی) اس جرم کی پاداش مین سولی پر چڑہایا جائیگا۔ کیونکہ اُسکے حق مین موت کا فتویٰ صادر ہوچکا ہی" یہ بات سنکر پاپٹیا کا رنگ فق ہوگیا۔ اوسکے چہرہ پر ہوائیان اوڑنے لگین۔ اور وہ خوف زدہ ہوکر چلائی "نہین ایسا ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ مین تمسے بمنت التجا کرتی ہون کہ اس حکم کی تعمیل ملتوی کیجائے" مگر افسر نے جواب دیا کہ اس حکم کو بجز آپکے والد پائی لیٹ کے اور کوئی منسوخ نہین کرسکتا۔ اور حکم کی منسوخی حاصل کرسکنے سے پیشتر مجرم کی روح اُسکے تن سے جدا ہوچکے گی۔

صوبہ دار نے جب پاپٹیا کو ملک مین ایک شورش برپا کرنے والے شخص کے ساتھ ہمدردی اور اُسکی موت کے متعلق اظہار تاسف کرتے دیکھا جسکے لئے خود یہودیون نے سزاے موت تجویز کی تھی تو اُسے بڑا تعجب ہوا۔ مگر پاپٹیا نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور پریشانی اور ناامیدی کی حالت مین اُس پہاڑی کی طرف جہان اس خوفناک حکم کی تعمیل ہونے والی تھی دیکھکر کہا۔ للہ مجھے وہان جلد لے چلو۔ آہ! یہ شخص سولی نہ پاے"

پاپٹیا کی گاڑی کا پہاڑی پر پہونچنا دشوار تھا۔ اسلئے اوس نے ایک پالکی منگائی اور اُوسمین سوار ہوکر پہاڑی کی طرف روانہ ہوئی۔ جہان پہونچکر اُسنے تین سولیان برابر برابر نصب دیکھین جنمین سے ہر ایک پر ایک ایک آدمی لٹکا ہوا تھا۔ یہ خوفناک نظارہ دیکھکر اُسکا کلیجہ مارے خوف کے تھرا اُٹھا۔ کیونکہ بظاہر مسیح ناصری کی قسمت کا فیصلہ ہوچکا تھا۔

تاہم پاپٹیا کے حکم سے وہ مجمع جو سولیون کے گرد جمع تھا اور جسمین آہ وبکا کرنے والے اور طعن وتشنیع کرنے والے سب ہی قسم کے لوگ تھے منتشر

کیا گیا۔ اور پاپنیا کا محاذ سولی کے قریب لاکر لگا دیا گیا۔

بیچ کی سولی کے نیچے ایک یہودیہ گردن جھکائے مایوس پڑی تھی۔ یہ مسیح ناصری کی ماں مریم تھین جنکے پاس ہی دو اور عورتین بیٹھی ہوئی زار زار رو رہی تھین۔ اور حسرت سے ہاتھ مل ملکر اُس مصلوب معصوم کی طرف دیکھتی جاتی تھین جسکے ہاتھ اور پیرون کے زخمون سے خون کی تلتلیان بہ رہی تھین۔ پاپنیا یہ حسرت ناک منظر دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی۔ تاہم اپنے غصہ کو ضبط کرکے نہایت خاموشی اور مایوسی کے عالم مین مسیح کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی جسکے بھولے بھولے اور نرم نرم خط وخال اون تکالیف کا پتہ دے رہے تھے جو وہ سولی پر برداشت کر رہے تھے۔ پاپنیا کا چہرہ بھی آنسوؤن سے تر تھا اُسکی آنکھون سے دو ندیان اُمنڈتی چلی آرہی تھین۔ آہ وہ غریب چاہتی تھی کہ مسیح اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھین جنکے تار نظر جسمانی تکالیف کی غضبناک اور ناقابل بیان سختیون کے باوجود نہین سے بردباری اور نرمی کی شعاعین بن بن کر نکل رہے تھے۔ گر اُنکی آنکھین اپنی زار وقطار رونے والی ماں کے چہرہ پر سے ایکدفعہ بھی نہ اُٹھین۔ ناچار پاپنیا نے روتے روتے زور سے مگر دھیمی آواز مین پکار کر کہا "لیشو مجھے بھی بچائیے۔ خدارا میرے حال زار پر بھی رحم کی نظر کیجئے"

یہ آواز مسیح کے کان مین پہونچی۔ اوھون نے اپنی ماں کیطرف سے آنکھ اُٹھا کر پاپنیا کی طرف دیکھا۔ اور اس ردمی حسینہ سے چار آنکھین ہونے کے بعد وہ چند لمحہ اُسکی طرف نہایت نرمی اور غمگینی کے ساتھ غور سے دیکھتے رہے۔ آہ! وہ نظر کیسی نظر تھی۔ جو پاپنیا کے دلمین بہشت کی نوری شعاعون کی طرح پار ہوگئی۔ جسکے اثر سے ایک عجیب برقی روشنی پیدا ہوئی جو اُس کے

تمام جسم مین دوڑ گئی - اور ایک نئی اور خوشگوار سی چیز نے اُسکے جسم اور روح پر قبضہ کر لیا - .....

پائی لیٹ اپنے محل کے مرمرین زینے پر کھڑا ہوا اپنی بیمار بیٹی کا انتظار کر رہا تھا - اُسکی آمد کی خبر اُسے پہلے سے مل چکی تھی - اور وہ ایسی حالت مین بیٹی کے ایسے دور و دراز سفر کے اختیار کرنے کے وجوہات کو امید و بیم کی حالت مین کھڑا سوچ رہا تھا - مگر اُسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آتی تھی -

بیٹی کو گاڑی مین غمگین صورت بنائے بیٹھا دیکھکر فرط محبت سے اُسنے ہاتھ پھیلا دیئے تاکہ قریب آنے پر اُسے گلے سے لگا لے -

مگر جب پاپٹیا گاڑی سے بغیر کسی کی مدد کے خود ہی اوتر آئی اور پالکی والون کو بھی قریب آنے سے منع کر دیا اور خود ہی کوہ لبنان کی ہرنیون کیطرح چوکڑیان بھرتی باپ کے محل کے زینے پر چڑھ گئی تو پائی لیٹ اُسے دیکھکر حیران رہ گیا - پاپٹیا کا دل باپ کی صورت دیکھکر بھر آیا - اور اُس نے روتے روتے اُسکے گلے مین (جو محو حیرت نیابت کیطرح خاموش کھڑا تھا) باہین ڈالکر ہچکیان لیتے لیتے کہا "اے ابا جان آج تو آپ نے خدا کو سولی پر چڑھا دیا"

محمد سعید صوفی ذیلع - سمالی لینڈ افریقہ

این چنین گردن دعوی نہ فراز دچکند — بہمی گر ہمہ برخویش تمنا ز دچکند
غیر ازین ہیچ متاعے نبود عاشق را — در قمار تو دل ار نیز نہ باز دچکند
عاشق از بسکہ بہ پیش تو زتو محروم است — دست اگر سوے تو گستاخ نیازد چکند
بسکہ در دمن از اندازہ دربان نگذشت — چارہ گر بامن بیچارہ چہ سازد چکند

شبلی دل زدہ در وادی غم دیر رسید
گرم اگر در رہ عشق تو نہ تازد چکند

فریاد موزون

(یعنی مسٹر اقبال کی مشہور نظم ایک پرندے کی فریاد پر تضمین)

از

حکیم محمد مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی

صیاد! خاک کھاؤن مین تیرا آب و دانا — میرے نصیب مین ہی رنج و الم کا کھانا
آزادیان چمن کی اب ہوگئین فسانا — آتا ہی یاد مجھکو گزرا ہوا زمانا
وہ جھاڑیان چمن کی وہ میرا آشیانا

وہ آشیان سے اڑنا سنکر صدا اذان کی — وہ صبح صبح سننا خبرین جہان تہان کی
وہ شاہد چمن کی روزن سے تاکا جھانکی — وہ ساتھ سب کے اوڑنا وہ سیر آسمان کی
وہ باغ کی بہارین وہ سب کا ملکے گانا

وہ گل کا چومنا منھ اک شان عاشقی سے — وہ اُن کا منھ بنانا انداز دلبری سے
باد صبا کا گل کو وہ چھیڑنا ہنسی سے — پتون کا ٹہنیون پر وہ جھومنا خوشی سے
ٹھنڈی ہوا کے پیچھے وہ تالیان بجانا

اچھی کہی یہ ہمدم تونے بھی حوصلہ کی — ہوکر قفس مین قیدی چھوڑون کسطرح جی
صیاد مہربان ہی - گو بات ہی انوکھی — آزادیان کہان وہ - پر اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے جانا اپنی خوشی سے آنا

وہ سرو کا دکھانا - رسنم کیطرح دم خم — اٹھکیلیان وہ کرنا باد صبا کا پیہم
غنچون کا مسکرانا - انداز سے وہ باہم — لگتی ہی چوٹ دل پر آتا ہی یاد جس دم
شبنم کا صبح آکر پھولون کا منھ دھلانا

مجھکو چمن صبا کی - اصلا نہین ہی چاہت — بہر زمان کی بالکل مجھکو نہین ضرورت

ہان ! شاہد چمن کی بیشک گران ہی فرقت — وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت

آباد جسکے دم سے تھا۔ میرا آشیانہ

وہ گل کہ زندگی ہی دل مین ہی یاد اُس کی — سامان دل لگی ہی۔ دل مین ہی یاد اُسکی
اُف دے رہی ہی دلمین چرکے سے یاد اُسکی — تڑپا رہی ہے مجھکو رہ رہ کے یاد اُسکی

تقدیر مین لکھا تھا پنجرے کا آب و دانہ

اس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤن — ڈر ہے یہین قفس مین۔ مین گھٹ کے مر نجاؤن

کیا پوچھتا ہی ہمدم مین کیون کراہتا ہون — مشق الم۔ ستم کا تودہ بنا ہوا ہون
اہل وطن کی فرقت مین۔ جی سے جا رہا ہون — کیا بد نصیب ہون مین۔ گھر کو ترس رہا ہون

ساتھی تو ہین وطن مین مین قید مین پڑا ہون

آئی بہار۔ کلیان پھولونکی ہنس رہی ہین — عطر سرور مین وہ گویا کہ بس رہی ہین
کیا ننھی ننھی بوندین۔ چھم چھم برس رہی ہین — پر اپنی آرزوئین وقف قفس رہی ہین

مین اس اندھیرے گھر مین قسمت کو رو رہا ہون

سب ہم صفیر اپنے سیرین اڑا رہے ہین — کچھ آ رہے ہین واپس کچھ اُڑتے جا رہے ہین
کچھ پی رہے ہین پانی۔ کچھ دانہ کھا رہے ہین — باغونمین بسنے والے خوشیان منا رہے ہین

مین دل جلا اکیلا دُکھ مین کراہتا ہون

آتی نہین صدائین اُنکی میرے قفس مین — ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس مین

ارمان ہی یہ جی مین اُڑ کر چمن کو جاؤن — اہل وطن کو دیکھون سب کو گلے لگاؤن
آزادی قفس کا قصہ اُنھین سناؤن — روؤن خوشی سے خود بھی اورونکو بھی رلاؤن

ٹہنی پہ گل کی بیٹھون آزاد ہو کے گاؤن

دُکھ دے رہا ہی دل کو اس قید کا اندھیرا — آ شمع حریت تو آزاد اس سے کر جا
اُڑتا پھرون چمن مین بے روک ٹوک ہر جا — بیڑی کی شاخ پر ہو۔ ویسا ہی پھر بسیرا

اس اُجڑے گھونسلے کو پھر جا کے مین بساؤن

کہتے ہین لوگ یون تو۔ چارہ نہین قضا سے — جاگے ہماری قسمت۔ پر ہی دعا خدا سے
سیر بن ہون پھر چمن کی۔ باتین ہون پھر اسی سے — چگتا پھرون چمن مین دانے ذرا ذرا سے
ساتھی جو ہین پرانے اُنسے ملون ملاؤن

پھر دن پھرین ہمارے۔ پھر سیر ہو وطن کی — اُڑتے پھرین خوشی سے۔ کھائین ہوا چمن کی

تن من جلا چکا ہون اب مجھ مین کیا رہا ہی — مدت سے میرے دل کو سودا سا ہو گیا ہی
سچ قول ہی کسی کا۔ غم بھی بُری بلا ہے — جب سے چمن چھٹا ہی۔ یہ حال ہو گیا ہی
دل غم کو کھا رہا ہی غم دل کو کھا رہا ہی

کیا جانین یہ مصائب آزاد رہنے والے — کچھ ہی کہا کرین یون۔ کہنے کو کہنے والے
ہان جانتے ہین دلکی کچھ رنج سہنے والے — گانا اسے سمجھ کر خوش ہون نہ سننے والے
دُکھے ہوے دلون کی فریاد یہ صدا ہی

زندہ رہا ہون۔ اب تک امید کے سہارے — گر ہو رہائی اپنی۔ پھر دن پھرین ہمارے
پھر قافلہ غمون کا دل سے مرے سدھارے — آزاد غم سے رہکر جیتے ہون ان گذارے
اُس کو بھلا خبر کیا۔ یہ قید کیا بلا ہے

آزاد مجھکو کردے او قید کرنے والے — مین بے زبان ہون قیدی تو چھوڑ کر دعا لے

پیمانِ وفا نکر فراموش — اے حسرتِ بیقرار خاموش
دیوانۂ حسن پاک دامان — ہی پردۂ دل مین عشق روپوش
اس عشوۂ نازنین کے جلوے — ہین دشمن عقل مصلحت کوش
پوشیدہ سکونِ یاس مین ہے — اک محشر اضطراب خاموش

آزاد ہی قید مین بھی حسرت
ہم دل شدگان خود فراموش

لائٹ آف حرم

منشی نادر علی خان صاحب نادر کاکوروی نے انگلستان کے جادو بیان شاعر سر ٹامس مور کی مشہور و معروف مثنوی **لالہ رُخ** کے ایک حصہ **Light of the Haram** کا اردو نظم مین ترجمہ موسوم بہ **لائٹ آف حرم** نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہی۔ حضرت نادر کی شیوا بیانی پبلک پر اچھی طرح روشن ہے اور اُن کے لئے کوئی ضرورت تعریفی الفاظ کی نہین ہی انگریزی نظم کو اردو نظم مین ترجمہ کرنے۔ اجنبی تشبیہات اور غیر مانوس خیالات کو مانوس رنگ مین رنگنے اور قافیہ ردیف کی پابندیون کے باوجود روانی سخن اور زور قلم کو قایم رکھنے کی دقتین ایسی ہین جنکا آسان کرلینا حضرت نادر ہی کا کام تھا۔ قصہ کا مختصر پلاٹ یہ ہی کہ جہانگیر بادشاہ نے کشمیر مین ایک میلہ دعوت **گل** کے نام سے بہت دھوم دھام سے کیا اور اس سامان تفریح مین نورجہان کی ایک گستاخانہ حرکت پر برہم ہوکر اُسکو شہر بدر کردیا۔ ایک شب کی مفارقت کے بعد دوسری رات کو دونون مین صفائی ہوگئی۔ بس یہ پلاٹ ہی جسکو شاعر کے زور قلم نے بڑہاکر آٹھ نو سو شعرونکی اچھی خاصی مثنوی کردی ہی۔ یہ چند اشعار جو ندر ناظرین کئے جاتے ہین اُس موقع کے اشعار ہین جب نورجہان معتوب اور راندۂ بارگاہ ہوکر ایک جنگل مین شب باش ہوئی ہی ملاحظہ کیجئے۔ بس اسی روانی اور بیساختگی کے ساتھ یہ مثنوی ختم کیگئی ہی۔ کون کہہ سکتا ہی کہ کسی انگریزی نظم کا ترجمہ ہی۔ ہمکو امید ہی کہ حضرت نادر کل لالہ رُخ کے ترجمہ کی کوشش کرکے ملک اور ملکی زبان پر احسان کرینگے۔

اڈیٹر

اب نور محل کو چلکے دیکھو — اس دعوت سے نکلکے دیکھو
اس دعوت مین بھلا کہان وہ — کہسار مین ہوگی بیگمان وہ
کوسون وہ راہ منزلون دور — پھرتی ہوگی کہین وہ مغرور

آہا جنگل کی اک کٹی مین — غربت مین اور بیکسی مین
انکا رتاوہ ہے ہم آغوش — بیٹھی ہی سر جھکاے خاموش
پھولون کا دہی دئے ہوے تاج — سر پر تاج اور آپہ بے تاج

ابتک وہی ہار ہے گلے مین — لیکن بیکار ہے گلے مین
دکھلائیگی تو بہار کس کو — اب آئیگا تجھپہ پیار کس کو
اب دیکھنے تجکو آئیگا کون — اب تجھکو گلے لگائیگا کون
یہ سوچکے اور بسوڑکر منھ — کہنے لگی وہ نمونا سے اونہہ
کوئی نہ ہو مجھکو غم نہین ہے — صحرا ہی مجھکو کم نہین ہے
تالابون کے آپنے تو ہین یان — منہ دیکھنے کیلئے تو ہین یان
ہان پہنون گی ہار پھر دونگی — اور یون ہی رہنے دیجے پھرونگی
اب روکنے والا مجھکو ہے کون — یان ٹوکنے والا مجھکو ہے کون
اب مجھکو کسی سے اسطہ کیا — محلات مین کیا ہے اور تھا کیا
محلات مین کیون ہمونگی اب مین — جنگل جنگل پھرونگی اب مین
پھر سوچکے اشک بھر کے کیا — سنگار اور گلے سے وہ ہار
کھینچا توڑا مروڑ ڈالا — کل دل کے زمین پہ دور پھینکا
اور خوب ہی پھوٹ پھوٹ روئی — زالو کو کوٹ کوٹ روئی
جنگل مین جلیس اور تھا کون — ڈھارس دیتا اسے بھلا کون
اک اسکی دایہ تھی نمونا — فتنہ کی حشر کی نمونہ
دنیا اسوقت کیا کوئی ساتھ — بس اک نکل آئی تھی وہی ساتھ
ہر چند کہ تھا بہت سن و سال — لیکن اچھے قوی تھے تا حال
پانی تھی کچھ ایسی اُسکے کاٹھی — بوڑھی ڈھڈ ہو تھی پھر بھی ٹھاٹھی
اُسوقت کو سن رسیدہ بڈھے — سب تھے بالاتفاق کہتے
یاد اسکی ہمین نہین جوانی — دیکھا کئے ہین ہم اسکو یون ہی
یہ فکر تھی اور عاقلہ تھی — جادو گرنی تھی اور ساورتھی

بلقیس کا وہ عظیم منتر — جسکا سکہ ہے دیو جن پر
وہ اسم اعظم سلیمان — وہ نقش خاتم سلیمان
جسکے سب بے یہ ہین موکل — ان سب کی تھی نمونا مل
کرلیتی تھی اک دم مین تسخیر — کیا کلوا بیر - کیا مہا بیر
ارواحین پاک اور ناپاک — بھوت اور پچھل پایان غضناک
لکھ لکھ کر گنڈے اور فتیلے — پھونکے دفنائے اور کیلے
رکھتی نہ تھی بھوت کا نشان — کر دیتی تھی آخ چھو جہان
صدقے لوٹنے نظر گذر کے — جادو منتر جہان بھر کے
علوی سفلی تھے سب اُسے یاد — ان باتون مین تھی غرض وہ استاد
جنات کو جب وہ کرتی تھی رام — تو یہ کون ایسا تھا بڑا کام

اک اُسکی نگہ کی تھی یہ تاثیر — تھی نور محل وہی وہی جہانگیر

یعنی پچھلے پھر اُسی رات — وہ رانڈہ بادشاہی محلات
بیٹھی تھی اوسی کٹی مین خاموش — اور منفعل و قوعۂ دوش
چپ بیٹھی تھی نمونا بھی اور — کرتی تھی اس انقلاب پر غور
آتے تھے تند تیز جھونکے — جب جھنجھیدار کھڑکیون سے
دل ہوتا تھا باغ باغ کیسا — جاتا تھا مہک دماغ کیسا
وہ پھول گلاب و یاسمن کے — نسرین کے اور نسترن کے
سوتے رہتے ہین جو کر دن بھر — اوٹھتے ہین شام کو چمک کر
اور وہ زرگل کی ہتھیلیان بند — دن بھر کی اپنی مٹھیان بند
یعنی خوشبوؤن کے خزانے — دیتے ہین کھول اک برسے
پھرتی ہی ہوا انھین اڑائے — دنیا کی آنکھ سے بچائے
کس لطف کی پیش آرہی تھین — جنت کی ہوائین آرہی تھین

معاشرت انسانی

اور

عورتون کی منزلت

نمبر ۳

عورتون مین اعلیٰ تعلیم نے ایک قسم کی خودسری پیدا کردی ہی اور وہ مردون کی اطاعت و فرمانبرداری کو عیب سمجھتی ہین - اس طرح ایک فرقہ عورتون کا ایسا اُٹھ کھڑا ہوا ہی جو اپنی مدد آپ کرنا چاہتا ہی اور چونکہ وہ اس تمدن کے زمانہ مین جبکہ کسی فرد کی کامیابی کا ذریعہ اعلیٰ تعلیم ہی ادنیٰ کوشش سے ہی اپنی قوت اور ملیحاج کے حاصل کرنے مین کامیاب ہو جاتا ہی اسلیئے ایک وجہ ان دو وجوہات احتیاج مین سے جو عورت کو مردون کی طرف ہوتی ہی مردون سے متعلق نہین رہتی - رہگیا صرف تعلقات زن و شوی کا قیام تو اُسکی حالت یہ ہی کہ عورتون مین اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے جو خودستائی آجاتی ہی وہ اسقدر دلچسپ ہوتی ہی کہ اُسکے مقابلہ مین اُس لطف و راحت کی کچھ بھی وقعت نہین ہوتی جو کسی مرد کے دامن سے اپنا پلّو باندھکر ایک عورت حاصل کرسکتی ہی کیونکہ چاہے مرد عورت کو دیبی فرض کرکے اُسکی پرستش ہی کیون نہ کرے لیکن بظاہر اس تعلق اور غلامی مین کوئی فرق نہین نظر آتا - ایسی عورتین اگر کبھی شادی بھی کرلیتی ہین تو آخری نتیجہ اُسکا بے لطفی ہوتا ہی - عورت کو مرد سے اور مرد کو عورت سے تنافر ہو جاتا ہی - یورپ کے سمجھدار مرد اس قسم کی عورت کو ناپسند کرتے ہین اور اُنکے یہان ایسی عورت نان سیکسڈ (غیر مجنس) کا لقب حاصل کرتی ہی - کیونکہ اسمین وہ فطری صفات جو عورت کے جوہر ہین نہین باقی رہتے - جون جون تمدن ترقی کرتا ہی عورتون کی حدود منزلت مردون کی

نگاہ مین زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہی کہ عورت اس نکتہ کو نہین سمجھتی اور اپنی خودستائی کے دھوکے مین اگر حقیقی لذت کو کھو بیٹھتی ہی۔

اگر زمانۂ جاہلیت پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ مین عورتون کی حالت لونڈیون سے کچھ ہی بہتر ہوتی تھی۔ مگر متمدن اقوام مین یہ حالت بالکل بدل جاتی ہی۔ گو اس امر سے انکار نہین ہو سکتا کہ ابتک عورتین بعض حیثیتون سے مردون کے مظالم و بے انصافی کا شکار ہین۔ تاہم بجز اُن ممالک کے جہان صنعت و حرفت کی ترقی نے اجرت پیشہ عورتون کی جماعت کو ترقی نا تنزل کی راہ پر لگا دیا ہی ہر جگہ عورتون سے محنت و مشقت کے کام نکال لینے کی کوشش کیجاتی ہی۔ اور کسی حالت مین بھی وہ سخت محنت کرنے پر مجبور نہین کیجاتی ہین مرد عورت کے ساتھ محبت کا اظہار کرتا ہی اور اُسکی عزت کرتا ہی۔ وہ حد درجہ کی محنت کرتا اور بڑی مشقت سے روپیہ پیدا کرتا ہی۔ کیون! صرف اس لئے کہ وہ آسایش و راحت خاندانی الفت اور اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل کرنے کی غرض سے اپنا جوڑا تلاش کرے عورت مرد کو اپنا محافظ خیال کرتی ہی اور کیسا محافظ جو اپنی انتہائی خوشی صرف اس امر کو خیال کرتا ہی کہ وہ عورت کے لئے ہر طرح کی دل چسپی کے سامان مہیا کر سکے اور اُسکے گرد و پیش ہر طرح کی دل بستگی کے اشیا جمع کر دے جس سے عورت کی زندگی نہایت درجہ خوشگوار ہو جائے اور عیش و عشرت مین کٹے۔ اس مین شبہہ نہین کہ اس قسم کے سامان عیش و عشرت ہمیشہ امرا اور خوشحال لوگ مہیا کرتے ہین کیونکہ وہ ایسا کر سکتے ہین مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ غربا جو کم استطاعت ہونیکی وجہ سے اس قسم کے سامان نہین مہیا کر سکتے یہ چاہتے ہی نہین کہ اُنکی بیبیان عیش مین بسر کرین۔ نہین اُنمین بھی اس قسم کی خواہش موجود ہوتی ہی اور ہر سمجھدار مرد اس کو اپنا منتہاے حوصلہ سمجھتا ہی کہ وہ اپنی بیوی بچون کو خوش رکھے اور تنازع للبقار

کی تکالیف و مصائب سے جہان تک ممکن ہو اُن کو سبکدوش کرے۔ اس امر سے تو انکار نہین کیا جا سکتا ہی کہ اب بھی بہت سے ظالم مرد ہین جو عورتون کو طرح طرح کے مصائب مین گرفتار کرنا اپنی مسرت کا باعث خیال کرتے ہین لیکن اس سے یہ نہین لازم آتا کہ عورت جو ایک مختصر سی حکومت کی فرمانروا ہی اور جسکا با جگذار اُسکا شوہر اور جسکی لونڈیان محبت و عزت ہون اس حکمرانی سے محروم کردی جائے

اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا مردون کی حالت نے زیادہ ترقی کی ہی یا عورتون نے تمدن کے ثمرات سے مردون کی بہ نسبت زیادہ نفع اُٹھایا ہی؟ واقعات پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عورتین ہی تمدن سے زیادہ فوائد حاصل کر رہی ہین۔ قدیم زمانہ مین عورتین سخت محنت کرتی تھین موجودہ حالت مین ہر خاندان کی مالی حالت کے لحاظ سے عورتون کی محنت مین کمی ہوتی جاتی ہی تمدن کی ترقی و تنازع للبقا کی صعوبتون کے ساتھ ساتھ مردون کو بہ نسبت پہلے کے زیادہ مشقت کرنا پڑتی ہی کیونکہ ہمکو صاف نظر آتا ہی کہ مردون مین معذورین کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہی جو اس بات کی دلیل ہی کہ وہ اپنی طاقت و رسائی سے زیادہ محنت کرتے ہین۔ مختصر یہ ہی کہ عورت اپنی گذشتہ حالت کی بہ نسبت موجودہ حالت مین بہت زیادہ خوش و خرم ہی۔

ان واقعات سے طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ عورت اگرچہ مردون کی مشقت کے مقابلہ مین کچھ بھی محنت نہین کرتی مگر تمدن کے اثرات سے سب سے زیادہ فیضیاب ہوتی ہی۔ یہ امر اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتا ہی کہ عورت کا تنازع للبقا کی جد و جہد مین حصہ لینا کسقدر غیر مدلل و بے بنیاد ہی۔ فطرت کا بڑا مقصد قوای فطری مین اقتصاد قائم رکھنا ہی اس بنا پر یہ کسقدر لغو و مہمل بات ہوگی کہ جو مقصد بغیر کسی محنت کے حاصل ہو سکے اُسمین خواہ مخواہ قوائے انسانی صرف کئے جائین۔

اسوقت تک تو ہمنے عام معاشرتی حیثیت سے بحث کی ہی کہ عورت کو معاشرت مین کیا مرتبہ حاصل کرنا چاہیئے - مگر اب ہم آجکل کے معرکتہ الآرا موضوع پر بحث کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ آیا عورت کو پالیٹکس (سیاست) مین دخل دینا چاہیئے یا نہین میری رائے مین کوئی سیاسی مسئلہ ہو اُسکو عورت سے کچھ بھی متعلق نہونا چاہیئے بلکہ آجکل کا مسئلہ "مشقت نسوان" اس قابل ہی نہین کہ پبلک اسطرف متوجہ ہو - کیونکہ عورتون کی پالیٹکس (امور سیاسی) مین مداخلت بالکل ہی غیر مفید ہی - یہ ایک ایسا ہتیار ہی جسکی عورت کو مطلق ضرورت ہی نہین -

موجودہ نظام سلطنت دراصل نتیجہ ہی گذشتہ فوجی نظام کا - اگلے زمانہ مین ایک ہی شخص فوجی سردار سلطنت کا حکمران اور صدر عدالت ہوتا تھا - وزیر و بہادر سپہ سالار مین شخصیت کا امتیاز نتھا ایک ہی شخص یہ دونون خدمات انجام دیتا تھا - حکومت کا مقصد اعلیٰ محض فوجی طاقت کو ترقی دینا تھا اس دور مین جبکہ معاشرت انسانی مین ترقی ہوئی ہی عورت جسکو قومی محافظت و مدافعہ سے مطلق کسیطرح کا تعلق نہین ہی کیونکر امور سیاسی مین بحیثیت ایک ممبر کے کام کرسکتی ہی

موجودہ زمانہ مین پالیٹکس (سیاست) فینانس (مال) اور علم الاقتصاد کا جزو ہے مگر ان امور سے عورتون کا تعلق بالکل ہی برائے نام ہی کیا ایک تجارت پیشہ شخص کی عورت نمایندون کے انتخاب یا اپنے شوہر کی جماعت کے حقوق کی حفاظت مین کچھ بھی دلچسپی لیتی ہی ؟ علاوہ بدین ہم مسئلہ "مشقت نسوان" کی ضرورت کو اُسوقت آسانی سے تسلیم کرلیتے جب ہمکو یہ معلوم ہوتا کہ اصناف کے حقوق مین کچھ امتیاز ہی اور ایک دوسرے کے حقوق بالکل یا کچھ علحدہ ہین مگر جبکہ عورت کے حقوق اُسکے خاندان کے حقوق سے بالکل متحد ہین اور ان حقوق کی حفاظت مرد اچھی طرح کرتے ہین تو یہ کون عقلمندانہ حرکت ہی کہ عورتون کو جن کی زندگی

ایسے خونخوار میدان مین لاکر کھڑا کر دیا جائے۔

ممکن ہی کہ یہ کہا جاے کہ عورتون کے خاص حقوق ہین جو مردون سے علیحدہ ہین لیکن چونکہ مقننہ مرد ہین اسلیئے اُنھون نے ان حقوق کو نظر انداز کر دیا اور جس قسم کے قوانین اُنھون نے بنائے وہ محض مردون کے فوائد ملحوظ رکھکر بنائے گئے مگر یہ بالکل حماقت کا خیال ہی کہ موجودہ قوانین پر عورتون کی سوشل منزلت بالکل منحصر ہی۔ کیونکہ سوشل منزلت نتیجہ ہی محض عادات و مراسم کا۔ کوئی قانون کتنا ہی جامع ہو لیکن اگر وہ قومی عادات و مراسم کے مخالف ہی تو وہ قانون کبھی بھی کار آمد نہین ہو سکتا۔ فرض کرو کہ ایک وحشی قوم مین جہان عورتون کی حالت بالکل لونڈیون کی سی ہی کوئی بادشاہ مساوات حقوق کا حکم جاری کرے تو کیا یہ امید کیجا سکتی ہی کہ یہ قانون جاری ہوگا۔ اور ایسے قانون کا کوئی اثر ہوگا۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ جب کوئی قوم تمدن مین ترقی کرتی ہی تو اس ترقی کا اثر عورتون کے عادات و مراسم پر نہایت اچھا پڑتا ہی اور خود مرد اپنی بیوی کی حالت کو ترقی دینے کی غرض سے ہر طرح کی کوشش کرتا ہی جسمین عورت کا حصہ مطلقاً نہین ہوتا۔ سوچو اور غور کرو کہ عورت کے تنازع للبقا مین مداخلت کرنے سے کوئی نتیجہ نکل سکتا ہی جبکہ مرد خود اُسکی ہر طرح کی مدد کو طیار ہی۔

× × × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

ذہین طباع اور غیر معمولی قابلیت کی عورتین بلا شبہہ اُسکی مستحق ہین کہ وہ مردون کی طرح محنت کرین۔ یہ بالکل ہی احمقانہ ظالمانہ و متعصبانہ حرکت ہوگی اگر وہ ایسے حقوق سے محروم رکھی جائین۔ اور محض اسلیئے کہ وہ عورت ہین اُن کی کوششون کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن ہمارے قوانین مثل اور قوانین کے عام لوگون کی ہدایت کیلیئے بنائے جاتے ہین اور جسطرح ہر کلیہ مین استثنا ہوتا ہی وہی حالت ان غیر معمولی قابلیت کی عورتون کی ہی یعنی وہ عام اصول معدومۃ الاجتہاد

سے مستثنیٰ ہین۔

ہر قسم کی مشقتین تکلیف دہ ہین۔ تمدن نام ہی مردون کی اس بہادرانہ کوشش کا جو وہ اپنے تئین ان مشقتون کے شکنجے سے نجات دینے کیلئے کرتا ہی یا کم سے کم اس بوجھ کو ہلکا کرنے کی سعی کرتا ہی۔ یہ قانون فطرت ہی کہ بنی نوع انسان کو اپنے مقاصد زندگی کے حاصل کرنے مین جسقدر کم قوت صرف ہو سکے کرنا چاہیئے اسلئے کیا یہ امر خلاف قانون فطرت نہ ہوگا کہ انسان کی وہ صنف جو اپنی خوشی و راحت بغیر کسی محنت کے حاصل کر سکتی ہو اپنے تئین خواہ مخواہ زندگی کے اُن کشاکش اور جھگڑون مین مبتلا کرے جو کبھی بھی کم نہین ہوتے۔ یہ فعل اُسکا صرف اُسیکو نقصان نہین پہونچاتا ہی بلکہ اُسکے ماحول اور تمام معاشرتی اقتصاد کو نقصان رسان ثابت ہوگا۔

ضیاء الحسن علوی

نوٹ

سمبر کے الناظر مین چند غلطیان ایسی رہگئی تھین جنکی صحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی۔ معاونین الناظر اپنے اپنے رسالون مین صحت فرمالین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۳	جستجو ہی	جستجوے
۲۳	۱۳	آفرین	آخرین
۲۴	۱	خدا نگر ہی	خدا نگر بھی
//	۶	خلیل	جلیل
//	۱۳	قصہ	قصد

ایک نہایت ہی ناقابل معافی غلطی یہ ہوگئی کہ خاتمہ پہ و نیز فہرست مضامین مین صاحب قصیدہ کا تخلص بجاے فصیح کے احسان چھپ گیا۔

اڈیٹر

عزت اور عورت

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

جسطرح مختلف ملکون کی آب وہوا اور مختلف انسانون کی شکلون مین فرق ہوتا ہی اُسیطرح مختلف ملکون اور مختلف قومون کے رواجات اور رسوم مین بھی فرق ہی - صرف مذاہب یا امور مذہبی اور عقائد مین ہی فرق نہین ہوتا بلکہ روزمرہ امور اور طرز عمل مین بھی توحد اور یکسانیت نہین ہوتی - مذہبی امور یا عقائد مین جو فرق ہوتا ہی وہ ایک ایسا فرق ہے جسکی وجہ اور علت اگرچہ بعض رسمین اور بعض توہمات بھی ہوتے ہین لیکن پھر بھی اونکے باہم مقابلہ کرتے وقت کچھ نہ کچھ پیچ یا ضد پائی جاتی ہی - یہ جدابات ہی کہ کوئی شخص ایک خاص تحقیقات کے بعد کسی دوسرے مذہب کی بعض باتون کا اعتراف کرے اور اُنھین اختیار کرکے اپنے سابقہ اعتقادات سے روگردان ہو یا اُنکی تاویل کرکے اپنے عقائد کی اُن سے تطبیق کرے -

ہر شایستہ قوم مین خدا کی تقدیس اور تعظیم کی جاتی ہی یا یہ کہ جسقدر مذہبی قومین ہین اُن سب مین خدا پرستی اور خدا کی تقدیس کسی نہ کسی حد تک کی جاتی ہی - گو خدا پرستی اور خدائی تقدیس کے طریقون مین گونہ یا کچھ نہ کچھ فرق ہو لیکن خدا پرستی مین عموماً کچھ فرق نہین ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ دنیا کی کل قومین خدا پرست ہین اور اندرونی تفریقات کا ذکر نہ کیا جائے تو بادی السماعت مین یہی کہنا پڑے گا کہ جتنی قومین خدا پرست ہین اون مین کوئی فرق نہین ہی - یا نہ ہونا چاہیئے لیکن جب ذرا تفصیل کی جائے گی تو یہ بات حیران کرنے والی سنائی دے گی کہ باوجود ایک فرض مشترک کے بھی اس خدا پرستی مین ہزارون مناقشتین اور اختلافات ہین اور یہی مناقشتین اور اختلافات صدہا بکھیڑون اور فسادون کے موجب ثابت ہوتے ہین اور ان کی بدولت دنیا مین اکثر اوقات

خوفناک کہرام مچتا رہا ہی۔ لیکن باین ہمہ یہ ہمیشہ کیا جاے گا کہ جن جن قومون مین خدا پرستی کا ولولہ یا خیال پایا جاتا ہی وہ سب خدا پرست ہین۔ بے شک یہ کہا جائیگا کہ خدا پرستی کے طریقون مین فرق ہی لیکن یہ نہین کہا جائے گا کہ خدا پرستی کا خیال ان قومون مین نہین پایا جاتا۔

اسی قسم کی اور چند باتین بھی اس نظر کی تائید مین پیش کیجا سکتی ہین۔ مرد اور عورت کے رشتہ یا تعلقات کی نسبت بھی یہی نظر پیش کرنا کوئی جلد بازی نہ ہوگی۔ عورت اور مرد کے تعلقات یا رشتہ کی نسبت ہمیشہ سے سوشل (معاشرتی) یا مذہبی یا قانونی رنگ مین بحث رہی ہی۔ اگر ہم غور سے مختلف مذہبون کی کتابون کا مطالعہ کرین گے تو ہمین یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگرچہ اسبارہ یا ایسی بحث مین سب مذہبون کی غرض مشترک ایک ہو لیکن اُن کے خیالات یا احکام مین کسی نہ کسی حد تک فرق ضرور پایا جاتا ہی۔ سوشل رسوم کے اعتبار سے عموماً فرق موجود ہی۔ مذہب کے احکام یا عقائد الگ رکھکر ہم باعتبار عام خیالات کے یہ دکھانا چاہتے ہین کہ عورتون اور مردون کے تعلقات رشتہ یا عزت و قدر اور محبت و نفرت کی نسبت کہان تک اور کس رنگ کی مختلف قومون کے خیالات مین ہی۔ ہم اس بحث مین سب قومون یا سب ملکون کی نسبت جداگانہ بحث نہین کرین گے صرف یوروپ اور ایشیا کی قومون سے بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل بعض گروہون مین یہ بحث دلچسپی سے کی یا سُنی جاتی ہی کہ یوروپ مین عورتون کی عزت و احترام کا جو معیار ملحوظ رکھا گیا یا رکھا جاتا ہی وہ ایک نہایت اعلیٰ معیار ہی اور ایشیا کا معیار اُس سے کہین کم یا قابل اصلاح ہی۔ بہت سے لوگ اس بحث مین یوروپ کی طرفداری کرتے ہین اور بہت سے ایشیائی پہلو لیتے ہین۔ اس بحث مین زیادہ ہٹ دھرمی یا ضد کی کوئی ضرورت نہین ہی کیونکہ

اگر یہ مان لیا جائے کہ ایک ملک یا ایک قوم کے رواجات اور رسمین بھی کوئی اثر یا کوئی وقر رکھتی ہین تو پھر زبان اعتراض کسی حد تک بند کرنا پڑتی ہی۔ ایسے امور کے متعلق ہمیشہ تین امور زیر بحث رہتے ہین۔

(الف) رواج

(ب) رسم

(ج) طریق آداب

بے شک یہ کہا جائیگا کہ بعض رواجات اور بعض رسمین اپنی ذات مین کوئی خوبی اور کوئی فائدہ نہین رکھتی ہین لیکن جب تک وہ رسم اور وہ رواج چھوڑ نہ دیا جائے تب تک اُسپر محض یہ اعتراض کیا جاسکتا ہی کہ وہ رسم یا رواج خراب ہی۔ اسی طرح طریق آداب کی نسبت بھی خیال کیا جاسکتا ہی۔

ایشیا کی طرح یوروپ کے ملک یا یوروپ کی قومون مین مردون اور عورتون کے احترام اور اعزاز کی نسبت بھی بعض ایسی رسمین یا ایسی باتین پائی جاتی ہین کہ جو بادی النظر مین اپنی ذات مین کوئی خوبی یا فائدہ نہین رکھتی ہین۔ اسی طرح خطۂ ایشیا مین بھی چند ایسی باتین یا طریق عمل ہون گے۔ جو ایک یوروپین نگاہ مین کوئی خوبی یا کوئی وقعت نہ رکھتے ہون۔ اس وقت بڑی بحث یہ ہی کہ ہندوستان یا ایشیا مین عورت کی کوئی قدر یا منزلت نہین ہی اور یوروپ مین مردون کی نگاہون مین عورتون کی خاص عزت یا خاص احترام ہی۔

میری راے مین اگر یہ کہا جاتا کہ ایشیا یا ہندوستان مین عورتون کے احترام یا اعزاز کا کچھ اور طریقہ ہے اور یوروپ مین کچھ اور ہی یا یہ کہ واقعتاً کچھ کچھ قابل لحاظ فرق بھی پایا جاتا ہی تو شاید کسی حد تک درست ہوتا۔ الزام دینے کے لیے سب صورتون اور سب عملیات کو بُرے پہلو سے دیکھنا یا بُرے معنون مین لینا ایک محققانہ

مسامحت ہے۔

بعض دفعہ یہ بات بھی غلطی مین ڈالتی ہی کہ لوگ بعض وقت یہ سوچتے ہین کہ صرف عورتون ہی کا یہ کام ہی کہ مردون کی عزت کرین اور اسی طرح بعض وقت یہ بھی کہا جاتا ہی کہ صرف مردون ہی کا یہ فرض ہی کہ وہ عورتون کی عزت اور احترام مین کامل ثابت ہون یہ دونون قسم کی غلط فہمیان کیون پیدا ہوتی ہین صرف اسواسطے کہ بعض لوگ مردون اور عورتون کی حیثیت اور درجون یا کامون مین فرق نہین کرتے یا نہین کر سکتے۔

اگر ہم سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا عورتون اور مردون کا کامون اور فرایض کے اعتبارات سے ایک ہی درجہ ہی تو شاید ہم دنیا کی دوسری درجہ بندیون کے اعتبار سے یہ کہنے پر مجبور رہون گے کہ ان دونون قسم کی مخلوق کی درجہ بندیون مین کتنا فرق ہی۔ جب ہم یہ فرق تسلیم کرتے ہین تو کوئی وجہ نہین کہ اونکی وقعت۔ احترام اور طریق آداب مین کوئی فرق نہ کرین۔

دونون قومون کے طریق عملیات کے مقابلہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ۔(۱) یورپ مین عورت کی عزت اور احترام یا اقتدار اس لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہی کہ وہ بھی مرد کے بالمقابل ایک درجہ اور ایک حق رکھتی ہی۔ جسطرح مرد عورت کا مددگار اور داہنا بازو ہی اسی طرح عورت بھی تمدنی منازل مین مددگار ہی دونون کی شرکت موجب برکت ہی اور ایک کے بغیر دوسرا نہین چل سکتا (۲) ایشیائی ملکون مین ان مراتب کے علاوہ عورت کو ایک قیمتی۔ بے بہا۔ نازک مخلوق بھی تسلیم کیا گیا ہی۔ اس زائد حاشیہ سے دونون ملکون یا دونون قومون کے طریق احترام مین ضروری تھا کہ کچھ نہ کچھ فرق ہو جائے۔

ایک یورپین جنٹلمین ایک لیڈی کا ہاتھ چومتا۔ یا اسسے بوسہ دیتا یا اس سے

ہاتھ ملاتا ہی اس غرض سے کہ اسکی نظرون مین اُسکی عزت اور اُس کا احترام واجبی ہے اُسکے مقابلہ مین ایک ایشیائی شریف آدمی جب ایک اجنبی عورت دیکھتا ہی تو نیچی نظرین کرکے گذر جاتا ہی اور اُس سے ہاتھ ملانا اوسکو بوسہ دینا اُسکے واجبی اور قیمتی احترام مین دست اندازی کرنا سمجھتا ہی۔

ایک یورپین جنٹلمین ایک لیڈی کو کمر مین ہاتھ ڈالکر لے جاتا یا گاڑی پر سوار کرا دینا ایک احترامی عمل سمجھتا ہی لیکن ایک شریف ہندوستانی ایسا کرنا اور ایک لیڈی کی کمر کو ہاتھ لگانا لیڈی کی ہتک خیال کرتا ہی۔ پہلا شریف یہ سمجھتا ہی کہ اسطرح لیڈی کی امداد کرتا اُسکی عزت افزای ہی دوسرا یہ سوچتا ہی کہ جب لیڈی کی عزت اسقدر بالاتر اور اعلیٰ ہی کہ اُسے کسی غیر مرد کا ہاتھ چھو تک نہین سکتا تو اُسکے لئے اسطرح اُسکی کمر کو ہاتھ لگانا جائز نہین ہوسکتا۔

ایک یورپین جنٹلمین لیڈی سے پہلے بندون نظرین نظر ملا کر بات چیت کرنا اُسکی عزت خیال کرتا ہی لیکن ایک ہندوستانی یا ایشیائی غیریت کی صورت مین ایسا کرنا لیڈی کے حضور مین اپنی گستاخی تصور کرتا ہی۔

یورپ مین عورت ایک ایسی مخلوق ہی جو مردون کی طرح ہر میدان مین پوری اُتر سکتی ہی اور مردون کی عزت اور اُسکی عزت مین کوئی تمیز نہین کیجاسکتی لیکن ایشیا والون کی نظرون مین عورت دیویون کی طرح مقدس اور پھول کی طرح نازک اور لطیف ہی اور اُسکی عزت اور احترام بہ حیثیت ایک عورت کے مردون سے کہین زیادہ اور قیمتی یا نازک ہی۔ اُن کے نزدیک ایک غیر عورت کو ہاتھ لگانا ایک مقدس دیوی کی بے آبروئی کرنا ہی یا ایک ایسے پھول کا سونگھنا ہے جسکو وہ سونگھ نہین سکتا۔ ایشیائی نظرون مین عورت کی عزت عورت کا احترام دنیا کی کل عزتون اور کل احترامات سے بڑھا ہوا ہی کسی غیر مرد کا ہاتھ

یہ حق نہین رکھتا کہ کسی غیر عورت کو چھوے اور اُس سے مس کرے۔ عورت کے واسطے سب سے اعلیٰ اور قیمتی زیور عصمت تجویز کیا گیا ہی۔ اور یہ شرط لگا دی گئی ہی کہ جسطرح ایک پھول دوسرے کے ہاتھ مین جا کر اپنی لطافت اور اپنی نزاکت کھو بیٹھتا ہی اسی طرح کسی عورت کا غیر مرد سے مس کرنا اُسکے احترام اور اُسکی عزت مین فرق لاتا ہی۔

جو شخص ایک لیڈی کے ساتھ کہلے بندون گفتگو کرتا اور نظر سے نظر ملاتا ہی وہ بمقابلہ اُس ایشیائی شریف کے کچھ اور درجہ رکھتا ہی جو غیر عورت کو اُسکے احترام کی خاطر نظر بھر کر بھی نہین دیکھتا۔ جسطرح ایک بادشاہ اور ایک ملکۂ مقتدر کے سامنے رعایا کے لوگ اور نوکر چاکر نظر نہین اُٹھا سکتے اسی طرح ایشیائی قانون احترام کے موافق کوئی غیر مرد غیر عورت سے نظر تک نہین ملا سکتا یہ ایک حد درجہ کا واجبی احترام ہی۔

اب ان دونون احترامات اور طریق اعزاز مین فرق کرنا مبصرین کا کام ہی۔ دیکھنا یہ ہی کہ صحیح پیمانہ پر کسکا عمل ہی اور کون سا عمل بعض لغزشون سے محفوظ رکھ سکتا ہی اور کون سا عمل بعض لغزشون مین بآسانی ڈال سکتا ہی۔ غرض دونون کی تقریباً ایک ہی ہی۔ یوروپین اپنے رنگ مین عورت کی عزت کرتے ہین اور ایشیائی اپنے رنگ مین۔ ایک قانون یوروپین ہی اور دوسرا ایشیائی۔ یہ جدا بات ہی کہ ان دونون قوانین پر عمل کون کون کرتا ہی اور کون سی قوم اپنے اپنے قانون کی زیادہ عزت کرتی ہی۔ لیکن دونون قومون نے عمل کرنے کیواسطے جو جو قانون پیش کیا ہی وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہی اور باوجود ایک قدر مشترک ہونے کے دونون مین عملاً امتیاز پایا جاتا ہی۔

اس سے یہ بحث کسی حد تک ختم کیجا سکتی ہی کہ ایشیائی نظرون مین عورت

کی کیسی عزت اور کیسا احترام ہی اور اُسکی وقعت اور قیمت کیا ہی اور یورپین نگاہون مین عورت کی عزت اور احترام کس حد تک ہی اور یہ بھی بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہی کہ ان دونون قوانین مین سے وہ کون سا قانون ہی جو زیادہ تر محفوظ ہی اور جس مین اُلجھنون کا کم اندیشہ ہی۔

تنگ آمدم از جنون نمیدانم
زنجیر بگردن کہ اندازم

سلطان احمد۔ جالندھر پنجاب

تاریخ تمدن

بکلس ہسٹری اف سولیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اُردو مرحوم منشی محمد احد علی صاحب بی۔اے ایل ایل بی کی بے نظیر قابلیت کا نمونہ۔

کاغذ اعلیٰ درجہ کا چکنا اور مجلد فی نسخہ عہ
کاغذ اوسط درجہ کا اور مجلد " عہ
" غیر مجلد " عہ
محصول ڈاک ویلو ذمہ خریدار

مقامات ذیل سے کتاب ذریعہ ویلیو یا نقد قیمت پر ملسکتی ہی:۔

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ۔ دفتر رسالہ الناظر لکھنؤ۔

سالومن کمپنی کا مجرب عرق دافع ملیریا

ہر قسم کے تپ ولرزہ وتحال وجگر کی بیماریون مین اکسیر کا کام کرتا ہی۔

قیمت فی شیشی عہ

سالومن کمپنی انگریزی دواخانہ
امین آباد لکھنؤ

خبرین

پتھر کا کوئلہ

ممالک متمدنہ یورپ و امریکہ نے اسی کوئلہ سے بیحد فائدہ اٹھایا ہی۔ ہندوستان کے لوگ بھی اگر چاہین تو بہت کچھ فائدہ حاصل کرسکتے ہین ابھی تک اس کوئلہ سے انجنون ہی مین زیادہ تر کام لیا جاتا ہی لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ اگر عام طور پر انگیٹھیون مین اور کھانا پکانے مین اسی کا استعمال کیا جاے تو نہایت کفایت رہے گی۔ اور صرف یہی نہین کہ اس کوئلہ کے استعمال سے بچت ہوگی بلکہ اس طریقہ سے بھی ملک کو فائدہ ہوگا کہ جو لکڑی اسوقت جلائی جاتی ہی وہ جنب جلیگی تو جنگلات اور دیہات کے درختون کی قیمت فائدہ مین رہیگی۔ کھاد کیلئے گوبر مہیا ہوسکیگا اگر اوپلون کا جلانا متروک ہوگیا۔ اور یہ ملک کی عام پیداوار کے واسطے نہایت مفید ہوگا۔ اور اس کوئلہ کی تجارت کو فروغ ہونے سے جو عام فوائد اہل ملک کو ہون گے وہ مزید برآن ہونگے کوئلہ کی کانون مین کام کرنے والون کی تعداد بڑھیگی۔ ریلوے کا کام بڑھیگا تو آمدنی اور گنجایش نکلے گی۔ ادہر ادہر دیہات قصبات اور اضلاع وغیرہ مین کوئلہ پہونچانیکے لئے جو ذرائع اختیار کیے جائین گے انکی بدولت ایجنٹون مزدورون وغیرہ کی بہت گنجایش نکلے گی غرضکہ ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہی۔ لیکن یہ کوئی آسان امر نہین ہی کہ سارے ہندوستان مین ایکدم سے کوئلہ کا رواج ہوجاے۔ پھر بھی اگر کوشش کیجاے اور لوگون کو اسکے فوائد بتاے جائین تو ایک حد تک کامیابی ممکن ہے۔ یہان لکھنؤ مین اور دوسرے بڑے بڑے شہرون مین۔ حلوائی۔ نانبائی۔ اور دوسرے لوگون نے اس کا استعمال شروع کردیا ہی اور انکو اس سے بہت فائدہ پہونچتا ہی۔

پتھر کے کوئلہ مین حرارت پیدا کرنیکا مادہ بمقابلہ لکڑی دوگنا ہی اور اگر عمدہ قسم کے چولھون سے کام لیا جاے تو چوگنی حرارت حاصل کیجا سکتی ہی۔ کوک اگر معمولی چولھے مین جلائی جاے تو وہ بھی دوگنی حرارت پہونچاتی ہی حالانکہ لحاظ قیمت لکڑی سے ارزان ملتی ہی۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہین کہ پتھر کے کوئلہ کو جلانے کیلئے خاص انتظام کی ضرورت ہوگی مگر درحقیقت نہایت معمولی سے لوہے کے چولھے سے کام لینے مین بھی فائدہ ہی۔ عمدہ چولھا ہو تو بیشک زیادہ فائدہ ہوتا ہی۔ دلایتی چولھے تو بہت گران

ہوتے ہین لیکن اب ہندوستان مین اگر مقامات لوہے کے کارخانہ کھل گئے ہین اور ہوشیار اور چالاک مستری تو ہر جگہ موجود ہین اگر ان مین ذرا بھی مادہ جدت کا ہو تو یہی لوگ مقامی ضرورتون کو پورا کرنے کیلئے اپنے کمال و ہنر سے کام لے سکتے ہین۔

یورپ مین ایک نئی قسم کا کوئلہ چلا ہی جو معمولی پتھر کے کوئلہ اور کوک کے ساتھ ایک درمیانی نسبت رکھتا ہی۔ یہ کھانا پکانے کیلئے کوک سے بھی بہتر ہے۔ کیونکہ اسمین حرارت پہونچانیکا مادہ زیادہ ہی اور جلتا بھی آسانی سے ہی اور چونکہ اسمین سے دہوان پیدا کرنے والے اجزا جل گئے ہوتے ہین یہ کوک اور معمولی پتھر سے بدرجہا کم دہوان دیتا ہی۔ اور اگر ہندوستان کی کوئلہ کی کانون کی مالک کمپنیان اسی قسم کا کوئلہ یہان تیار کرین تو انکو بہت فائدہ ہوگا ہمین یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ لاہور کی صنعتی نمایش مین جو دسمبر مین ہونیوالی ہی شاہ ولیس کمپنی کی کلیری لکڑی اور پتھر کے کوئلہ کو مقابلہ کرکے دکھائینگے کہ پتھر کے کوئلہ کے استعمال مین کتنی کفایت اور فائدہ ہی اگر ہر سال اس سے ہندوستان کی نمائش مین اور دوسرے مقامی نمایشون مین اس قسم کے عملی تجربات دکھائے جائین تو ملک کے ہر صوبہ کے لوگ ایک حد تک کوئلہ کے منافع سے واقف ہوجائین اور اگرچہ تمام ایسے تغیرات نہایت آہستگی سے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہان اقتصادی حالت اتنی سرعت سے متغیر ہو رہی ہی کہ اس قسم کی اہم تبدیلیان لابدی ہوگئی ہین اور یقینی بہت جلد مقبول ہوجائینگی

قطب شمالی

قطب شمالی کی دریافت مین بہتیرے جغرافیہ دان سرمارتے رہے مگر کامیابی کا سہرا ڈاکٹر کک ہی کے سر بندھیگا جسنے [illegible] مہینہ مین دنیا تک پہونچنے کا اعلان کیا ہی ڈاکٹر کک کی یہ کامیابی اور بھی قابل وقعت ہوجاتی اگر ان کے اعلان کے چند ہی روز بعد انکے رقیب اُٹھ کھڑے ہوتے۔ یعنی کمانڈر پیری جو روزویلٹ نامی جہاز پر سوار ہوکر اس مہم پر گئے تھے۔ انھون نے عین اسوقت جبکہ ڈاکٹر کک کی تعریفون کے ایک طرف انبار لگ رہے تھے اور دوسری طرف جغرافیہ دانون اور ماہرین علم ہیئت کے طبقہ مین انکی طرف سے بدگمانی پھیلی ہوئی تھی اس میدان مین آکر ڈاکٹر کک کے بیانا تکی تردید کی جس سے انکے بیانات کی اہمیت مین تو کوئی کمی واقع نہین ہوئی لیکن انکی سچائی مین شکوک پیدا ہوگئے لطف یہ ہی کہ ڈاکٹر کک کے تفصیلی بیانات کمانڈر پیری کے متعلق بھی وہی شکوک پیدا کرتے ہین جو خود اُسکے بیانات سے ڈاکٹر کے متعلق پیدا ہوتے ہین۔ دیکھین سچا کون ثابت ہوتا ہی۔ ؟

ضعف دماغ و ضعف بصر	ورد و تعویذ و نقرس	ہاضمہ کی خرابی اور قبض کی شکایت
ضعف و قبض و کمی اشتہا	ورد و تعویذ و پیٹ کا درد	لقوہ یا فالج کا اثر
فتور ہاضمہ	ورد و تعویذ	کمزوری کا ہونا
اختلاج قلبی و دمہ	ورد و تعویذ	بواسیر
طاعون	ورد و تعویذ	ہیضہ

تعویذات

تعویذ برائے ضعف دماغ و ضعف بصر

جناب خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے ضعف دماغ اور ضعف بصر کی شکایت میں مبتلا تھا۔ ہر قسم کی دوائیں استعمال کیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

تعویذ برائے ضعف و قبض و کمی اشتہا

علاوہ بیان شدہ شکایات کے میں قبض اور کمی اشتہا کی شکایت میں بھی مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوائیں بھی کھائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

تعویذ برائے ضعف و فتور ہاضمہ

جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے ضعف ہاضمہ کی شکایت میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوائیں بھی کھائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

تعویذ برائے کمزوری

جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے کمزوری کی شکایت میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوائیں بھی کھائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

تعویذ برائے لقوہ یا فالج کا اثر

جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے لقوہ یا فالج کے اثر کی شکایت میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوائیں بھی کھائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

تعویذ برائے ہاضمہ کی خرابی اور قبض کی شکایت

جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میں عرصہ دراز سے ہاضمہ کی خرابی اور قبض کی شکایت میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوائیں بھی کھائیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک صاحب کے کہنے سے یہ تعویذ لکھا اور استعمال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اس لئے میں اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

یہ سب دوائین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصۂ ملک مین مشہور ہین

عرق ممیرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول مار - جاذب رطوبات جالی مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال مفید فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عدد

سفوف سامری - مقوی معدہ واعصاب ودماغ ومولد خون صالح ہی مشانہ اور گردہ کی بیماریون مین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع - (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین - بخار کی حالت مین بھی استعمال ہوسکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۴ر ۳۰ گولیان ۸ر

حبوب تپ کہنہ وسرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کردیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عدد

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع - چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے - یہ حکیم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب ادویات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیونکی قیمت عدد

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح - مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے - ۲ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ ۵ر

روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھولے ہوے ہون لگاتے ہی فورا مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاے گا -

قیمت فی تولہ ۴ر

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہیئے - کان کے تمام امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے -

قیمت ایک تولہ ۵ر دو تولہ ۹ر تین تولہ ۱۴ر پانچ تولہ ۱۸ر

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانے کے واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ۱ر ٹکٹ آنے پر روانہ کی جا سکتی ہین -

ترکیب استعمال و پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصول ڈاک و وی پی ہر صورت مین ذمہ خریدار رہیگا -

پروپرائٹر - جناب **منشی محمد احتشام علی صاحب** رئیس و مالک کارخانہ آئس فلاور اینڈ آئل ملز - لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - **منیجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ** کے پتہ سے آنا چاہئین -

شاویلیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہے تمام ریلوے کمپنیان خرید کرتی ہین۔

اسٹیم کول۔ کارخانون اور ریلوے کیواسطے۔

کوک سخت (ڈھلائی کے کام کے واسطے)

کوک نرم (گھر مین جلانے اور کھانا پکانے کیواسطے)

کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور جوئے کے پھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہے۔ نمونہ طلب کیجئے اور نرخ طلب فرمائیے۔

موٹر کار ڈ کے لئے پٹرول (تیل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آپکو کہین نہین ملیگا۔

فرمایش پتہ ذیل سے آنی چاہیئے۔

ایجنٹ شاویلیس کمپنی نمبر ۱۱۳۔ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے۔ قیمت عہ

ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کالرل بہترین دوا ہے قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوئے ہین۔ بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہے قیمت عہ

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہے قیمت عہ

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن سے تیار ہوا ہے۔ ماہاپھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴ر

باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایکدنمین اچھا کردیتا ہے قیمت عہ

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشہر سے بھی مل سکتی ہین۔

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا ایلی لیبو ریٹری۔ دادار۔ بمبی

دی شاہ ایجنسی

جو گیارہ برس سے اپنا کاروبار بہت دیانت اور ایمانداری سے کر رہی ہے اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور رؤسا سے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکی ہے۔

امتحاناً ایک بار فرمایش کیجئے اگر کوئی سے فرمایش سے خلاف ہو تو بلا تامل واپس فرمائے گا۔ لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل عطریات روغن خوشبو۔ چٹنی واچار۔ مربہ جات۔ عرقیات۔ شربت وادویات یونانی۔ تمباکو خمیرہ۔ قوام۔ گولی مشکی و سادہ لچکہ گوٹہ وچٹکی۔ اشیاء زردوزی۔ دکارچوبی۔ چکن فرد لحاف دپلنگ پوش۔ ظروف مسی وبرنجی زیورات نقرئی وطلائی۔ سادہ وجڑاؤ۔ میوہ ہائے فصلی خربزہ وآنبہ۔ درختان قلمی انبہ۔ ودیگر اشیاء (جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہے جو ۰ر کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہے) نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی۔

قیمت فرمایش کیساتھ آئے ورنہ قیمت طلب بارسل بھیجنے کی اجازت ہو۔

المشتہر

شاہ محمد خان رسالک مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ

گریمو فون

اقسام مختلفات

براہ راست

دی گریمو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

سے کیون نہ خریدیے کیجئے - جہان سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہی

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۲۵ عہ	۱۰ - انچھ یکطرفہ	عہ ۸
نمبر ۲ الف	۴۵ عہ	" " دوطرفہ	ے ر
نمبر ۵	۷۵ عہ	۱۲ " یکطرفہ	ے ر
نمبر ۱۱	۱۱۲ عہ	" " دوطرفہ	۱۰ عہ
نمبر ۱۲ میاٹر	۲۲۵ عہ	" یکطرفہ	عہ ر

ہمارے یہان گریمو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۷۵ عہ سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین دیگر متعلقہ اشیا الیم سوئیان کمانیان ساؤنڈ بکس ریکارڈ کیس وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہی گریمو فون سانگ بک جسمین تقریبًا ۵۵۰ گریمو فون ریکارڈونکے گانے مہ مشہور گویون کے ہاف ٹون فوٹو گراف کے درج ہین قیمت عہ ر

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

جامعیت بیان نمائے ہر صفحہ ۲۷

الناظر

۱۹۲۷ء

نمبر ۵ | یکم نومبر ۱۹۲۷ء عیسوی | قیمت بقدر قدردانی

فہرست

		صفحہ
بکرماد تیہ	دیانت حسین صدیقی	۱
مذہبی رنگ	"گوشہ نشین"	۷
شباب	سید محمود حسین جعفری	۱۸
ریویو تاریخ تمدن	ضیاء الحسن علوی	۲۵
مناجات (نظم)	محمد اسمٰعیل ذبیح	۴۲
نوید غیبی (نظم)	افتخار علی جگر	۴۳
مسٹر مشیر حسین قدوائی اور تعلیم نسوان	عطیہ بیگم فیضی	۴۶
خبرین		۵۳

اڈیٹران

وصی الحسن علوی بی اے — ظفر الملک علوی

پروپرائٹر - (مالک) جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری فلاور ملز لکھنؤ

دفتر رسالہ الناظر - فلاور ملز لکھنؤ سے شایع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے۔ ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے تندرستی اور زندگی کیلئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت مل سکتا ہے۔

حضرت گنج متصل حق مودکمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج لکھنؤ

الناس بالباس

مثل مشہور ہے "ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا" اور کپڑے کی ساری رونق عمدہ تراش اور سلائی پر ہے۔ ہمارا کارخانہ پبلک کی خدمت ۱۸۷۳ء سے کر رہا ہے۔ ہر قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے صرف فرمایش کی دیر ہے۔ جس قسم کی پوشاک درکار ہو مردانہ۔ زنانہ۔ ولایتی یا ہندوستانی کسی طرز فیشن یا وضع کی ہم نہایت کفایت اور خوبی کیساتھ تیار کر دینگے۔ آزمایش کر کے دیکھئے امید ہے آپ خوش ہونگے۔ پیمایش کا فارم اور کپڑے کے نمونے طلب فرمایئے۔

قطب الدین
مینجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

دی فونوگرافک کمپنی۔ لکھنؤ۔ متصل کوتوالی چوک

پاتھی فون گراموفون راما گراف اوڈین بیکا چیمپیرا

کچھ درد ہے مطربونکی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلوئون کے تین ہزار دو سو مختلف گانونمین سے بہتر سے بہتر ریکارڈونکا انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان ہر مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ مل سکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈونکا موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادانہ ہو سکتا ہے یورپ کے ذہین کاریگر اس خاص لائن کی ترقی مین نہایت تیزی سے مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری دوکان کی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ جدید اسٹائل کی مشینون اور رنگ برنگ کے سوئنگ وغیرہ ملاحظہ فرمایئے ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین ہارمونیم پیانو۔ اسٹیل ٹرنگ گیس لائٹ لیمپ کیش بکس۔ جاپانی ٹین بیگ صابن اور ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین۔

مینجر دی فونوگرافک کمپنی

فرمایش کے وقت اس ناظر کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر علم و فن کی کتابین مثل ہومیوپیتھی فارسی اردو انگریزی وغیرہ درآمد ہو سکتی ہین علاوہ کتابون کے ہر قسم کا چھپہ سستا ہر طرح عمدہ اور ہر قسم کا کام چھپ سکتا ہے

بہ سب دامین فقیرون کے مجربات سے ہین

دواخانہ مجربات جڑی بوٹی لکھنؤ

کی

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصۂ ملک مین مشہور ہین

عرق میرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول ماء - جاذب طوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہی - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہی - قیمت فی تولہ عدد

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہی - مثانہ اور گردہ کی بیماریونمین مفید ثابت ہوا ہی اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع (خوراک ۲ - رتی سے ۲ - ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہوسکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۲ر ۳ گولیان

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہی - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہی - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہی اور ایک عجیب قوت پیدا کردیتی ہی (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عدد

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع جنیررفہ کے استعمال سے بہت فائدہ ہوسکتا ہی - بیچم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب دوایات کو مات کرتی ہی (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہی) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عدد

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہی - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

بلا خوف اشد کوئی ہو فنا ہونیوالا ہے

اس اشتہار کا مقصد صرف یہ ہے کہ

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے ۳ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ صہ

روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھوٹے ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاے گا - قیمت فی تولہ - عہ

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہئے - کان کے تمام امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے - قیمت ایک تولہ عہ دو تولہ عہ تین تولہ عہ پانچ تولہ سے

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ارٹکٹ آنے پر روانہ کی جاسکتی ہین -

ترکیب استعمال و پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصول ڈاک وی پی ہر صورت مین زمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و مالک کارخانہ انس فلاور اینڈ آئل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - **منیجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی** - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین -

مطبع عالم پریس لکھنؤ ڈاکخانہ گنج

الظفر

نمبر ۵ — یکم نومبر ۱۹۰۹ء

بکرمادتیہ - یا - بکرماجیت - یا - بکرم

یہ لقب آٹھ سے زیادہ راجاؤن کو دیا گیا ہی مثلاً قنوج کے دو راجے چندر گپت اول و چندر گپت دوم - دونون نے اپنا لقب بکرمادتیہ ہی رکھا تھا - اول گپت بنس کا دوسرا راجا - اور دوم اسی خاندان کا پانچوان راجا تھا - علیٰ ہذا القیاس ہند کی مختلف راج گدیون پر اسی نام و لقب کے اور بھی کئی راجے ہو گذرے ہین جنکی تفصیل باعث طوالت ہوگی -

ان ہمنام و ہم لقب حکمرانون کی تاریخ کچھ ایسی گڑبڑ اور خلط ملط ہو گئی ہی کہ اسوقت اصلی اور مشہور بکرماجیت اعظم کو دریافت کرنا سخت مشکل ہو گیا ہی -*

---

* معلوم ہوتا ہی کہ اول اول کوئی نہایت زبردست مہاراجہ دھراج - بکرم نامی ہندوستان مین ہو گذرا ہی - جو بڑا ہی بہادر - سور - بیر - اقبالمند - فتح نصیب - دیندار - مرتاض - علم دوست - قدردان کمال - غرض کہ موصوف بہ جمیع صفات حسنہ تھا - اور اُس کے بعد اکثر راجاؤن نے فخریہ یا یمن و برکت کے خیال سے اُسی لقب (بکرم) کو اختیار کرنا اپنے لئے مبارک سمجھا - گو حقیقۃً اس لقب کے مستحق نہ ہون یہ رواج عام تقریباً ہر قوم مین پایا جاتا ہی - ۱۲ -

بکرماجیت کے دیگر گرامی کارنامون کے علاوہ جس کام نے اُسکو بکرماجیت اعظم بنایا وہ اجراے سمت ہی۔ جسکا آغاز عیسوی صدی کے ۵۷ برس پہلے سے ہوتا ہی لیکن اکثر نکتہ چین دخردہ بین مورخ اس کام کو اُسکی ذات سے منسوب ہی نہین کرتے بلکہ بدگمانی سے غریب پر غصب اور خود غرضی کی تہمت لگاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اپنی قدامت وعظمت جتانے کیلیے اُس نے ایک پُرانے سمت کو غاصبانہ اپنی طرف منسوب کرلیا۔ اتنا ہی نہین۔ بلکہ اُن کی تحقیق طلب نگاہون مین بکرم اعظم کا وجود ہی مشتبہ ہوگیا ہی۔

ان کے انکار کی وجہین حسب ذیل ہین۔

۱۔ اُس زمانے یعنی آغاز سمت مین یا اُس سے پہلے اجین مین بکرم کے نام کے کسی مہاراجہ دھراج کا کوئی تاریخی نشان نہین ملتا۔ مثلاً کوئی کتبہ کوئی سکہ کوئی نامی عمارت وغیرہ وغیرہ۔ اس صورت مین بکرم کا وجود کس دلیل پر مانا جاسکتا ہی

۲۔ سخت اجین پر ایک دوسرا بکرم۔ پانچوین اور چھٹی صدی کے درمیان ہوگذرا ہے۔ ان مورخون کا خیال ہی کہ وہی بکرماجیت اعظم ہی۔ اور تاریخون مین جو جو عظیم الشان کارنامے بکرم اعظم کے مندرج ہین یہ لوگ سب کو اُسی سے نسبت دیتے ہین اس صورت مین اجراے سمت کا دعوے غلط ہوا جاتا ہی۔

۳۔ اس خیال کے مورخون مین سے ایک صاحب اپنے دعوے کی تائید مین ہن اور دیگر تورانی اقوام کے حملون کو پیش کرتے ہین جن کو ہندو مورخ ایک مجموعی نام شاکیہ سے پکارتے ہین وہ کہتے ہین کہ ان قومون کے حملے ہندوستان پر چوتھی صدی عیسوی سے متواتر ہورہے تھے۔ بکرم اعظم نے اپنے وقت کے حملہ آور شاہ شاکیہ کو نقصان عظیم کے ساتھ پسپا کرکے خود اُس غارتگر کو میدان کرور مین قتل کرڈالا۔ یہ میدان۔ ملتان اور قلعۂ لوئی کے درمیان

واقع تھا) اس صورت مین بکرم کا زمانہ چوتھی صدی کے بعد قرار پاتا ہی نہ کہ سن عیسوی سے ۵۷ برس پہلے۔

۴۔ اس خیال کے مورخ پنڈت کالی داس اور بکرم کے ایک درباری دوست مسمی ماترگپت کے زمانے سے بھی استدلال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم کو خوب معلوم ہی کہ بکرم (جو ماترگپت فاتح کشمیر اور کالی داس کا مربی تھا) چھٹی صدی عیسوی مین زندہ تھا۔ اگرچہ اور راجے بھی بکرماجیت کا لقب رکھتے تھے جو قبل کی صدیون مین فرمانروائی کرتے تھے۔

۵۔ سمت کی نسبت اُن کی یہ رائے ہی کہ اہل مالوہ کے یہان پہلے سے ایک سمت جاری تھا جس کا حساب وہ اپنے قومی انتظام کی تاریخ سے کرتے تھے جب اُجین اور شمالی ہند کے دوسرے ملکون مین نامبردہ بکرم ایک اعلیٰ اور زبردست حکمران ہوا تو اتفاقی طور پر وہ قدیم سمت اُس کے نام سے منسوب ومشہور ہوگیا۔ یا خود اُس نے اظہار قدامت وعظمت کے لئے اپنی طرف منسوب کرلیا۔

یہ ہین وہ وجہین جنکی بنا پر بکرم اعظم کے کارنامہاے عظیم بلکہ اُس کے وجود ہی سے انکار کیا جاتا ہی اب ہر ایک شبہہ کا جواب علی الترتیب عرض کیا جاتا ہی۔

۱۔ جس زمانے کے تاریخی نشانات اسوقت تلاش کئے جاتے ہین اُس زمانے مین تو اُجین دوسرے ملک کا غلام تھا پس وہ تاریخی یادداشت کی حفاظت کا ذمہ دار کیونکر متصور ہوسکتا ہی سمت سے تقریبًا ۲۵۰ برس پہلے تو وہ پاٹلی پتر کے تخت در بودھ راجاؤن کی قلمرو مین شامل تھا چنانچہ مہاراجہ چندرگپت کا پوتا اشوک اعظم (جو سمت سے ۲۰۶ برس پہلے مگدھ کی راج گدی پر جلوہ افروز ہوا ہی) اپنی تخت نشینی سے پہلے اُجین ہی کا ناظم تھا۔

معلوم ہوتا ہی کہ جب پاٹلی پتر کی عظیم الشان شاہنشاہی نے مرکز عروج سے جنبش کی تو جہان اُسکے اور اور صوبے خود مختار ہوگئے اُجین نے بھی غاشیہ اطاعت سے سبکدوشی حاصل کی اور اپنی گذشتہ شان و شوکت کو از سر نو قائم کیا۔

اگر یہ کہا جاے کہ یہ واقعات تو بکرم سے پہلے کے ہین اور یہان اُس کی خاص قائم کردہ یادگار درکار ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہین ہوسکتی جسکی بنا پر بکرم ایسے نامور اور نیکنام راجہ کے وجود سے انکار کیا جاے اگر ہر واقعہ کی تحقیق و تنقید مین اسی طرح بال کی کھال نکالی جائے تو غالباً ہندوستان کی ابتر تاریخ کا ایک واقعہ بھی قابل تسلیم قرار نہ پائے۔

بااین ہمہ بکرم کی خاص یادگاری کے لئے اُس کا جاری کیا ہوا سمت کیا کم ہی جس سے اس کے نام کو بقاء دوام اور شہرت تام حاصل ہی۔

۲- پانچوین دچھٹی صدی والا بکرم دوسرا بکرم تھا جو سمت والے بکرم اعظم کے بعد اُسی کے خاندان مین ہوا ہی اس کے مزید و تفصیلی حالات آگے اپنے موقع پر معرض بیان مین آئینگے۔

۳- بادی النظر مین یہ حجت قوی معلوم ہوتی ہی لیکن فی الحقیقت اس کو بنا فاسد علی الفاسد سے زیادہ وقعت نہین دیجا سکتی ہی۔ شاہ شاکیہ کے حملے اور اُسپر بکرم کی فاتحانہ کامیابی کو ہم بھی مانتے ہین اختلاف ہی تو صرف تعین زمانہ مین۔ مورخ صاحب تورانیون کی چڑھائی اور بکرم کے دفاعی حملے کا زمانہ سنہ عیسوی سے کئی صدی بعد قرار دیتے ہین مگر نہایت مضبوط دلیلون سے ثابت ہی کہ اون غارتگرون کے تاراجی حملے ہندوستان جنت نشان پر عیسوی صدی کے پانچ چھ سو برس پیشتر ہی سے متواتر ہو رہے تھے۔

چنانچہ راجگیر کا راجہ بمبسار جو گوتم بدھ کا معتقد اول تھا اُس کے بیٹے

اجات شترد کو انھین تورانیون سے لڑنا پڑا تھا۔ جو پہلے ہی سے ہمالیہ ٹپ کر مشرقی ہند مین چلے آئے اور شمالی بہار پر قبضہ کر چکے تھے اس کے علاوہ دوسرے محققین حملہ آورون کے سکون کی بنا پر (جو خود سندھ اور مالوہ مین جا بجا پائے گئے ہین) تورانیون کی چڑھائی کو سنہ عیسوی سے پیشتر ثابت کرتے ہین۔ انکا خیال ہے کہ عیسوی صدی سے کوئی ۲۶ برس پہلے پہلے سندھ اور مالوہ وغیرہ کے علاقون مین تورانیون کی سلطنت قائم ہوگئی تھی۔ پس مورخ صاحب تورانیون کے جس حملے کو سنہ عیسوی سے کئی صدی بعد قرار دیتے ہین اگر ہم اُس کو اوایل یا وسط سمت کا واقعہ قرار دین تو اس مین کیا قباحت لازم آسکتی ہے۔

۴۔ بکرم چھٹی صدی مین زندہ تھا۔ اس کو ہم بھی مانتے ہین مگر یہ وہ بکرم نہ تھا جس کا فی زمانا سمت جاری ہے۔ بلکہ یہ وہی بکرم تھا جسکی طرف اوپر (اعتراض دوم کے جواب مین) اشارہ کیا گیا ہے یہ بکرم بکرم اعظم سے چھ سات سو برس بعد اُسی کے خاندان مین ہوا ہے (جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا مفصل حال آگے بیان کیا جاے گا)

یہ دوسرا بکرم ماترگپت فاتح کشمیر کا مربی تو بیشک تھا۔ لیکن پنڈت کالی داس کے زمانے سے استدلال کرنا ٹھیک نہین۔ کیونکہ خود پنڈت موصوف کا زمانہ ہنوز غیر منفصل ہے باوجودیکہ وہ یکتاے روزگار ایشیا و یورپ دونون کے اعظم مین آسمان ڈراما (ناٹک) کا خورشید درخشان تسلیم کیا گیا ہے مگر کہین اس کی شعاع کا پتہ نہین ملتا۔ بڑے بڑے مبصرون نے ۳۰۰۰ سو برس قبل عیسوی سے لیکر ۶۰۰ عیسوی تک تحقیقات کا کونا کونا چھان مارا۔ مگر صحیح صحیح اُس کے زمانہ کا سراغ نہ پایا اور ساری جانفشانی اور تگ و دو کا کچھ نتیجہ نکلا تو یہی کہ وہ انمول جوہر (کالی داس) سمت والے بکرماجیت اعظم کے نو رتنون

کا سرتاج تھا۔

ایک معزز مصنف لکھتے ہین کہ بکرم نے مہاکال کا ایک عالیشان مندر بنوایا تھا۔ کالی داس نے اپنی تصنیفات مین بکرم مہاکال سپرآندی اور اُجین کی دوسری دوسری خوبیون کا نام و ذکر بڑی توصیف اور نہایت پرجوش لفظون مین کیا ہی۔

اگرچہ ایک صاحب کی یہ رائے ہی کہ باراہ مہر اور آم سنگھ (مصنف آمرکوش) کے ساتھ کالی داس شاعر بھی چھٹی صدی والے بکرم کے نورتنون مین تھا۔ لیکن یہ صرف ایک قیاسی رائے ہی۔

۵۔ سمت کی نسبت جو رائے ان مورخون کی ہی میری رائے ناقص مین تو وہ ایک بدگمانی سے زیادہ وقعت نہین رکھتی کیونکہ بکرم کے اس غاصبانہ فعل کی کوئی دلیل پیش نہین کی جاتی ہی اور نہ اس بات کا ثبوت دیا جاتا ہی کہ وہ سمت بکرماجیت سے پہلے ہی مالوہ مین جاری تھا۔

صرف گمان و شبہ پر ایسے بڑے مہتم بالشان کام کو بکرم کی ذات سے الگ و منفک کیا جاتا ہی جس سے اُسکے نام کو بقاء دوام اور شہرت حاصل ہی۔ ایسا کرنا تو کمال بے دردی سے انصاف کا خون بہانا ہی۔ (باقی آیندہ)

(سنڈا ضلع پٹنہ) دیانت حسین۔ صدیقی

گرچہ از دل طمع بود کہ شیدا نہ شود
لیک چون شد نتوان گفت کہ رسوا نشود

سوز غم نیست گزندے کہ بافسون نرود
درد عشق ست بلاے کہ ز سر وا نشود

گر عنان نگہ شوق بہ دستم بودے
سہل ی بود کہ عشقم بہ تو پیدا نہ شود

شاہد شوخ کسے را نہ شود در فرمان
ور شود نیز بہ لطف و بہ مدارا نہ شود

شبلیا مصلحت آنست کہ سازی با ہجر
گرچہ این زہر بہ کام تو گوارا نہ شود

علامہ شبلی نعمانی

مذہبی رنگ

مباش در پئے آزار و ہرچہ خواہی کن — کہ در طریقتِ ما غیر ازین گناہے نیست

خیالات انسانی کی موجین محبت و عداوت خودغرضی و جاہ طلبی کی صورتون سے دنیا مین ہمیشہ طلاطم برپا کرتی رہی ہین لیکن اسی کشمکش مین ہمکو دور سے ایک روشنی کا ایسا مینار نظر آرہا ہی جو کشتی حیات کو جہل و تعصب کی چٹانون سے بچانے اور گھٹاٹوپ تاریکی سے نجات دلانے کا صرف ایک ہی ذریعہ معلوم ہوتا ہی اور اسی روشنی کو ہم نور ایمان یا مذہبی رنگ کی جھلک کہہ سکتے ہین۔

اسکی واضح مثال یون معلوم ہوسکتی ہی کہ کسی طوفان زدہ جہاز کا کپتان جب حفاظت کی تمام تدابیر کرچکتا ہی اور اُسوقت نہ تو آب آتشین سے لبریز جام اُس کی تسکین و تشفی کے لئے کافی ہوتا ہی اور نہ خود اُسکے اوسان ایسے ٹھکانے رہتے ہین کہ وہ اپنے تجربہ اور معلومات سے مدد لے سکے۔ ایسی حالت مین وہ چارونا چار تائید غیبی کو ڈھونڈھتا ہی اور ایک ایسی بالاتر قوت کے آگے سرنیاز جھکاتا ہی جو اُسکے واسطے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا معلوم ہوتی ہی۔

یہی وہ کشش کہربائی ہی جو کسی زمین و زمانے کیلئے مخصوص نہین اور یہی وہ خیال ہی جو وادی نیل کی بادیہ گرد قومون سے لیکے یوروپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ مہذب طبقے مین پایا جاتا ہی وھو معکم اینما کنتم۔

ہربرٹ اسپنسر جو زمانۂ حال کا سب سے بڑا مشہور فلاسفر گذرا ہی باینہمہ آزاد خیالی وہ اسبات کا قایل ہی کہ "سائنس کی تعلیم کا بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس سے مذہب کی عظمت معلوم ہوتی ہی اور سائنٹفک معلومات کے ذریعہ سے ایک ایسی قوت کا پتہ چلتا ہی جسکی حقیقت و ماہیت دریافت کرنا ادراک انسانی سے بالاتر ہی"

سترحسن ازلی در ہمہ اشیا ساریست ورنہ بر گل نزدے بلبل بیدل فریاد

یہ سب امور گو بجاے خود کیسے ہی یقینی اور دلچسپ ہون لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ تہذیب یافتہ قومون مین مذہبی رنگ قابل مضحکہ خیال کیا جاتا ہی تو اُس وقت اس مسئلہ کے مان لینے مین ضرور تامل ہوتا ہی کہ مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہی۔

عالم معاد کیطرف متوجہ کرنے کے لئے نظری طور پر جسقدر بحثین کیجاتی ہین اگرچہ وہ سب بلبل کے ترانون اور سندباد جہازی کے فسانون سے زیادہ دلکش ہین لیکن مذہبی رنگ کو چمکانے کیلئے محض فرضی وقیانوسی باتون یا زبان آوری سے کام لینا ایسا ہی جیسے جھاڑ پھونک اور چھومنتر سے کسی بیمار کو بھلا چنگا کر دینا اس لحاظ سے مذہب کو تہذیب وتمدن کا اصل الاصول ثابت کرنے کے لئے مضمون ہذا مین ہم انھین حالات کو دکھانا چاہتے ہین جنکے نتائج کھلے کھلے اور آنکھون کے سامنے ہین۔

زمانہ موجودہ کی مہذب قومون مین جرمن وامریکن سب سے زیادہ نمودار و نامدار ہین لیکن امریکہ کو جو آزادی وترقی حاصل ہوئی وہ انھین مشنریون کا فیض ہی جو مذہبی رنگ مین وعظ وتلقین کرنے کیلئے اپنے گھر بار چھوڑکر امریکہ کی وحشت خیز سرزمین مین پہونچے تھے اور اسوقت بھی اخبار مسلم ورلڈ اور سوامی رام تیرتھ کے چیلون کی آوازین وہان کے ہر ایک گوشہ مین گونج رہی ہین جرمنی کو اگرچہ پوپ کی حکومت سے آزادی حاصل ہوگئی مگر خود قیصر ولیم انجیل کا زبردست عالم مانا جاتا ہی اور اسکا سفر بیت المقدس (بلحاظ مذہبی اغراض کے) فریڈرک دوم بادشاہ نیپلس کے دیرینہ سفر شام سے کم اہم نہ تھا اسکے علاوہ اسوقت جرمنی مین پروفیسر ویمبری کے خیالات کے لوگون کا وجود مفقود نہین ہی۔

فرانس کی عظمت واقتدار کا وہ زمانہ قابل یادگار رہی جبکہ شارلمین کو پاے روم کا عطیہ تاج شاہی پہننے کی عزت حاصل تھی اور انقلاب حکومت کے کچھ دنون پیشتر

درحقیقت نہ کوئی قانون تھا نہ کسی مذہب کی پابندی اسیوجہ سے کشت وخون اور جرایم کی تعداد اُس زمانہ مین حالت موجودہ کی بہ نسبت کہین زیادہ تھی - انگلستان کے موجودہ فرمانروا ؤن کی مذہبی حیثیت کسی توضیح کی محتاج نہین ہی اور ملک معظم کی تمام رعایا کو جو شفقت وہمدردی حاصل ہی اسکا بڑا حصہ مذہب عیسوی کی رحمدلی پر مبنی ہی ۔ اوس کی روحانی بادشاہت ایسی مضبوط ہی کہ جاپان سے شکست کھانے پر بھی اُسکا زیادہ نقصان نہین ہونے پایا بلکہ تاوان جنگ بھی معاف ہوگیا ۔ آسٹریا کو الحاق بلگریا کا حق اسی بنا پر حاصل تھا کہ اُن دونون مین اتحاد مذہبی کا رشتہ پہلے سے قایم ہی - ان سب باتون کے علاوہ یہ امر قابل لحاظ ہی کہ ممالک یوروپ وامریکہ مین اعزازی خطابات اور بیش قرار وظایف کا معتدبہ حصہ پادریون کے ہتھے چڑھتا ہی - اور مہمات ملکی مین مذہبی جماعت کا مشورہ اُسی طرح بلکہ اُس سے زیادہ شریک ہوتا ہی جیسے ٹرکی مین شیخ الاسلام کے فتوے کو ایک خاص وقعت حاصل ہی - کریٹ یا آرمینہ کے عیسایئون کا کوئی جھگڑا پیش آجاے تو وہ کون سی ایسی پولیٹیکل طاقت ہی جو امن وآزادی کے پردے مین مذہبی رنگ کا جلوہ نہین دکھاتی - آزادگان ترک اگرچہ آجکل آسمان شہرت کے ستارے بنکر چمک رہے ہین لیکن دیکھنا یہ ہی کہ وہ اس عام وعظیم الشان قوت کو کہانتک حاصل کرسکتے ہین جو یان اسلامک سوسایئٹی کی گودون مین پرورش پارہی تھی اور قسطنطنیہ مین جو ابتک اس زور وشور سے مارشل لا جاری ہے اُسکی بدولت سیکڑون عمامہ پوش بندگان خدا اور ان مظلومون کی حسرت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ؎

آلہی کس بیگانہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہی کہ آج کوچہ مین اُسکے شور بائی ذبح قتلتنی ہے

حالات موجودہ کے علاوہ اگر گذشتہ قومون کے اسباب ترقی وتنزل پر نظر کیجاے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سے پہلے جن لوگون نے مذہب وشایستگی کے میدان مین قدم رکھا ہی وہ بابل ونینوا اور مصر وغیرہ کی قومین تھین اگرچہ کلدانیون کے جاہ وحشم اور فراعنہ کے ظلم

وزیادتیون کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قومین تباہ و برباد ہوگئین لیکن اُن کے مظالم کو اُس زمانے کے مذہبی اعتقادات سے کچھ واسطہ نہین معلوم ہوتا بلکہ اُن کے عالیشان عبادتخانون کے آثار ابتک اُنکی اعلیٰ درجہ کی صناعی اور فن عمارت مین کمال کیساتھ ہی اُن لوگون کی عقیدت مندی بھی ظاہر کر رہے ہین - اور ممالک یورپ مین جسقدر تہذیب و تمدن پھیلا اُسکو بھی اسرائیلی مذہب کا طفیل سمجھنا چاہیئے جیساکہ انگریزی مصنفین لکھتے ہین کہ یونانیون نے تہذیب و شایستگی کے تخم مصر و ایشیائے کوچک سے لیجاکے یورپ مین پھیلاے اور ایشیا ہی مین پہلے پہل مذہب کے وہ اصول قایم ہوے جنکی وجہ سے دماغی قابلیتین نشو و نما پاتی رہین اور انسان مین مختلف علوم و فنون کی استعداد آئی گئی - بلاشبہہ ایشیا کے تعلیم یافتہ یونانیون کا یہ احسان ہو کہ اُنکی بدولت دنیا کو موجودہ ترقیات کا موقع ملا" *.

یونانیون اور رومیون کے اسباب زوال تقریباً یکسان ہوے ہین دونون قومون کے بہت پرانے معتقدات کو چھوڑکر اگر مذہب ہی کو ان کے زوال کا سبب قرار دیا جاے تو یہ بھی درحقیقت انصاف کا گلا گھوٹنا ہو اس لئے اُن کی تباہیون کا الزام مذہب کی بجاے اُس خاص گروہ کو دینا چاہیئے جسنے اپنی وحشیانہ حرکتون اور بداعمالیون کے لئے مذہب کو مٹی کی آڑ بنا رکھا تھا - اس طلسم کو توڑنے مین مارٹن لوتھر اور اُسکے ہم خیالون کی جانبازیون یا پھر نپولین اعظم کی ہمت مردانہ نے کام دیا ہو لیکن مارٹن لوتھر ایک عیسائی فرقے کا پیشوا یا امام مانا جاتا ہو اور نپولین ایک پادری کا بیٹا تھا جو بات بات پر فال کھولکر حل مشکل کراتا رہا اور اپنے انتہاے عظمت و اقتدار کے زمانے مین محض مذہبی پابندیون کی وجہ سے اپنی پیاری بی بی کو طلاق دیدینے پر مجبور ہوگیا بہرحال ان دونون ہیروزکی زندگی مذہبی رنگ سے علیحدہ نہین کہی جاسکتی - اور سچ تو یہ ہو کہ روم و یونان کی خرابیون کو مٹانے یا ان کے ضعف و انحطاط سے فائدہ اُٹھانے مین وہی لوگ کامیاب ہوے

* انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد دوم صفحہ ۱۰۰ -

جو مذہب اسلام کے پرجوش پیرو تھے اور جنکی شان و شوکت کا پھریرا اس وقت بھی مسجد ابا صوفیہ کے مینار و نپر اُڑ رہا ہی۔

دیوار چین کے اندر صنعت و حرفت کی جسقدر ترقی ہوئی اور خاصکر مسلمانون کے ساتھ جیسا فیاضی و مہمان نوازی کا برتاؤ ہوتا رہا وہ سب اگرچہ قابل تعریف ہی لیکن گوتم بدھ کے مسلک کو مذہب کے نام سے تعبیر کرنا مشکل ہی اسلیئے کہ بدھ نے خدا کی خدائی سے انکار کیا ہی مگر اُسکے کثیر التعداد پیرو بت پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوے ہین ؎

بربت سجدہ زان رو روا داشتہ کہ بت را خداوند پنداشتہ

اگرچہ ہندوستان مین بدھ مت والون نے تھوڑی بہت ترقیان کین لیکن وہ اُس قدیمی مذہب کے مقابلہ مین نہین لائی جا سکتی ہین جسکے علم و حکمت کے بیش بہا خزانے آجتک کوہ ہمالیہ کے دامنون مین اسیطرح مدفون ہین جیسے گیانی برہمنون کے دماغون یا رشیون کے سینون مین۔

زمانہ موجودہ مین بھی ان پاک اصولون کو روشنی مین لانے کے لیے راجہ رام موہن راے اور کیشب چندر سین کی کوششون پر مذہبی رنگ چھایا ہوا ہی۔

اسلام نے ازمنہ وسطی مین جس بے نظیر تمدن کی بنیاد ڈالی اسکے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہی۔

ٹامس کارلائل اپنے اُس مشہور لکچر مین جو ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے چوتھے سلسلہ مین حضرت رسالت مآب صلعم کے حالات زندگی سے متعلق ہی لکھتا ہی کہ "عرب کی اُس وحشی قوم مین جو صحرا اور ریگستانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتی تھی اور جسکو زمانے مین کوئی جانتا بھی نہ تھا اُسی قوم خاص سے ایک ایسے اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوے

جنکی تعلیم وہدایت کے اثر سے وہ قوم ایسی ترقی یافتہ ہوگئی کہ آج دنیا مین عربون کا تمدن مشہور ومعروف ہی" بعض مخالفان مذہب کا خیال ہی کہ اسلامی فتوحات کا سیلاب ایک وحشیانہ جوش کا نتیجہ تھا ورنہ تہذیب وشایستگی مین مسلمانون نے اُسی وقت حصہ لیا ہی جبکہ بغداد کی دلکش آب وہوا سے اُنکا مذہبی رنگ پھیکا پڑگیا تھا اور اُنکو حکومت وعیش وعشرت کے مزے آنے لگے۔ لیکن اس غلط خیال کی تردید مین ابتدائی مسلمانون کی تہذیب وشایستگی کا اندازہ صرف اُس خطبہ ہی سے ہوسکتا ہی جو خلیفہ اول نے جیش اسامہ کی روانگی کے وقت فرمایا تھا اور جسکا خلاصہ حسب ذیل ہی —

"مین حکم دیتا ہون کہ جن جن ملکون مین جاؤ وہان کی عورتون بچون بوڑھون اور اُن لوگون کی حفاظت کرنا جو عبادتخانون مین اپنے مذہبی مراسم انجام دے رہے ہون اور اُن جانورون کی باداون کو بے ضرورت ذبح نہ کرنا جنکا گوشت کھانا حلال ہی اور درختون کو کاٹ کاٹ کے جلاڈالنے یا پیداوار کے تباہ کردینے کی تمکو اجازت نہین ہی"

حضرت عمرؓ فاروق کے بابرکت زمانے کی تصویر کھینچنے کیلیے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہی اور خلفائے راشدین کے سوا خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اور ہشام بن عبدالملک ایسے فرمانروا گذرے ہین جنکی علمی وانتظامی قابلیتین ممالک یورپ مین بھی ویسی ہی مشہور ہین جیسے اُنکے نامون کے ساتھ خطاب امیرالمومنین کو شہرت حاصل ہی — لیکن جمعیت اسلام مین بعض افراد کی شورش پسندیون سے جو واقعات مضر تہذیب وتمدن پیش آئے اُنکا الزام مذہب کے سر تھوپنا روا نہین ہی چنانچہ ایک واقعہ نگار انگریز کی راے ہی۔

"ایران مین امراد وزرا کی ڈپلومیٹک (مدبرانہ) چالبازیون اور ملحدانہ خیالات کی وجہ سے سلطنت اسلامیہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی اور ملک بھر مین ایک آگ سی لگی ہوئی تھی لیکن اس آتش فساد کو آخرکار سلاجقہ ترکون نے آکے بجھا دیا جبکہ

وہ خود ایک مستقل مذہب کے پابند ہو چکے تھے اور تمام شہادت کو آب شیرین پر ترجیح دینے لگے تھے۔"

سٹینلی لین پول صاحب کی یہ رائے گو کسی حد تک ماننے کے قابل نہ ہو لیکن اسمین شک نہین کہ دہریت و الحاد کی زہریلی ہوائین کسی قوم کی سرسبزی کا سبب قرار دینا بالکل ایسا ہی ہے جیسے آم کی گٹھلی سے جامن کا درخت بنا کے دکھا دینا۔ شہر بغداد جس زمانہ مین "عروس البلاد" بنا ہوا تھا اور وہان کی تہذیب و ترقی کے نمونے دربار فرانس مین بطور تحفہ بھیجے جا رہے تھے اسی زمانے مین اندلس کے مسلمان فرانسیسی سرحدون پر کوس لمن الملک بجا رہے تھے اور اسپین مین جبکہ فرانک اور گاتھک قومون کے ظلم و ستم کا بازار گرم ہو رہا تھا اور وہان کے کاشتکار سخت غلامانہ حالت مین مبتلا تھے ایسے وقت مین مسلمانون کا آنا باران رحمت سے کم نہین ہوا۔ چنانچہ مشہور مورخ گبن[1] اپنی تاریخ عروج و زوال سلطنت روما مین لکھتا ہے کہ "مسلمانون نے صرف دو سو برس مین اپنی خداداد قابلیتون سے ایسے کام کیے کہ خلفاء بنی امیہ کے زمانے ہی مین وادی الکبیر (اسپین کا ایک دریا) کے شاداب کنارون پر بارہ ہزار سے زیادہ گاؤن آباد ہو گئے تھے جو اسپین کی خوشحالی اور ترقی تجارت کا بین ثبوت ہے۔"

علامہ المقری لکھتا ہے کہ "اندلس مین عیسائیون کے لیے ایک محکمہ علیحدہ قائم کیا گیا تھا جسمین خود عیسائیون کے سربرآوردہ لوگ بطور پنچایت کے فیصلے صادر کرتے تھے۔" ملکی انتظامات کی درستی اور سامان گورنمنٹ کی بنیاد قرار دینے کے علاوہ مسلمانون کے زمانے مین علوم و فنون کی بھی ایسی ترقی ہوئی کہ آجتک اندلس کو یورپ کی استادی کا فخر حاصل ہے جیسا کہ ڈاکٹر ڈریپر لکھتے ہین کہ "یورپین علماء کو مجبوراً اس

[1] رائز اینڈ فال آف دی رومن امپایر مصنفہ گبن جلد ۶ صفحہ ۲۶۴

امر کا اقرار کرنا پڑتا ہی کہ انھون نے مسلمانون سے بہت کچھ سیکھا ہی اسلئے کہ مسلمانون نے اپنے نام ستارونکی روشنی مین لکھ لئے ہین جو کبھی مٹنے والے نہین" اس سے مراد ستارون کے نام اور وہ علمی اصطلاحات ہین جو مسلمانون نے مقرر کئے تھے مثلاً مارس = مریخ۔ مرکری = مشتری یا ایڈمرل = امیر البحر اور مارگیرٹ = مروارید وغیرہ۔

لیکن اس موقعہ پر یہ امر نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہی کہ اسپین و بغداد کی تباہیون کی وجہ وہ اندرونی فسادات اور خانہ جنگیان ہوئی ہین جنکا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد موسیٰ با موسیٰ درجنگ شد

مذہب کے مخالفون کا ایک بڑا اعتراض یہ ہوا کرتا ہی کہ جو قومین یا جو لوگ اپنے مراسم مذہب کی پابندیون اور روایات مقدسہ کے تحقیق و تفتیش مین الجھے ہوے ہین اُنسے تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کی امید ہی کیا ہو سکتی ہی لیکن اسکے خلاف آسانی سے ثابت ہو سکتا ہی۔ مثلاً آہن پوش جہازات قطب نما اور بارود وغیرہ کی ضروری ایجادین جبر و مقابلہ و اشکال ہندسے کی ترقیم اکثر آلات علم ہیئت اور فارس (مراکو) کی یونیورسٹی اسی قوم کے مختصر علمی و عملی کارنامے ہین جسکا ایک فرقہ اگر اپنے نبیؐ کے سیر و اخبار تلاش و تحقیق کرنے کی دھن مین "سیرو فی الارض" کا توشہ لئے ہوئے بخارا سے بصرے تک کی خاک چھان رہا تھا تو اُسی مذہب کا دوسرا گروہ دوسری طرف فلسفۂ یونان کی بنیادون کو متزلزل کرنے اور کلیساے روم کے نقش و نگار کو صرف غلط ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا۔

اصل یہ ہی کہ مذہب و شایستگی اگر اسی کا نام ہی کہ ایک دوسرے کے حقوق تلف ہوتے رہین اور جاندارون کی نسلین بیدردی سے تباہ کیجائین تو کسی مہذب گورنمنٹ کو اپنے ملک مین آئین و قوانین جاری کرنے کی ضرورت ہی کیا ہی۔ مثلاً گورنمنٹ آف انڈیا کو قانون شکار اور لایسنس وغیرہ کے قواعد و ضوابط نافذ کرنے کی جو

دوسری اُٹھانا پڑتی ہے تعزیرات ہند کے عملدرآمد یا دیوانی مقدمات کے تصفیے کے لئے سیکڑون دفاتر محکمہ جات عدالتین اور کونسلین قائم کرنے کا اسقدر طومار ہے اور انتظام بالگذاری کے علاوہ خیراتی چندون کی جو بھرمار ہندوستان مین رہتی ہے ان سبکا ماحصل دیکھا جاے تو سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہے کہ امن و امان قایم رہے تاکہ دُنیا بھر مین دل آزاری نہ ہونے پاے اور راحت رسانی کی کوششین جاری رہین" لیکن اول تو مذہب ان تمام مدعیان تہذیب و شایستگی سے مخاطب ہوکے کہتا ہے کہ ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو مذہبی رنگ مین آنے کے بعد بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی دل آزاری ہوگی تو ایک اعلیٰ عالم کے سامنے جوابدہ ہونا پڑیگا اور خلق اللہ کی راحت رسانی وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے تقریباً کل مذاہب مین ایسی ہی تعلیم و تلقین پائی جاتی ہے۔ چنانچہ وید مقدس مین اسدرجہ احتیاط کی گئی ہے کہ موذی جانورون کے دفعیہ کو بھی ایک قسم کی دل آزاری یا پاپ کہا گیا ہے اور اگر رامائن و مہابھارت کو تاریخی حیثیت سے دیکھیے تو بنی نوع انسان کے دو قوی دشمنون کو نیست و نابود کردینے والے وہی لوگ ہوے ہین جو راجہ رامچندر جی اور سری کرشن مہاراج کے متبرک نامون سے پکارے اور یاد کئے جاتے ہین۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان تک کی پروا نہین کی لیکن وہ اپنے حواریون کو ہدایت فرماتے ہین کہ کسیکی دل آزاری نہ کرو بلکہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے کردو۔

حضرت پیغمبر علیہ السلام (روحی فداہ) کی شان یہ بتلائی گئی ہے کہ "عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم و بالمومنین رؤف الرحیم" یعنی تمہاری تکلیفین

آپکو شاق ہین تمہاری بھلائی کے آپ دلدادہ ہین اور ایمانداروں پر خاص نظر رحمت ہی۔ اسیوجہ سے مسلمانون کو دوسرون کے حقوق کی نگہداشت کیساتھ ہی اپنے ذاتی حقوق کے تحفظ کا بھی خیال رہتا ہی اور وہ جسمانی صفائی اور پاکیزگی کے علاوہ کھانے پینے اور عیش کرنے مین دیگر مذاہب سے نسبتاً زیادہ آزاد معلوم ہوتے ہین ؎

خرابا تیان مے پرستی کنید محمد بگوید و مستی کنید ؛

لیکن مسلمانون نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنے لئے ایک برادری قایم کرلی بلکہ بقول موسیو لیبان کے "مسلمانون نے ایک ایسی رواداری کا برتاؤ ظاہر کیا ہی جسکی مثال مشکل سے ملسکتی ہی اُنھون نے جن جن ملکون کو فتح کیا ہی وہانکے رعایا کے نہ صرف حقوق کی حفاظت کی ہی بلکہ اُن کے مذاہب اور رسم و رواج کی عزت و حرمت کرتے رہے ہین اور اُن کے علوم و فنون اور آثار قدیمہ کی قدردانی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا"

مذہب کے مخالفون کا ایک اعتراض یہ بھی ہی کہ جن لوگون نے تہذیب و تمدن مین کوئی نمایان کام کیا ہی وہ یا تو لامذہب تھے یا اپنے ارباب مذہب مین قدر کی نگاہون سے نہین دیکھے گئے" لیکن ہم کہہ سکتے ہین کہ دالمیک منوجی ہوم سینکا ملٹن اور سینٹ پال کیا ایسے لوگ نہ تھے جنکی دنیا کو ضرورت تھی یا ابن رشد ابن خلدون البیرونی ابن سینا حکیم عمر خیام ابونصر فارابی اور ابن طفیل اندلسی وغیرہ کیا ایسے نہ تھے جنپر مسلمان فخر کرسکتے یا یہ سب کے سب دائرۂ اسلام سے خارج تھے ؎

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور اگر مذہب یا اسلام کا دارومدار لوگون کی بدگمانیون پر ہی تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ سقراط کے جام زہر پلانے کی اصلی وجہ کیا تھی اور مسلمانون مین امام فخر رازی اور محی الدین عربی کی تکفیر کیون ہوئی حالانکہ یہ دونون خالص مذہبی رنگ مین ڈوبے ہوئے

تھے لیکن ہم اس امر مین اپنے مخالف دوستون سے متفق ہین کہ مذہب چند رسوم کی پابندی یا کسی خاص وضع و لباس کا نام نہین ہے بلکہ مذہب اُن اعتقادات کا مجموعہ ہی جو تہذیب اخلاق اور دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری و لازمی ہون اس اعتبار سے جاپان جو آجکل شاہراہ ترقی پر چل رہا ہی اگرچہ کسی مستقل مذہب کا پابند نہین ہی لیکن وہ بھی انھین اخلاقی اصولون کو اپنا دستور العمل بنائے ہوے ہی جنکی ہدایتین ہر سچے مذہب مین پائی جائین گی ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

اسیطرح ہندوستان مین شہنشاہ اکبر جہانگیر اور شاہجہان اگرچہ بعض رسوم مین بظاہر اپنے مذہب سے بیگانہ معلوم ہوتے ہین لیکن انصاف کا خون ہوگا اگر ان سلاطین کے کارنامے مذہبی رنگ سے جدا سمجھے جائین یا ٹوڈرمل مان سنگھ اور فیضی و ابوالفضل کے نام مذہبی لوگون کی فہرست سے خارج کردیئے جائین ۔ ؎

ہم موحد ہین ہمارا کیش ہی ترک رسوم — ملتین جب مٹ گئین اجزای ایمان ہوگئین

بقلم

گوشہ نشین — ما بہ برہان و خبر پیرو ترسا نشویم

از ورنگل ۔ حیدرآباد دکن — تا بخ بت نہ پرستیم شکیبا نشویم

زیر خنجر مین جو قاتل سر نگون پہلے تھا — بے گناہون کا تری گردن پہ خون پہلے تھا

یہ بھی ممکن تھا کہ ہوتا یار تک دخل رقیب — مین شرف اندوز خدمت کیا کہون پہلے تھا

طلب ہوتی ہی مشاطہ قیامت ہونیوالی ہی — ہمین سکتہ ہی آئینہ کو حیرت ہونے والی ہی

کوئی سر خدا ہی میکدہ مین واعظ آتا ہے — ہمین کو یا اُسی کو کچھ ہدایت ہونیوالی ہی

میر ولایت علی فردوس

شباب

طفلی خواب اور شباب جنگ اور پیری حسرت و افسوس کا نام ہی۔ بچپن کے خواب شیرین سے بیدار ہوتے ہی تلاش معاش اور کوشش تحصیل مقاصد مختلفہ کے علاوہ آدمی کو قسم قسم کے امراض۔ تغیرات۔ حوادث۔ افکار۔ وصدمات کا سامنا اور طرح طرح کی لالچون اور خواہشات کا مقابلہ کرنا ہوتا ہی۔ بچے اس سخت مقابلہ کے مکلف نہین اور پیر معذور ہین۔

پیری مین جدت و تازگی اور تعین مقاصد کی استعداد صالح دل و دماغ مین اور سعی جمیل کی قوت اعضا مین باقی نہین رہتی۔ افعال رفتہ ہمیشہ مجسم انفعال۔ اور آنے والے تغیرات ہمیشہ ناگزیر۔ یہ باعث بیم و رجا اور وہ سراسر تاسف ہوتے ہین۔ قوای درونی و بیرونی اقتضاے سن سے مضمحل اور کثرت استعمال سے اکثر ناکارہ ہوجاتے ہین۔ اور بچون کے قوی کامل نہین ہوتے۔ وہ دراصل جوان ہین جنکی بازو کی قوت اور فکر کی خوبی پر اس معرکہ عظیمہ کی فتح و شکست کا دارومدار قدرت نے رکھا ہی ؎

سہ پنج سالہ اسپ و سہ دہ سالہ مرد کند ہر چہ خواہد بروز نبرد

مساعی شباب پر انسان کی تمام تر زندگی بلکہ جملہ زمانۂ استقبال کی موافقت و مخالفت کا انحصار ہی۔ یون تو آدمی جب تک زندہ رہتا ہی کچھ نہ کچھ کیا ہی کرتا ہی۔ لیکن وہ با اثر۔ وہ بخت آزما افعال و اعمال جو تمام آنیوالی حالتون کو سدھارتے یا بگاڑتے اور قسمت کا فیصلہ کردیتے ہین۔ ریعان شباب کے افعال ہین۔ انکے بعد جو کچھ آدمی کرتا ہی انھین افعال کے ہمیشہ باقی رہنے والے اثر سے کرتا ہے۔ باقی عمر کی تمام حالتین اور جملہ کردار انھین افعال کے نتیجے در نتیجے ہوتے ہین۔

اس ابتدائی زمانہ مین طبیعت جو رنگ اختیار کرلیتی ہی بس پھر جو نیا رنگ چڑھتا ہی اُسکی مناسبت سے چڑھتا ہی۔ فطرت انسان کو نصیحت کرنے کے لئے ایک کامل اُستاد ہی قوانین فطرت ایک کتاب ہین۔ تغیرات اس کتاب کے سبق ہین۔ لیکن ان سبقون سے آدمی بس اُنھین خیالات کے تناسب سے نتایج اخذ کرتا ہی جو (خیالات) آغاز شباب مین دل و دماغ پر نقش کالحجر ہوکر تکمیل قویٰ کے ساتھ کالطبیعت ہوجاتے ہین ان افعال کے حسن و قبح پر اک فقط باقی ماندہ زندگی کی کامیابی و ناکامی بہبودی اور بربادی ہی کا انحصار نہین ہی بلکہ حیات جسمانی ختم ہونے کے بعد جو روحانی زندگی شروع ہونیوالی ہی اُسکی راحت و تکلیف بھی یقیناً انھین افعال و اعمال کا بلاواسطہ نتیجہ ناگزیر ہوگی۔ سنا ہی کہ ایک حکیم نوجوانون کے آغاز شباب کے حالات معلوم کرکے اُن کی آیندہ قسمتون کا حال بتا دیا کرتا تھا۔ گویا اُسکے نزدیک جوانی کی ابتدائی چند برسون مین آیندہ زندگی کی تمام حالتین متضمن و مستتر ہوتی تھین۔

افعال کو قوی الاثر اور اس اثر کو پائدار کرنے کی خصوصیت سے زیادہ اہم خصوصیت شباب مین اک اور بھی ہی۔ اور وہ یہ ہی کہ تمام زندگی مین بس یہی زمانہ ہی جس مین فرایض بشری بخوبی ادا ہوسکتے ہین۔ دنیا مین انسان کو پیدا کرنے سے قدرت کا اک خاص مقصد تھا۔ کچھ ایسے دشوار اور بزرگ کام لینے تھے جنکے کرنے کی صلاحیت اُسکے سوا کسی مین نہ تھی۔ اس لئے ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

چنانچہ ایسے رنگا رنگ اور متعدد جذبات اور فوق العادت قوتین۔ آدمی مین مجتمع ہین۔ ایسے لطیف و کثیف۔ شریف و وضیع۔ عجیب و غریب اوصاف اور قابلیتین وجود بشری سے توام ہین کہ اُن پر اک نظر غلط انداز بھی یقین دلاتی ہی کہ انسان سے قدرت کو مخصوص خدمات لینا اور اس ضعیف البنیان کو اپنے ناقابل الفہم منشا پورا کرنے کا آلہ مخصوص بنانا تھا تب تو اُسکو وہ تخصیصات عنایت کیے ہین

جو کائنات بھر مین کسی دوسرے کو نہین دیئے - بلاشبہہ وہ جلیل القدر ظاہری اور باطنی قوتین جن سے باوقار کرنے کے لئے قدرت نے سارے موجودات سے صرف انسان ہی کو منتخب کیا خود ہی وجہ ثبوت ہین کہ ایسے کارہاے نبیلہ کے انجام دینے کے لئے وہ ودیعت ہوا ہی جنکو انجام دینا تو کجا اُنکی بزرگی اور عظمت کا اندازہ بھی عالم ممکنات مین سواے انسان کے کسی دوسرے سے ممکن نہ تھا- انھین قوتون نے انسان کو اشرف المخلوقات اور خلیفۃ الارض بنایا ہی - ورنہ انکے بغیر اُس حیوانِ ناطق اور دوسرے حیوانون مین کچھ فرق وامتیاز نہ ہوتا - شباب ان تمام قوتون اور جذبات کے کمال کا زمانہ ہی - پس شباب ہی اُن بزرگ کامون کے کرنے کا موسم خاص ہی جو خلقِ انسانی کی علت غائی ہین -

لیکن بعض آدمی فطرتاً کچھ ایسے ہوتے ہین کہ بجاے جوانی کے بڑھاپے مین کام خوب کرتے ہین - دراصل ان لوگون کے جذبات پُرزور اور تخیل شعلہ زا اور طبیعتین حد سے سوا بیچین اور چلبلی ہوتی ہین اُنکی غیر معمولی جودت طبع جوانی مین انھین درجۂ اعتدال پر قائم نہین رہنے دیتی - اُنکے تخیل کی جدت گویا کامیابی کے تسلسل کو سوختہ اور اعتقلال کو گسستہ کر دیتی ہی - وہ بوڑھے ہوکر کام کرنے کے قابل ہوتے ہین - امیر الامرا خان زمان علی قلی خان سیستانی - اورنگ زیب - انشاء اللہ خان انشا - جیولیس سیزر لیپ ٹیمس سرویس - اس قسم کے آدمیون کی کامل نظیرین ہین مگر جن کے جذبات مسکن اور طبیعتین مطمئن ہوتی ہین وہ جوانی ہی مین خوب کام کرتے ہین - جیساکہ ابوالفضل - اکبر اعظم - مرزا راجہ سوامی مان سنگھ اور جے سنگھ ادگسٹس سیزر - کوس مس ڈیوک آف فلورینس - گسٹس ڈی فوٹیکس اور اور لوگون کے حالات سے ظاہر ہے -

بعض آدمیون مین صغیر السنی مین اُنکی سن وسال سے زیادہ فراست

وجود پائی جاتی ہی - یہ ہمیشہ قبل از وقت بوڑھے ہو جاتے ہین - اگر اعضائے جسمانی کے لحاظ سے نہین تو قوائے ذہنی اور دماغی کے لحاظ سے - غیر معمولی قابلیتین جسقدر جلد انمین پیدا ہوتی ہین اسیقدر جلد انحطاط پذیر بھی ہو جاتی ہین - شاہزادہ خورم اور شاہ عالم ثانی اس نوع کے نوجوانون کی جامع و مانع نظیرین ہین علم فصاحت کے مشہور ماہر ہرموجنیز کے آغاز شباب کی تصانیف کیسی نغز و نادر ہین مگر بڑھاپے مین یہی باکمال تمام ملور پر ناقابل بلکہ احمق خیال کیا جاتا تھا -

بعض آدمی معمول سے زیادہ ذی وجاہت اور شاندار ہوتے ہین لیکن جون جون جوانی گذرتی جاتی ہی اُن کی شان کم ہوتی جاتی ہی یہانتک کہ بوڑھاپے مین بالکل ہی توقیر باختہ اور بے رونق ہو جاتے ہین - اس شان ظاہری کا سبب چند اوصاف ہین - جو بجائے خود قابل وقعت نہین لیکن جوانون کی شان و شوکت ظاہری بڑھا دیتے ہین - مثلاً ملاقاتین وسیع کرنے اور بڑے بڑے آدمیون سے شناسائی پیدا کرنے یا بیدھڑک اور مسلسل گفتگو اور بارعب الفاظ استعمال کرنے کی عادت - یا متعدد مضامین و علوم و فنون کے متعلق اظہار واقفیت - جوانون کو خصوصیت کے ساتھ شاندار بنا دیتا ہی - اس قسم کے جوان اپنے کو اصلیت سے زیادہ قابل تصور کرتے ہین اسلئے اصلی اور واقعی قابلیتون سے ہمیشہ بے بہرہ رہتے ہین کیونکہ اُن کی تحصیل کی جانب متوجہ نہین ہوتے - اور ازبسکہ اُن اوصاف ظاہری کی دیدہ زیبی جو جوانی مین انکی شان کا سبب تھی شباب کے ساتھ ہی رخصت ہو جاتی ہی بڑھاپے مین انتہا کے بے رونق اور کم مایہ نظر آنے لگتے ہین -

بہر رنگ شباب اور پیری فقط سن و سال ہی سے عبارت نہین ہے بلکہ خیالات اور جذبات کی اک خاص حالت پر بھی ان کا اطلاق ہوتا ہی - بعض آدمی سن و سال کے حساب سے جوان مگر بلحاظ دانائی پیر ہوتے ہین ؎

کودکے کو بفضل پیر بود نزد اہل خرد کبیر بود

یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنی عمر کے ہر حصہ کو کسی نہ کسی مفید کام مین صرف کیا ہی۔ ان کے برعکس ایسے آدمی بکثرت ہین جو بوڑھے ہو گئے ہین لیکن عقل و علم کے لحاظ سے بچے بلکہ بچون سے کمتر ہین۔ ان لوگون نے اپنے گران بہا اوقات کو لغو اور ناسزا باتون مین رایگان کیا ہی۔ انسان اپنے زمانۂ حیات کو زیادہ نہین اگر مال وزر کے برابر بھی قیمتی سمجھے اور اُسکے گذر کر واپس نہ آنیوالے لمحہ لمحہ کو کم از کم اسی حزم و احتیاط سے صرف کرے جسطرح روپیہ پیسے کو صرف کرتا ہو تو تھوڑی عمر بھی بہت ہی ورنہ بڑی سے بڑی عمر بھی تھوڑی ہی۔

بعض زندہ دل بوڑھے انتہا کے ذکی الحس اور عبیر الجوش ہوتے ہین۔ یہ پیرانہ سری مین خوب کام کرتے ہین۔ بڑھاپے کی تجربہ کاری انکی جودت طبع کو جادۂ اعتدال سے بھٹکنے نہین دیتی۔ اُنکا جوش بڑھاپے کے ٹھنڈے دل کی سلجھی ہوئی راے کے انتقاد تمیزی سے نہایت درجہ مفید و کارآمد ہو جاتا ہی۔ تاہم بڑھاپے اور جوانی کے کامون مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔

جوان کسی شے کا اندازہ صحیح کرنے کی بہ نسبت نئی چیزین خوب ایجاد کرتے ہین اور اُن کی ایجادون مین اک خاص جدت اور ندرت ہوتی ہی جو بوڑھون کی ایجادون مین نہین ہوتی۔ ان مین کسی عمدہ صلاح و مشورہ دینے کی بوڑھون کی سی قابلیت نہین ہوتی اگرچہ کام کرنے کی عملی قوتین کثیر و شدید ہوتی ہین۔ بجاے اسکے کہ کسی مستقل اور مسلسل کام کو پتہ مار کے کرین وہ نئے نئے کام خواہ کیسے ہی دشوار اور خطرناک کیون نہ ہون خوش اسلوبی سے کر گذرتے ہین۔ اپنے فرایض اسقدر بڑھا لیتے ہین کہ پورا نہین کر سکتے۔ اتنے کام ذمے لے لیتے ہین کہ انجام کو نہین پہونچا سکتے۔ ایسا بار اٹھانا چاہتے ہین جو مافوق الطاقت ہو۔ مخالفین اس کثرت سے پیدا

کرلیتے ہین کہ اُنسے عہدہ برائی مشکل ہوتی ہی - اپنے پر اُون مین بے اطمینانی اور برافروختگی کا وہ شعلہ بھڑکا لیتے ہین کہ بجھائے نہ بجھے - مطلب حاصل کیا چاہتے ہین مگر ذریعہ کی پروا نہین کرتے - زینہ طے کئے بغیر آسمان پر چڑھ جانے کی تمنا ہوتی ہی - آغاز مین انجام کار کی سی باتین کرنے لگتے ہین - ابتدا مین انتہا کی چارہ جوئیان کرگذرتے ہین - جو معدودے چند اصول اتفاقیہ ہاتھ لگ گئے ہون بس اُنھین کی پیروی کئے چلے جاتے ہین - ان اصولون کو نہ غلطیون سے پاک کرنے کا خیال کبھی آتا ہی نہ کامل کرلینے کا - نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ کامیابی کی راہ مین قسم قسم کی قباحتین ایسی اُٹھ کھڑی ہوتی ہین جو ذرا پہلے خیال مین بھی نہ تھین اسلئے تدارک اور بھی مشکل ہوجاتا ہی - اپنی غلطیون کے معترف نہین ہوتے نہ چھوڑتے ہین اس لئے معمولی غلطیان بھی ایسی ناگہان اور شدید ہوتی ہین کہ کام کو ستیاناس کرکے چھوڑتی ہین - جوانون کے برعکس بوڑھون کی غلطیون سے کام کبھی برباد نہین ہوتا - بوڑھون کی بڑی سے بڑی غلطی ہیش ازین نیست کہ کام کم ہوا یا دیر سے ہوا -

بوڑھے سوچتے بہت ہین کرتے کم ہین - ہزارون اعتراض اور انتہا کا پس وپیش کرنے کے بعد ذرا سا کام کرتے ہین - اسمین بھی جہان دقت واقع ہوئی یا کام بگڑتا نظر آیا اور یہ منفعل ہوتے اور فوراً ہی پچھتا اُٹھتے ہین - کمتر ایسا ہوتا ہی کہ کام کو تمام وکمال کرگذارین ورنہ نصف کام ہی پر قناعت کرلیتے ہین - تھوڑی کامیابی کو بہت سمجھتے ہین اور ہمیشہ ان کامون کو کرتے ہین جن مین ناکامی کا خطرہ کم ہو اور محنت کا ثمرہ جلد ملے - ایسے کامون پر متوجہ نہین ہوتے جنکا نتیجہ گو کیسا ہی عظیم ومستحسن کیون نہ ہو مگر سالہا سال کے بعد ملے - اگر کسی کام کو بوڑھے اور جوان ملکر کرین تو بوجوہ احسن انجام کو

پہونچے - بوڑھون کی کمزوریون کا جوانون کی قوتین نعم البدل ہون اور جوانون کے نقائص کا بوڑھون کے محاسن تریاق ہوجائین - کسی نے اس مضمون مین کیا خوب کہا ہی ؎

ہمت پیران دلیل ماست ہرجا میرویم — قوت پرواز چون تیر از کمان دارد ما

سید محمود حسین جعفری

ممسک از تنگی دل بیموت از جان بگذرد — بر در بنگاہ اور وزیکہ مہمان بگذرد
در چمن آن غیرت گل چون خرامان بگذرد — بلبل از گل بگذرد گل از گلستان بگذرد
زان لب جان بخش چون رشحی چکد در کام خضر — من گنہگارم گر او بر آب حیوان بگذرد
باز کن یارب تجلی بر فراز کوہ طور — تاکہ از ہوش و خرد موسی عمران بگذرد
در فراق شاہد گل اینقدر زاری مکن — باش ای بلبل کہ تا فصل زمستان بگذرد
دست و پای محتسب باخشت خم باید شکست — گر بہ بزم مے پئے تعذیر رندان بگذرد
بر سر کوے تو شیدائی تو چون برق و سحاب — گاہ گریان بگذرد ہم گاہ خندان بگذرد
بندہ شوخی را بکوے گلرخان رفتن مدید — بلبل شیدا سزد تا در گلستان بگذرد

سیمیاے عالم فانی سراب بیش نیست — غیر حق در چشم حق بینان ز خواب بیش نیست
گرد و پیش تو ہمہ دریاے ہستی حائل است — این تعین را کہ می بینی حباب بیش نیست
چشم شو سرتاپا از بہر دیدارش کلیم — دور باش لن ترانی خود جواب بیش نیست
این من و مائی کہ در اندیشہ بالدہر نفس — در میان بندہ و ایزد حجاب بیش نیست
بحث در طرز عمل باشد کرا ما کاتبین — نامہ اعمال ما فرد حساب بیش نیست
در نہاد دہر غمے راحت ودیعت بودہ است — رنج و غمہاے کہ داری گر شتابی بیش نیست
نغز می سنجد سخن وز حشو دارد اجتناب — دفتر اشعار شوخی انتخابی بیش نیست

شیخ عالم علی شوخی

ریویو

تاریخ تمدن

چودھوین صدی عیسوی مین جبکہ مسلمانون کا ذخیرہ معلومات اس زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ کمال کو پہونچ چکا تھا۔ علامہ خلدون نے سب سے پہلے فلسفہ تاریخ کا سنگ بنیادی رکھا۔ جسکی تمنا اٹھارھوین صدی تک علماء یورپ کیا کئے۔ مسٹر بکل نے جو اس فن کا امام تسلیم کیا گیا ہی بڑا سبب اس فن کی طرف سے مورخین کی بے التفاتی کا یہ قرار دیا ہی۔ مورخین عموماً علمی جامعیت کے اشخاص نہ ہوتے تھے چنانچہ وہ لکھتا ہی کہ "یہ عجب تماشہ نظر آرہا ہی کہ اگر ایک مورخ صاحب فن سیاست مدن سے ناواقف ہین تو دوسرے صاحب قانون سے بے بہرہ ہین تیسرے صاحب معاملات مذہبی اور تغیرات اعتقادی سے نابلد"! مگر مسلمانون کے عام خصوصیات کمال کیطرح یہ خصوصیت قابل لحاظ ہی کہ وہ علماء یورپ کیطرح ایک فنی نہین ہوتے تھے بلکہ تمام علوم مروجہ مین دستگاہ رکھتے تھے اور کسی خاص فن کیطرف توجہ کرنیسے اسکے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ شاعری و فلسفہ مین جو رقابت ہی اسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہی کہ افلاطون کو شاعری چھوڑنا پڑی اور ہومر کو فلسفہ لیکن ہمارے علماء اسلام شاعری مین بھی ویسے ہی پختہ کار ہوتے تھے جیسے کہ فلسفہ مین یہی وجہ ہی کہ علامہ ابن خلدون نے جب اس فن پر قلم اٹھایا تو اُنکی تصنیف اس فن پر اس زمانہ کے سرمایہ علوم و فنون کے لحاظ سے تو مکمل ہی ہی مگر وہ ہماری امیدون سے بہی ارفع ہی۔ یہ موقع اسکا نہین ہی کہ اس تصنیف کے محاسن و خصوصیات بیان کئے جائین ورنہ ناظرین کو معلوم ہوتا کہ مقدمہ ابن خلدون کیا چیز ہی اس امر کا افسوس

کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ علامہ نے فلسفہ تاریخ تو تدوین کرلیا لیکن وہ اپنی تاریخ اس طرز پر نہ مرتب کرسکے جسکا اُنھون نے منصوبہ قایم کیا تھا جسکا سبب عدیم الفرصتی ہی - موجودہ تاریخ ابن خلدون دراصل واقعات مسلسل کی ایک بیاض ہی نہ کہ تاریخ - علامہ کے بعد اُن کے ایک شاگرد مقریزی نے اپنے استاد کے منصوبہ کو ممالک اسلام کی تاریخ انکے آئیڈیل کے مطابق لکھنا چاہی لیکن وہ صرف مصر کے متعلق دو ضخیم جلدین لکھ چکا تھا کہ مرگیا اسکے بعد ہمکو جہان تک معلوم ہی کسی نے اسطرف خاص طور پر توجہ نہین کی اور ہمکو افسوس و خوشی کے ساتھ سدیو لیبان مصنف تمدن عرب کا ممنون ہونا پڑتا ہی -

یورپ مین اٹھارہوین صدی عیسوی مین والسو نے جو اصول قانون کا بانی ہی اس موضوع پر قلم اٹھانے کا ارادہ کیا اور اُسنے اپنا یہ خیال ان الفاظ مین ظاہر کیا " کہ جب ہماری طاقتون نے نیچرل سائنس مرتب کرلیا جسکا دوسرا نام ہیچرل ہسٹری ہی تو کیا وجہ ہی کہ ہم سائنس آف ہسٹری نہ مدون کرسکین" لیکن افسوس ہی کہ یہ خیال عمل مین نہین آنے پایا تھا کہ والسو مرگیا تاہم اسکا یہ خیال بے اثر نہ ہوا اور فرانس ہی مین ایک شخص مانٹیسکو اُٹھ کھڑا ہوا اُس نے روم کے عروج وزوال کی ایک تاریخ لکھی جسکے ساتھ فلسفۂ تاریخ کا بھی ایک رسالہ شایع کیا - اس رسالہ کا موضوع بحث اسدرجہ مشکل تھا کہ کہا جاتا ہی کہ فرانسیسی زبان مین اسقدر قوت ہی نہ تھی کہ وہ اس بار کو برداشت کرسکتی اسلیے وہ اپنے صحیح مفہوم کو ادا نہ کرسکا اسطرح اسکی تصنیف اپنے ایفاے مقصد سے قاصر ہی - اسی دور مین ایک جرمن فلسفی ہجل نے بھی ایک رسالہ فلسفۂ تاریخ پر لکھا مگر چونکہ مصنف نے خود کوئی تاریخی تصنیف نہین کی اسلیے وہ رسالہ بھی دائرہ خمول مین پڑا رہا -

انیسوین صدی مین فرانس مین گیزو اور انگلستان مین بکل نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور اپنے ممالک کے تمدن کی تاریخین لکھین مگر موخرالذکر اپنی قابلیت و محنت کی وجہ سے اس فن کا امام تسلیم کیا گیا اور اول الذکر نے دربار شہرت مین وہ عزت نہ حاصل کی جو اسکے ہمعصر کو نصیب ہوئی بکل نے انگلستان کی ایک تاریخ لکھی جسکی پہلی جلد جو فلسفہ تاریخ کے متعلق ہے ہمارے ریویو کا موضوع ہی افسوس ہے کہ اسنے دو ہی جلدین لکھی تھین کہ اسکی صحت نے جواب دیا اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے اسکو ایشیا کا سفر اختیار کرنا پڑا کہتے ہین کہ اس سفر سے اسکا مقصد اس مواد کا جمع کرنا بھی تھا جو وہ اپنی دنیا کی تاریخ کے لئے جسکا منصوبہ اسنے قائم کیا تھا چاہتا تھا۔ دمشق پہونچکر وہ سخت تپ مین مبتلا ہوا اور وہین انتقال کیا حالت نزع مین جو الفاظ اسکی زبان پر جاری تھے وہ یہ تھے "میری کتاب! میری کتاب! افسوس مین اسکو کبھی بھی نہ پوری کرسکونگا"! اس تصنیف کی اہمیت اور دلچسپی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ جیسے یہ کتاب شایع ہوئی فوراً یورپ کی تمام علمی زبانون مین اسکا ترجمہ ہوگیا مرحوم منشی احمد علیصاحب بی اے ال ال بی نے اس کتاب کو اردو کا قالب پہنانا چاہا اور اُنھون نے پہلی جلد کا جو فلسفہ تاریخ کے متعلق ہی ترجمہ شروع کردیا اس کتاب کے ترجمے مین چند دقتین تھین ایک تو معمولی اردو زبان کی بے مایگی لیکن سب سے بڑی جو دقت تھی وہ یہ تھی کہ مسٹر بکل اتنے بڑے بڑے جملہ لکھتے ہین کہ بعض وقت مبتدا خبر مین امتیاز کرنا دشوار ہوجاتا ہی تاہم ترجمہ کو دیکھکر یہ اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ مترجم نے کیسے اس اشکال پر غلبہ حاصل کیا۔ بکل کا سا حال خود مرحوم مترجم کا بھی ہوا کہ وہ کتاب کے چند بابون کے ترجمے کرچکے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور یہ انکی آرزو جسکے لئے وہ وکالت کے کثیر مشاغل سے وقت بچاکر صرف کرتے تھے

پوری نہ ہوئی - اور یہ حسرت ان کے دل مین رہی - ؎

لیک از جملگی پراگندہ ہمہ از بے سری وسامانی
این قدر مہلتش نہ داد اجل کہ بہ ترتیب شان بود بانی

پہلی جلد کے ساتوین باب کا ترجمہ اُن کے ایک نہایت قابل عزیز کر رہے ہین جو انشاء اللہ ہدیۂ ناظرین ہوگا - اس خیال سے کہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاے اور ناظرین کو مطالعہ مین تکلیف ہو کتاب کی دو جلدین کر دی گئی ہین اس وقت دو بابون کا ترجمہ شایع کیا گیا ہی جو ہمارے پیش نظر ہے - مترجم نے ایک مقدمہ تمہید المضامین کے نام سے کتاب کے شروع مین اضافہ کیا ہی مقدمہ کا موضوع "تمدن" ہے جسکی تفصیل کتاب کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے - اس عنوان کے تحت مین بہت سے دلچسپ مسائل آگئے ہین مثلاً تمدن کا مفہوم اسکی تعریف اسکی بابت علماء یورپ کا اختلاف آرا، تمدن کے عناصر و ارکان، اسکے نتایج و ثمرات - ہدایت نوع انسانی - تمدن کی مختصر تاریخ - مذہب کا تمدن سے تعلق اور مذہب کا تمدن سے علاقہ - مذہب کے متعلق حکماء یورپ کی راے وغیرہ وغیرہ یہ سب مباحث اردو زبان کے لئے نئے ہین - اس تمہید المضامین کے بعد خود مصنف کا مقدمہ یا باب اول شروع ہوتا ہی جسمین اِن امور پر بحث کی گئی ہی - فلسفہ تاریخ کی ضرورت - کیا فلسفہ تاریخ کی تدوین ممکن ہی - اگر ایسا ہی تو ابتک اسمین آسانی کیون نہ ہوئی اور وہ کونسی رکاوٹین تھین جنھون نے مورخین کو اسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - دوسرا باب قوانین طبعی کی تاثیرات سوسائیٹی کی ترکیب اور اشخاص کے خصائل کی بابت قائم کیا گیا ہی - ہم آگے چلکر ہر ایک باب پر ریویو کرینگے مگر اسوقت مسٹر بکل کی نظریہ کی ایک آوٹ لائن (خلاصہ) درج کرتے ہین جو ہمارے ریویو کے سمجھنے مین کارآمد ہوگی

(۱) چونکہ مورخین کے زمرہ مین ایسے قابل اور ذہین لوگ نہین ہوے جیسے طبیعات مین کیپلر یا ٹیوٹن تھے اسوجہ سے کچھ تو مورخین کی ناقابلیت اور کچھ مسائل معاشرت کی پیچیدگی کی وجہ سے ان اصول کے دریافت کرنے کی طرف جو معاشرت انسانی پر موثر ہین بہت کم توجہ کیگئی۔

(۲) چونکہ الٰہیات کا مسئلہ تقدیر ہمارے دائرہ علم سے خارج ہی اور اسلئے قابل وثوق نہین اور اسکے ساتھی علم مابعد الطبیعات کا مسئلہ مرضئ مختار ضمیر کے غلطی نہ کرنے کے بے بنیاد اصول پر مبنی ہی اسلئے بلا کسی موانع و مزاحم کے سائنس اور خاصکر علم الاعداد اس امر کو بخوبی ثابت کرتا ہی کہ انسانی اعمال و حرکات ایسے اصول کے تابع ہین جو طبعی قوانین کی طرح بالکل منتظم و باقاعدہ ہین۔

(۳) اقلیم سرزمین۔ غذا اور مناظر قدرت ذہنی ترقی کے اسباب ہین جنمین سے اول الذکر تین تو معاشرت پر دولت کے جمع و تقسیم کے ذریعہ سے بواسطہ اثر ڈالتے ہین اور موخرالذکر خیالات کے جمع و تقسیم کی صورت مین سوسائٹی پر بلا واسطہ موثر ہی مطلب یہ ہی کہ جب ظاہری مناظر پر از عظمت و جلال اور خوبصورت و دلفریب ہوتے ہین تو متخیلہ مین ہیجان اور عقل مین کمزوری پیدا کرتے ہین بخلاف اسکے جب یہی مناظر کمزور و سادے ہوتے ہین تو عقل قوی اور قوت متخیلہ ضعیف ہو جاتی ہی۔

(۴) ممالک یورپ اور دوسرے ممالک کے تمدن مین جو فرق ہے وہ یہ ہی کہ وہان کے تمدن مین فطرت کمزور اور انسان قوی نظر آتا ہی اور یہان انسان کمزور اور فطرت قوی ہی یہی وجہ ہے کہ یوروپ نے فطرت کو اپنے مطابق بنالیا ہی اور اسکے تمدن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہان مادی قوانین کو دائمی تنزل اور ذہنی قوانین کو دائمی ترقی ہوتی ہی۔

(۵) وہ قوانین ذہنی جنسے معاشرت کا نظم قائم ہوتا ہی مابعد الطبعی نہیں یعنی افراد کے مطالعہ نفسانی سے نہین دریافت کئے جا سکتے بلکہ انکے حصول کا ذریعہ واقعات کا ایسا تخمینہ ہی جہان کسی قسم کے مانع یا مزاحم کی گنجایش نہین اور یہی طریقہ دریافت قوانین معاولت یا توسط کہلاتا ہی۔

(۶) انسانی ترقی اخلاقی قوی کا نتیجہ نہین کیونکہ یہ ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہتے ہین اور ان مین باہمی توازن ایسا قائم ہو جاتا ہی کہ اُنکا اثر کسی معتدبہ مدت تک نہین باقی رہتا ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ اس امر سے انکار تو غیر ممکن ہی کہ ان کے جذبات اور خیالات کا اثر پڑتا ہی لیکن اسکے ساتھ ہی چونکہ دوسرے افراد کے جذبات و خیالات اکثر اسکے مخالف متضاد ہوتے ہین اسلئے ان متضاد جذبات مین ایک ایسا توازن قائم ہو جاتا ہی کہ وہ کوئی مجموعی اثر نہین ڈالتے یہی سبب ہی کہ ان کے مجموعی حرکات و سکنات انسان کے مجموعی علم کی وجہ سے منتظم و باقاعدہ ہوتے ہین نہ کہ اخلاقی قوی و جذبات کی وجہ سے۔

(۷) افراد کی کوشش مجموعی حالات مین کوئی وقعت نہین رکھتی مشاہیر ہر زمانہ مین موجود ہوتے ہین اور اس زمانہ مین بھی ہین گو وہ نظام معاشرت کی بڑی مزاحم طاقت ہی کیون نہ ہون لیکن اُنکا اثر انھین کے زمانہ تک محدود رہتا ہی۔

(۸) علوم و فنون، مذہب، حکومت یہ سب تمدن کے نتائج و ثمرات ہین نہ کہ اسکے اسباب۔

(۹) تمدن کی ترقی شک اور سریع الاعتقادی کے مطابق اختلاف پذیر ہوتی رہتی ہی۔ اول سے مراد یہ ہی کہ ہر ایک موجودہ چیز مین شک کیا جائے اور اُسکی تفتیش کیجائے۔ دوسرے کا مطلب یہ ہی کہ بغیر جانچ پرتال کے اُن معتقدات و مراسم کو سنت کے ساتھ مانا جائے جو اگلے زمانہ سے قائم چلے آتے ہین۔

یہ تھا خلاصہ مسٹر بکل کے عام نظریہ کا - اب سوال یہ ہی کہ مصنف کے نزدیک وہ کون سا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ہی جس تک اُس نے اس فن کے پہونچانے کا ارادہ کیا ہی ؟

وہ لکھتا ہی یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اب اس (تاریخ) کی تحقیق کچھ ایسے بلند پیمانہ پر کرنا چاہیئے کہ اب تک جو کچھ کیا گیا اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہو اور یہ کہ نہایت سر توڑ کوشش کرنا چاہیئے - تاکہ تحقیقات کا یہ عظیم الشان اور کارآمد صیغہ بھی دیگر صیغہ جات کی سطح کے برابر پہونچ جاے - جس سے ہمارے علم مین ایک موازنہ اور تناسب پیدا ہو - × × × × × × × × × × × × × × × × مین کوشش کرونگا کہ تاریخ انسانی کی تکمیل اس حد تک کر ڈالون کہ دیگر محققین نے نیچرل سائنس (طبیعات) کے متعلق جسقدر کیا ہی -

اب ہم ہر ایک باب پر علیحدہ علیحدہ نظر ڈالتے ہین -

باب اول

جب انسان عالم وجود مین آیا اور اُسنے اپنے گرد و پیش کی چیزون پر نظر ڈالی تو اسکو انمین کسی قسم کی باقاعدگی و ترتیب نہ معلوم ہوئی دن رات ہمیشہ یکسان و برابر نہ ہوتے تھے - ہوائین کبھی گرم اور کبھی سرد چلتین تھین - بعض ستارے آفتاب کی طرح طلوع و غروب ہوتے تھے اور بعض آسمان مین بالکل ہی ساکت نظر آتے تھے - آفتاب و ماہتاب کسوف و خسوف کیوجہ سے کبھی کل اور کبھی کچھ حصہ نظر دن سے چھپ جاتے تھے خود انسان کے پاؤن کے نیچے کی زمین زلزلون سے حرکت کرتی رہتی تھی - اس قسم کے مناظر نے جو بظاہر غیر منتظم معلوم ہوتے تھے اس اعتقاد کی طرف رہبری کی کہ اس عالم کے مدبر بھی انسان کیطرح لاپروا بے فکر ہین - امتداد زمانہ سے یہ بدنظمی باقاعدگی کیصورتمین

تبدیل ہونا شروع ہوئی۔ بعض چیزون کی تاثیرین نوع انسانی کے لئے مفید اور بعض کی تاثیرین مضر ثابت ہونے لگین۔ دنیا مین نیک اور خبیث ارواح کے وجود کا خیال ذہن نشین ہو گیا جو عالم خارجی و عالم باطنی مین ایک دوسرے سے ہمیشہ لڑا کرتے ہین۔ مگر جب مشاہدات انسانی نے قوت متخیلہ کی بہ نسبت زیادہ قوت حاصل کرلی تو اس قسم کی توہمات سے بھری ہوئی توجیہات بھی کم ہوچلین۔

بعض وہ مناظر جن کے آثار صاف صاف ایک دوسرے سے متضاد تھے ایک ہی قانون کے ماتحت اور بعض اوقات ایک ہی علت کے معلول نظر آنے لگے۔ جب معلومات انسانی نے اس حد تک ترقی کرلی تو علت و معلول اور اثر و موثر کا دائرہ بہت ہی قریب ہو گیا۔ کسوف و خسوف بجاے غضب الٰہی کے مظہر ہونے کے زمین و آفتاب و ماہتاب کی متناسب دوری و منزلت کا لابدی نتیجہ سمجھے جانے لگے المختصر ہر ایک منظر قدرت ایک قانون کا خواہ وہ ظنی ہو یا یقینی ماتحت کر دیا گیا۔ لیکن اس کلیہ سے انسانی افعال و خواص ابتک خارج رہے اور ہین یہان اگر جذبات۔ عقل۔ ضمیر۔ خواہشات کے تنازع مین روحانی قوی جو زمانہ جاہلیت مین ہر منظر فطرت کے اصل سبب تسلیم کئے جاتے تھے ذی اثر و اقتدار مانے جایا کئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسانی افعال و خواص کی طبعی توجیہات ابتک کیون نہ ہوسکین اور اسکا خاص سبب کیا ہے؟ وہ لوگ جو اس امر کے مخالف ہین کہ انسانی حرکات و افعال کسی قاعدہ کے تحت مین داخل ہین وہ اسکا جواب یہ دین گے کہ انسان کی حالت اور چیزون سے بالکل ہی مختلف ہے اسمین ایک ملکہ موجود ہے جسکا نام مرضی مختار ہے جو ہر وقت ان تمام تعلقات کو توڑ سکتا ہے جو اسکے افعال کو باقاعدہ بنانا چاہتے ہین۔ تمام چیزون مین تو یہ اصول مسلم ہے کہ عدم موانع اور شرائط کے پائے جاتے ہی چند نتائج لابدی

طور پر پیدا ہوتے ہین مگر عالم انسانی مین اگر لفظ قانون کے معنی ہی کچھ اور ہوجاتے ہین اور عموماً چیزین تو کسی قاعدہ یا قانون کے مطابق عمل کرتی ہین مگر انسان وہ قاعدہ یا قانون خود انتخاب کرکے اختیار کرتا ہی جس سے مخالفت یا انحراف اسکے اختیار مین ہر وقت ہی - لیکن یہ طریقہ فطرت کے اس اقتصاد کے جو تمام عالم مین جاری ہے مخالف ہی ! یہ امر قابل لحاظ ہی کہ انسان کے عام حرکات و سکنات دراصل ظاہری حوادث کی تحریک کا نتیجہ ہوتے ہین کیونکہ انسان جو ارادہ کرتا ہی اور جو فعل کرتا ہی اسکا کوئی نہ کوئی محرک ضرور رہوتا ہی اور جس محرک کا اثر زاید ہوتا ہی اُسیکا نتیجہ انسانکے افعال وخواص سمجھے جاتے ہین - دیکھو فطرتاً انسان اسی امر کی خواہش کرتا ہی جو وہ اپنے لئے بہتر سمجھتا ہی کسی شے کو اچھا یا بُرا سمجھنے کیواسطے یہ ضروری ہی کہ پہلے اسکے حسن و قبح کا بھی علم ہو - اگر انسان زہر کے اثر سے ناواقف ہو تو وہ اسکو کھالیگا لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوجائیگا کہ زہر مہلک ہی تو وہ اسکے پاس بھی نہ پھٹکے گا - یہان یہ جتا دینا ضروری ہی کہ سوال زیر بحث مین حسن و قبح سے اخلاقی حسن و قبح مراد نہین بلکہ یہ قانون فطرت ہی کہ جس شے کے متعلق انسان کو یہ وثوق ہوجاتا ہی کہ وہ اسکے لئے مضر ہی تو اس سے حتی الامکان انسان ہمیشہ پرہیز کرتا ہی اور جس شے کو وہ اپنے لئے مفید جانتا ہی اسکی طرف اسکا میلان فطرتاً ہوتا ہی - مختصر یہ کہ اسکے تمام افعال کا مبنیٰ علم ہی - اس لئے اسکے محاسن نتیجہ ہین اسکی واقفیت کا اور برائیان نتیجہ ہین عدم واقفیت کا - اسکی حالت بالکل غلہ کے درخت کی ہی جسکو ہم عمدہ قطعہ زمین مین بوتے ہین جہان اس امر کا خیال رکھتے ہین کہ اسکو صاف اور تازی ہوا اور روشنی مل سکے - گرم ہوا اور ہر قسم کے مخالف اثر سے وہ محفوظ رہے اسکی بیکار شاخین اسلئے توڑ ڈالی جاتی ہین کہ تمام تر نمو کا زور کارآمد شاخون پر صرف ہو ان انتظامون اور نگہداشتون کے بعد وہ درخت اپنی

استعداد کے مطابق پورے نمو پر آتا ہی گو انسان کے قویٰ و خصائص اعلیٰ ہین اور درخت سے مختلف بھی ہین اور خاصکر اسکی یہ استعداد کہ وہ اپنے موافق و غیر موافق حالات مین خود تمیز کرلیتا ہی درخت مین نہین پائی جاتی اور یہ کہ جس شے کو وہ اچھا سمجھتا ہے اختیار کرتا ہی تاہم اُسمین یہ قدرت نہین ہی کہ آزادی سے وہ ہر اس شے کو اختیار کرلے جس کے مفید یا مضر ہونے کا اسکو علم نہین ہے اسلیئے کہ یہ تمیز کہ کون سے امور مفید ہین اور کون سے غیر مفید اُسکو ظاہری حالات کی بنا پر حاصل ہوئی ہی جو اُسکو اس درجہ وجود تک پہونچانے مین کامیاب ہوئے ہین اسلیئے ہمارا خیال صحیح ہی کہ انسان کے حالات غلہ کے پودیکے نمو سے ملتے جلتے ہین اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ انسان کی ترقی و کامیابی نتیجہ ہے اسکی معلومات کی ترقی کا - اگر ظاہری حالات کا ذہن انسانی کے عارضات سے مقابلہ کیا جاے تو یہ صاف نظر آتا ہی کہ اسکے حرکات و سکنات سلسلہ علت و معلول سے وابستہ ہین جب حالت یہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ انسان کے افعال و خصائص کسی فلسفہ یا سائنس کا موضوع بحث نہ بن سکین اس تمام تقریر کے بعد بھی ایک گروہ اٹھ کھڑا ہوگا اور یہ کہیگا -

یہ کہ انسان کے معاملات مین کچھ رازہاے سربستہ ہین اور کچھ امور محض قضا و قدر پر مبنی ایسے ہوتے ہین جو ہماری تحقیقات کے دسترس سے باہر ہین اور اسلیوجہ سے انکی آیندہ رفتار ہم سے پوشیدہ رہے گی یہ اس اعتراض کا جواب تو بالکل معمولی ہے اور قریب قریب وہی ہی جو ہم اوپر دے آئے ہین لیکن مسٹر بکل نے اس بحث کو صاف کرتے ہوے یہ دلچسپ بحث چھیڑ دی ہی کہ - آیا انسان (اور بدنیوجہ انسانی جماعتون) کے افعال و حرکات کچھ مقررہ قوانین کے محکوم ہین یا یہ کہ وہ محض نتیجہ ہین بخت و اتفاق یا مافوق الفطرت مداخلت کا جسکو صاف کرنے کے لئے اُنھون نے تقدیر اور مرضی مختار کی ابتدا پر بحث کی ہی جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم یہان مختصر

طور پر لکھتے ہین۔ وہ لکھتا ہی کہ وہ خانہ بدوش قومین جو مچھلی ملنے اور شکار کرنے پر اپنی زندگی گذارتی ہین اس خیال مین مگن رہتی ہین کہ اُنکا آزوقہ دراصل ایک اتفاقی سبب کا نتیجہ ہے اور اگر وہ اس حالت پر قائم رہین تو ان کے لئے یہ اصول بخت واتفاق ہر امر کی تشفی بخش توجیہ ہو سکتا ہی مگر جب وہ اس زندگی سے ترقی کرتی ہین اور زراعت کرنا شروع کرتی ہین تو اُنکا تمام سامان معیشت جسکی اُنکو ضرورت ہوتی ہی اُنکے حیطۂ اقتدار مین آجاتا ہی۔ جو غلہ وہ زمین مین ڈالتے ہین اور جو وہ کاٹتے ہین اسکی یکسانیت نتائج کی باقاعدگی کیطرف رہبری کرتی ہی اور وہ زمانۂ مستقبل کے متعلق یقین واذعان رکھتے ہین جسکا وجود کبھی بھی اُنکی پہلی زندگی مین نہ تھا اسی مقام سے واقعات مین تسلسل کا دھندلا سا خیال انکو پیدا ہوتا ہی جو آگے بڑھکر نوامیس فطرت کہلاتا ہی۔ جس قدر یہ اصول روشن ہوتا جاتا ہی اسیقدر اسکے مقابلہ مین اصول بخت واتفاق ماند پڑتا جاتا ہی اور آخر مین جاکر بخت واتفاق مرضی مختار کی صورت اختیار کرلیتا ہی اور تسلسل ضروری تقدیر کی شکل مین نمایان ہوتا ہی فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر علما بعد الطبیعات کی بلند پروازی کا نتیجہ ہی اور موخر الذکر وہ ہی جس نے اہل مذہب کی گود مین پرورش پائی ہی اسکے بعد مسٹر بکل نے مسئلہ تقدیر اور مرضی مختار کی تردید کی ہی وہ لکھتا ہی کہ "اول الذکر (تقدیر) کے حامی ایسے مفروضہ پر چلتے ہین جس کی ادنیٰ تعریف یہ ہی کہ اسکی بابت آجتک اُنھون نے کوئی معقول شہادت نہین پیش کی وہ چاہتے ہین کہ ہم یہ اعتقاد رکھین کہ خلاق عالم نے باوجود اپنی رحمت عامہ کی سے جسے وہ خود بخوشی تسلیم کرتے ہین ایک تحکمانہ تفریق مقبول وغیر مقبول مین قائم کردی ہے یہ کہ اُسنے روز ازل سے کرورہا مخلوق کے واسطے جو ابھی پیدا بھی نہین ہوئی ہی اور جسے صرف اُسکی قدرت ہی وجود مین لاسکتی ہے عذاب الیم مقرر کردیا ہی اور یہ کہ اسنے یہ جو کچھ کیا کسی اصول معدلت کے لحاظ سے نہین کیا بلکہ شخصی خود مختار حکومت وسطوت کے زور مین کر ڈالا ہے پھر وہ

وہ کہتا ہی کہ یہ اصول جسقدر بے میل و بے جوڑ ہے اُس سے قطع نظر کرکے دیکھا جاے تو ایک علمی تحقیقات مین اسکو بے برگ و تر سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ ہماری معلومات کے احاطہ سے خارج ہی اور ہمکو اسکے صدق و کذب پر یقین کرنے کا کوئی ذریعہ حاصل نہین

وہ لوگ جو مرضی مختار کو مانتے ہین اپنے دعوے کی دلیل مین یہ امر پیش کرتے ہین کہ ہر شخص اس بات کو جانتا اور محسوس کرتا ہی کہ وہ ایک فاعل مختار ہی اور اگر چہ کیسے ہی نازک دلائل پیش کئے جائین لیکن ہمارے سر دن سے یہ سودا نہین نکل سکتا کہ ہم ایک مرضی مختار رکھتے ہین - اس دعوے مین دو مفروضات ہین اول تو ایک خاص خود مختار ملکہ ہی جسکو ادراک کہتے ہین اور دوسرے یہ کہ جو کچھ یہ ملکہ ظاہر کرتا ہی اُسکی تردید نہین ہوسکتی - اول تو یہی یقینی نہین ہی کہ یہ ادراک بھی کوئی ملکہ ہی بلکہ بعض نہایت قابل اہل نظر کی راے ہے کہ یہ ادراک صرف نفس ذہن کی ایک حالت ہی جو بہ واقعہ ہی تو ساری دلیل پاور ہوا ہو جاتی ہی - کیونکہ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے کہ نفس ذہن کے تمام ملکات یکسان و صحیح و درست ہوتے ہین تب بھی کوئی شخص نفس ذہن کی ہر ایک حالت کے بارہ مین (جو اتفاقیہ پیدا ہو) یہ دعوی نہین کرسکتا کہ وہ صحیح ہی اس اعتراض سے درگذر کرکے اگر ہم یہ مان بھی لین کہ ادراک بھی طبیعت کا کوئی ملکہ ہی تو ساری تاریخی شہادت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ یہ بالکل مخدوش ہی - تمام ان بڑے بڑے طبقات و درجات مین جسمین بنی آدم ترقی و تہذیب کی جادہ پیمائی مین ہوکے گذرے ہے نوع انسانی بعض ایسی خصوصیات ذہنی یا معتقدات مذہبی کے سبب ممتاز رہی ہی کہ جن کا اثر اس زمانہ کے مذہب و فلسفہ و اخلاق پر باقی رہگیا ہی انمین سے ہر ایک عقیدہ جس کو ایک زمانہ مین لوگ داخل ایمان سمجھتے تھے دوسرے دور مین موجب تحقیر سمجھا گیا اور پھر انمین سے ہر ایک اپنے اپنے وقت مین قلوب انسانی سے اتنا وابستہ اور اسکے ادراک کا ایسا جزو لاینفک بنا رہا ہی - جیسے کہ وہ ملے جسے ہم مرضی مختار کے نام سے

تعبیر کرتے ہین - لیکن یہ ناممکن ہی کہ ادراک کے یہ کل ثمرات سچ ہون کیونکہ انمین سے بہترے ایک دوسرے کی نفی کرتے ہین پس تاوقتیکہ ہر ایک زمانہ مین سچائی کے مختلف معیار قرار نہ دیجائین یہ بدیہی بات ہی کہ ایک انسان کی شہادت ہرگز کوئی ثبوت اسکا نہین ہی کہ وہ سچ بھی ہی کیونکہ اگر ایسا ہو تو دو مسئلے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہین - چاہیکہ وہ دونون مساوی طور سے سچ ہون - علاوہ اسکے روزمرہ کے طرز عمل سے ایک اور بات بھی نکل سکتی ہی یعنی کیا بعض خاص حالات مین ہم لوگ دیو - پری - اور آسیب و بلا کے وجود کا ادراک نہین کرتے ہین ؟ اگر اس دلیل کے قطع کرنیکی کوشش یہ کہہ کے کیجائے کہ ایسا ادراک ظاہری ہے اصلی وحقیقی نہین ہی تو مین یہ پوچھونگا کہ وہ کون شے ہی جو اس بات کا تصفیہ کرسکتی ہی کہ فلان قسم کا ادراک اصلی وحقیقی ہی اور فلان قسم کا ظاہری وغیر اصلی - اگر یہ پر فخر ملکہ کبھو بعض بعض چیزون مین دھوکا دیتا ہی تو ہمارے پاس اسکی کیا ضمانت ہی کہ دیگر مواقع پر دھوکا نہ دیگا - اگر اسکی کوئی ضمانت نہین ہی تو یہ ملکہ ہرگز لایق اعتماد نہین ہی اور اگر کوئی ضمانت ہی تو (چاہے وہ کچھ ہو) اسکے وجود ہی سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی ایسی شے کی ضرورت ہی جسکا ملکۂ ادراک محکوم ومطیع ہو اور اس بات سے ملکۂ ادراک کے اعلیٰ وافضل ہونے کا وہ اصول باطل ہوا جاتا ہی -

علما ریورپ مین سے اکثرنے مسٹر بکل کے اس عجیب وغریب نظریہ پر منھ توڑ اعتراض کئے ہین جسکے پیشرو کینن کنگسلے اور مسٹر فراوڈ ہین دونون کے اعتراض قریب قریب ایک ہین اسلئے موخر الذکر کے وہ اعتراضات جو انھون نے رائل انسٹی ٹیوشن کے ایک لکچر مین جو ۵ فروری ۱۸۶۴ء مین دیا تھا کئے ہین - ہم یہاپر نقل کرتے ہین اسکے بعد اسکا جواب دینگے -

(۱) جب کہ اسباب طبعی مرضی مختار کے کسی اصول کے پابند نہین ہوسکتے

تو اُسکے لئے لفظ سائنس کا استعمال کرنا بالکل ہی بے موقع ہی اگر انسان کسی فعل کے کرنے اور نہ کرنے مین مختار ہی تو اُسکے وہ افعال کسی حقیقی سائنس کا موضوع نہین بن سکتے اور اگر وہ کسی سائنس کے موضوع بن سکتے تو مسئلہ مرضی مختار بے بنیاد ہوجاتا اور انسان اپنے کسی فعل پر تعریف وملامت کا مستحق نہ رہتا۔

(۲) جب حالت یہ ہی تو انسانی افعال کے متعلق نہ تو کسی قسم کی پیشین گوئی کیجا سکتی ہی اور نہ گذشتہ افعال کی توجیہ ہوسکتی ہی۔

(۳) اگر مسٹر بکل افراد کے متعلق جو پیچیدگیان ہین انسے یہ کہکر نجات حاصل کرلین کہ ہم جو حکم کسی قسم کا کرین گے وہ مجموعی افراد کی حالت پر نظر ڈالکر اسکا اوسط نکال لینگے لیکن بدقسمتی سے یہ کچھ ضروری نہین کہ ایک نسل کا اوسط وہی ہو جو دوسری کا کوئی دو قومین یا نسلین ایک سی کبھی نہین ہوتین۔

(۴) تاریخ مین مناظر کی تکرار نہین ہوتی ہم اُن واقعات پر جو تاریخ مین درج ہین اور پھر دوبارہ واقع نہین ہوسکتے بھروسہ کرنے پر مجبور ہین کیونکہ یہان کسی قسم کا تجربہ غیر ممکن ہی اور ہم اپنے قیاس کی جانچ کرنے کے لئے بار بار واقع ہونے والے واقعہ کو نہین ملاحظہ کرسکتے۔

مسٹر فراوڈ کا پہلا اعتراض تو وہی ہی جو ہم اوپر کرآئے ہین اگر اُنھون نے بکل کی تقریر کو غور سے پڑھا ہوتا تو اُنکو اس اعتراض کی کبھی جرأت نہ ہوتی تاہم اتنا ضرور کہین گے کہ اگر ہم یہ اعتراض تسلیم کرلین تو اس سے یہ لازم آتا ہی کہ انسان کے ذہنی عوارضات وحالات مین بھی سلسلہ علت غائب ہوجائے اور وہ قابل اعتبار نہ ہون اسطرح علم نفسیات کا لوجی بھی سائنس کہلائے جانیکا مستحق نہ رہے۔ دوسرا اعتراض اس امر پر مبنی ہی کہ بعض خود مختارانہ افعال انسانی کے متعلق کوئی پیشینگوئی نہین کیجا سکتی حالانکہ اس واقعہ کو نظر انداز کردیا جاتا ہے کہ وہ بسیط اختیار جو انسان کی

روزانہ معاشرت مین کام کرتا ہی بیحد باقاعدہ و منضبط ہی اور بنظرِ غالب اُس سے صحیح نتائج اخذ کئے جاسکتے ہین جسطرح ہم ایک شخص کے مزاج سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد اسکے حرکات و سکنات کے متعلق پیشین گوئی کر سکتے ہین ایسی پیشین گوئی ہم کسی دوسرے امر کے متعلق کامل وثوق کے ساتھ نہین کرسکتے مثال مین دیکھو جب کوئی گاڑی سامنے سے آتی ہو تو ایک ہزار مین نو سو ننانوے ایسے آدمی ہین جو راستہ سے ہٹ جاتے ہین۔ ایک شخص کسی ضرورت سے ریل پر سفر کرنا چاہتا ہی اسکو معلوم ہی کہ اسٹیشن تک دو راستے ہین ایک کی مسافت ایک ہی میل ہی اور دوسرے کی دو میل ظاہر ہی کہ وہ ایسی حالت مین پہلا راستہ اختیار کرے گا۔ اگر زیادہ ضرورت ہوگی تو وہ وقت بچانیکے لئے دوڑے گا یا سواری پر جائیگا۔ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ عام عادات اور امید کے خلاف نتائج ظاہر ہوتے ہین مگر اسکے خاص علل و اسباب بھی ہوتے ہین مثلاً روزمرہ کے خرچ کی چیزین ایک نزدیک کی دوکان سے سستی اور عمدہ ملسکتی ہین لیکن کوئی شخص کسی دوسری دوکان سے جو فاصلہ پر ہی وہی چیزین خریدتا ہی جہان اُنسے گران اور کم درجہ کی ملتی ہین ظاہر ہی کہ ایسی صورت مین موخر الذکر دوکان والے سے اور اس دوکان دار سے کچھ خاص معاملات ضرورت ہوگی۔ کیا یہ ممکن ہی کہ اس قسم کے واقعات اس عام اصول کو کہ جہان عمدہ اور سستی چیزین ملتی ہین وہین سے لوگ خریدتے ہین توڑ سکتے ہین۔ اس قسم کے واقعات قابل لحاظ نہین ہین بلکہ اس کلیہ کے مستثنیات مین داخل ہین

جب انسانون کے عام افعال و حرکات اپنے محرکات کی باقاعدگی کی وجہ سے اس درجہ منتظم ہوسکتے ہین تو کیا وجہ ہی کہ معاشرتی مسائل و حوادث مین یہ نظم نہ پیدا ہو دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہی کہ حوادث کے متعلق کمی و کیفی پیشین گوئیان مرتبہ تحقیق و صدق مین مستفاوت ہوتی ہین اس لئے یہ نہین کہا جاسکتا کہ جو پیشین گوئیان

مرتبہ تحقیق مین اعلیٰ ہون وہی کسی فن کا موضوع بن سکتی ہین مسٹر فراوڈ نے سائیس کی تعریف کی مغبیت مین نہایت درجہ مبالغہ سے کام لیا ہی جسکو دیکھکر قطعی طور سے یہ ماننا پڑتا ہی کہ بہت سے کارآمد علوم وفنون سائنس کے دائرہ سے نکل جائین۔ مثلاً علم الجو پر نظر ڈالو تو بعض ایسے حوادث نظر آئین گے جو عام اصول کے خلاف ہین لیکن ان سے ان کلیات مین کسی قسم کی کمزوری نہین پیدا ہوتی ہندوستان مین برسات عموماً جنوبی ومغربی موسمی ہوا کی وجہ سے ہوتی ہی اور ہر سال ہمکو یہ یقین ہی کہ آیندہ سال انھین مہینون مین برسات ہوگی اور خاصکر ہندوستان ایسے زرعی ملک مین جہان اسی یقین پر زندگی کا دارومدار ہی تاہم گذشتہ کئی شہادتون سے اس تواتر مین خلل پڑگیا اس بنا پر علم الجو کا مندرجہ بالا کلیہ غلط ہوجاتا ہے یہ خیال غیر ممکن ہی گو حقیقی پیشین گوئیان نہین کیجاسکتی ہین مگر تاہم قیاسی وتخمینی پیشین گوئیان ممکن ہین اگر فلسفۂ تاریخ کے واقعات اس درجہ متشخص ومقرر نہ ہوتے تب بھی تاریخ کا فلسفہ ممکن تھا۔ آخری اعتراض کا جواب تو دیا ہی نہین جاسکتا کہ تاریخی واقعات مکرر ہوتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک واقعی امر ہی ہم اس اعتراض کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہین کہ معاشرت کے مسائل بہت کچھ ہر حالت مین ایک دوسرے سے مختلف ہین تاہم اسکا جواب بہت صاف ہی اور وہ یہ ہی کہ کسی سائنس مین جسکا مبنیٰ مشاہدات پر ہے حوادث کی تکرار ایسی نہین ہے جیسی کہ فلسفہ تاریخ مین ہی خود علم الافلاک مین جو تمام علوم مین زیادہ موثق اور صحیح ہی یہ بات نہین پائی جاتی ستارون کا اجتماع کبھی ایک سا نہین ہوتا ایسی تکرار بالکل تخمینی ہوتی ہے علم جیالوجی (طبقات الارض) کے حوادثات بھی کبھی ایک سے نہین ہوتے حالانکہ یہ دونون سائینس ہین۔

اس موقعہ پر یہ جتادینا ضروری ہی کہ فلسفہ تاریخ نے اب سوشل سائینس کی

صورت اختیار کرلی ہی اور بجاے تاریخ کے ایک جز ہونے کے بالذات ایک مستقل فن بنگیا ہی۔ اسپنسر نے صرف اس فن پر ایک مستقل کتاب مین ریویو کیا ہے جسکا نام "اسٹڈی آف سوشیالوجی ہے" اور آج یورپین لٹریچر پر اس فن کا تصرف اس درجہ ہی کہ یہ کہنا بالکل بیجا نہین ہی کہ بغیر سوشل سائنس کے کافی مطالعہ کے پبلک لٹریچر مین حصہ لینا غلطی ہی۔ (باقی آیندہ)

ضیاء الحسن علوی

سالومن کمپنی کا مجرب عرق دافع ملیریا

ہر قسم کے تپ و لرزہ اور طحال و جگر کی بیماریون مین اکسیر کا کام کرتا ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

سالومن کمپنی - دواخانہ انگریزی

امین آباد لکھنؤ

تاریخ تمدن

بکل کی ہسٹری آف سویلیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ۔ حسب فرمایش انجمن ترقی اردو۔ مرحوم منشی محمد احمد علی۔ بی اے۔ ایل ایل بی کی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ

اعلیٰ قسم کے کاغذ پر اور مجلد نسخہ کی قیمت عہ

اوسط درجہ " " " عہ۴

" " غیر مجلد عہ

محصول ذمہ خریدار

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ

یا

دفتر رسالہ الناظر۔ لکھنؤ۔ سے طلب فرمایئے

مناجات

اے خدائے کارسازِ بے نیاز
با دو بیچ زارِ خود لختے بساز

رحم کن بر حالِ زارِ بیکسی
اے بفریادِ گنہگاران رسی

من نمیخواہم ز دنیا سلطنت
من نمیخواہم عروجِ آخرت

من نمیخواہم کہ بخشی جنتم
حور و غلمان آوری در خدمتم

من نمیخواہم کہ سردارم کنی
روزِ محشر گرم بازارم کنی

انبیاؑ و اولیارا اینہمہ
اتقیاؑ و اصفیارا اینہمہ

منکہ باشم بندۂ آوارۂ
ناسزائے ناکسے ناکارۂ

من کجا و ان نعمتِ عظمیٰ کجا
من کجا و ان راحتِ عقبیٰ کجا

عمر در حرص و ہوا فرسودۂ
راہِ ہر جرم و خطا پیمودۂ

سالہا در خوابِ غفلت ماندۂ
دامن از یادِ خدا افشاندۂ

تیرہ قلب و تیرہ صد تیرہ روے
خیرہ چشم و خیرہ کار و خیرہ گوی

از تو میخواہم بصد عجز و نیاز
ذرۂ در دل ای بندہ نواز

آنکہ تابانند چو آتش خاکِ من
وانکہ سوزانند خس و خاشاکِ من

زانکہ تفتد دل بشوقِ بندگی
وانکہ بخشند ذوقِ سرافگندگی

آنکہ دل را رغبتِ طاعت دہد
وانکہ جان را قوت و راحت دہد

آنکہ سوزد خرمنِ جانم چو برق
در زند آتش زپا تا بفرق

آنکہ سازد سینہ ام را داغ داغ
وانکہ افروزد بیک دل صد چراغ

آنکہ در دل کرب و بیتابی آورد
وانکہ جان را در تب و تاب آورد

تا رہم از صحبتِ ناسوتیان
تا نگیرم دامنِ لاہوتیان

تا زمکر و ہاتِ دنیا وا رہم
تا بسوے ای تو خوش خوش جان دہم

مدتے شد کز درت بگریختم
دل بدنیاے دنی آویختم

ہر چہ کردم کردہ ام ناکردنی
ہر چہ خوردم خوردہ ام نا خوردنی

ہر چہ گفتم گفتہ ام ناگفتنی
ہر چہ خفتم خفتہ ام ناخفتنی

بودہ ام یارب ز اعمالِ تباہ
ہم بدین و ہم بدنیا روسیاہ

سنگ[1] بر سنگ از حوادث خوردہ ام
تا بدرگاہِ تو رو آوردہ ام

گو سزاوارِ معافی نیستم
لایقِ عفوِ معاصی نیستم

رحم کن رحم اے خداوندِ کریم
زانکہ نامِ تست رحمٰن الرحیم

سوے من منگر بسوی خود نگر
روی من منگر بروے خود نگر

اے فدا جانم بنامِ پاکِ تو
وے سرِ من بستۂ فتراکِ تو

بین کہ اینک بر درت افتادہ ام
دل بشوقِ بندگیت دادہ ام

انت مولائی مرا در مان
انت آقائی مرا از در مران

من نگویم برترین جایم بدہ
بلکہ در پائین ہر پایم بدہ

تا کنم در آستانِ خویش وار
لیکہ گردِ آستانِ خویش وار

تا کشد ہر دم دماغم بوے تو
گر چہ باشم از سگانِ کوے تو

ای خوشا وقتیکہ بینم خویش را
از حضورِ دل براہت جبہ سا

ای خوشا بختیکہ سازد پائمال
چون منے را بر درت یا ذی الجلال

محمد اسمٰعیل۔ ذبیح۔ چھرامووی الفرخ آبادی۔

[1] مصنف کا ایک پسر جوان بی اے ایل ایل بی۔ سید محمد اور سیر نام جولائی سنہ ۱۹۰۸ء مین اور مصنف کی زوجہ جو اپنے عزیز لڑکے صاحب کلکہ منوی کے عزیزون مین تھین جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مین فوت ہوگئین اس شعر کا مضمون ان حادثات پر مبنی ہے ۱۲

نوید غیبی

اتفاقاً ایکدن اک باغمین پہونچے جو ہم
نوجوانان چمن کا قہر ڈھاتا تھا نکھار

دیکھکر نیرنگیِ گلشن بہت حیرت ہوئی
باغبان نے کین تھین ایجادین نرالی اختیار

شک نہین اسمین سلیقے سے سنوارا تھا چمن
بے حجابانہ گل و بلبل تھے باہم ہمکنار

نرگسِ مخمور اک گوشہ مین شرمائی سی تھی
سرو سے قمری کا ملنا تھا جو اُسکو ناگوار

نوجوانانِ چمن طرار و شوخ و بے نقاب
جھومتے تھے ناز سے جسطرح پی کر بادہ خمار

عارضِ ہر گل پہ دیکھا ہمنے آزادی کا رنگ
رنگ بھی کیسا بہت پختہ نہایت پائدار

بڑھ رہی تھی اپنی حیرت چشم نرگس کیطرح
ناگہان ہمکو ملا اک پیر مرد آگاہ کار

اُس سے پوچھا ہمنے کیون ای خضر راہِ معرفت
کونسا یہ باغ ہی یہ کون سے ہین گلعذار

پیر روشن دل نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
"باغ اخلاقِ جدید اسکا ہی نام اے نامدار"

باغبان اس گلشن شاداب کی تہذیب ہی
سب بنسیم مغربی کے دم سے ہی اسکی بہار

عیب سے بدتر سمجھتے ہین یہان شرم و حیا
اسلیے کی ہی گلون نے بیحجابی اختیار

حسن جو قدرت نے بخشا ہی چھپا ئین کیون اُسے
رنگ فطرت کیون نہ سبکے سامنے ہو آشکار

صورتِ گل کیون نہ ہنس مکھ سنکر ملین ہر ایک سے
اس دو روزہ زندگانی کا نہین کچھ اعتبار

دیکھنے سننے کے فطرت نے سکھائے ہین سبق
دیکھنے کو حسنِ گل سننے کو ہی صوتِ ہزار

کیون نہ آزادی کی چالین دلسے ہون سبکو پسند
ہر روش آسان سے آسان سبکی ہی اختیار

تمھین بہت تکلیف دہ ہر ایک کو رسمین قدیم
اسلیے اُنکو اُٹھایا صورتِ تقویم پار

ناخنِ تہذیب دا آزادی نکالین گے اُسے
دیدۂ دل مین کھٹکتا ہی بہت پردے کا خار

ان گلون مین ہی بھری ایسی ہوا خودسری
اپنی رغبت سے کسی گردن کا خود بنجائین ہار

دست بستہ کی گذارش مین نے ہادی آپ ہین
آپ جب ایسا کہینگے حشر ہو گا آشکار

آپ دین تہذیب و اخلاق قدیمان کو جلا — جس سے سمجھے جائین ہم گذرے ہوؤنکی یادگار
ہان مگر اسلام کی حد مین رہے ترمیم نو — حسب فرمان رسول و حسب حکم کردگار
مذہب اسلام کی تہذیب وہ تہذیب ہی — ہر چمن مین کچھ نہ کچھ جسکی نمایان ہی بہار
وحشیون کو کر دیا انسان اُسی تہذیب نے — ناقصون کو کر دیا کامل وہ بخشا افتخار
اب اُسی تہذیب کو دیکھے حقارت سے ہر ایک — واہ کیا کہنا ترا اے انقلاب روزگار
بلبل خوش لہجہ روئے بخت بد کی جان کو — بوم دعوائی نوا سنجی کرے پیش ہزار

سنکے عرض حال آخر پیر گردون منزلت
دیر تک ہوتا رہا مانند شبنم اشکبار

جب فضا تسکین ہوئی تو درج دل کو کھولکر — پند کے موتی دیئے انمول بیحد آبدار
مجھسے فرمایا تعصب بڑھ رہا ہی آج کل — ہی مناسب گر کرین پرہیز اُس سے اختیار
مذہبی ارکان مین کچھ بھی کمی بیشی نہ ہو — شرع کی ہی راہ بے حد مستقیم و پائدار
شارع صادق نے دکھلائی ہی راہ حق مین — قدر کے قابل ہی اسکی راے تا روز شمار
ہان جو رائج ہین مراسم یا رواج خانگی — اُنمین ہین کچھ پھول سے خوشرنگ کچھ بدتر ز خار
جو برائی ہو مراسم مین کرین منسوخ اُسے — جو بھلائی ہو کرین تہذیب مین اُسکا شمار
عورتون کے جہل کو معدوم کر دین دہر سے — عورتون کو مذہبی تعلیم کا بخشین وقار
کچھ علوم فارسی ہون کچھ عرب کے ہون علوم — گھر مین سکھلائین اُنھین اُستانیان لیل و نہار
بچپنے کی بات رہجاتی ہی ساری عمر یاد — لڑکیون کو ہم نکلنے دین نہ گھر سے زینہار
سادگی شادی کی رسمون مین رہے مدنظر — پیشوا جسطرح اپنے کر چکے ہین اختیار
پہلے خود اچھی طرح ہم ساری پہلو دیکھ لین — پھر کرین حاصل رضامندی طرفین ایکبار

ہو زبان دلسے باہم قول ایجاب وقبول
بیحیائی ہے خدائے پاک کو بھی ناگوار

دل مین کچھ ہی منھ پہ کچھ ہی یہ طریقہ ہے بُرا
راستی کا راستہ لازم ہی کرنا اختیار

دوست جسکو سمجھین اُسکی عمر بھر عزت کرین
دشمنون کو بھی نہ سمجھین ہم ذلیل وشوم وخوار

رہنمائے قوم ومذہب ملکے سب کوشش کرین
نام نیک رفتگان رہجائے بیشک برقرار

مُلہم غیبی بشارت دیکے غائب ہوگیا
رہگئے ہم باغ مین الجھے رہے دامن سے خار

کیا کہین جب ہوگیا رخصت جگر وہ نوجوان
ہوگئے مٹی بجھا دل صورت شمع مزار

افتخار علی جگر شاگرد امیر مینائی لکھنوی

دلم کہ آہ بلب بے اثر نمی آرد
تعجب است کہ یارم بہ بر نمی آرد

صنوبر دلم از وصل آن گل رعنا
بشاخسار تمنا ثمر نمی آرد

بیا کہ بے تو دلم تا سحر بسینہ طپد
شب فراق بہ تسکین بسر نمی آرد

چو تیر غمزہ کشاید کمان ابرویش
بسینہ تاب جراحت جگر نمی آرد

ہزار فتنہ بگیتی در آورد گردون
زبان صلح بیارم مگر نمی آرد

نہ آورد شب وصلم اگرچہ دور فلک
نماز شام کہ وقت سحر نمی آرد

زراہ چشم چو پیک نگہ بدل آید
مگر خیال زدلبر خبر نمی آرد

کراست خاطر مجموع ولطف نالۂ چنگ
کہ استماع بحال دگر نمی آرد

کند زشہد جنان ہم نہ کام جان شیرین
کسیکہ از لب جانان شکر نمی آرد

زند برآتش ہجرش مرا چو عنبر وعود
زآہ سوختہ جانان حذر نمی آرد

کسیکہ چشم بحسن رخش نہد فردوس
نظر بجلوہ شمس وقمر نمی آرد

سید وحید علی فردوس

مسٹر مشیر حسین قدوائی اور تعلیم نسوان

اخلاقی دنیا کی ہوا مین اشخاص کی رائین ایسی ہین جیسے ہوا مین اوڑنیوالے کیڑے - اور اگر ہم اُنھین کوئی وقعت دینے کے لئے آمادہ ہین تو وہ ہمین اپنا پابند بنالین گی - لیکن بعض احساسات مثل ایسی خوشبو کے ہوتے ہین جنکو سونگھ کر ہر ذی ہوش اور صاحب تمیز مین ایک کیفیت سی پیدا ہو جاتی ہی جو مختلف درمیانی اسباب دلچسپی یا بے تعلقی کی وجہ سے کبھی سخت نفرت کی صورت مین ظاہر ہوتی ہی اور کبھی حقیقی مسرت کا پہلو لئے ہوتی ہی -

ستمبر کے الناظر مین مسئلہ تعلیم نسوان پر مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا کے خیالات سینے دیکھے - ظاہرا اُنکی غایت اصلی ایک ایسی مخلوق پیدا کرنا ہی جو یقیناً کسی دن ایک تجہ خیز صورت اختیار کرکے اُس نئی زندگی مین داخل ہوگی جو موجودہ زمانہ کی زندگی کی طرح نہایت روشن - دلچسپ اور حقیقی تو ہوگی مگر اس سے بہت زیادہ مکمل حالت مین ہوگی -

اس مخلوق کا (نئی تعلیم یافتہ عورت کا) عقیدہ ایسا راسخ اور اس کا طلسم تقریر ایسا زبردست ہوگا کہ ایک انتہا درجہ کے بطی الحس دماغ والے مادہ پرست مین بھی اسکے سامنے جاکر ایک تعجب خیز اور خوشگوار کیفیت پیدا ہو جائیگی وہ (مادہ پرست) بار بار اُسکے اخذ کردہ نتائج پر بحث کریگا اور جو نقش اُسنے بٹھا دیا ہی اُسکو بہ دلائل و براہین مٹانے کی کوشش کریگا - لیکن اس تعلیم یافتہ عورت کا اثر ایسا قوی ہوگا کہ وہ پھر اُسکے سامنے آتے ہی اگلی سی کیفیت سرور مین مبتلا ہو جائیگا - یہ یقین گو ایسے واقعات امکانی کے متعلق جنکی جانچ کرنا علم - عقل - تجربہ انسانی اور قوت فیصلہ کے احاطہ سے باہر ہی -

یہ بالکل صحیح ہی کہ ہر شخص کے دل مین نہایت قوی رجحان موجود ہی ایک ایسی چیز کی طرف جو تمام چیزون سے علیحدہ ہی - غیر محدود ہی - ناقابل بیان ہی - ناقابل تمیز ہی اور

ناممکن ہی۔ جسکو وہ نہین جان سکتا اور نہین یقین کرتا ہی۔ پھر بھی جب اعلیٰ قوتین ظاہر ہوتی ہین یا بعض اشخاص کی موجودگی ہوتی ہی تو وہ اُس کا احساس کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہی۔ اور ایک بار احساس ہو جانیکے بعد وہ اُس کا گرویدہ ہوجاتا ہی اور پھر اُسکی گرویدگی کے باعث وہ بار بار اُس چیز کی طرف دوڑتا ہی۔ یہی وہ چیز ہی جسکی بدولت اغراض دنیاوی کا سب سے غرض مند بندہ بھی اعلیٰ زندگی کی طرف نہایت جوش سے دوڑتا ہی اور اپنی روح کو تھوڑی دیر کے لئے دنیاوی خیالات سے آزاد کرکے عشق و محبت کے میدان مین کارہاے نمایان کرنے کا خواہان ہوتا ہی۔

شمع حسن عمل نیک کا پروانہ ہی وہ بھی۔ انداز ہراک جسکا سفیہانہ ہی

لیکن جو طریقہ مسٹر مشیر حسین قدوائی نے اپنی خیالی مخلوق پیدا کرنے کیلئے اختیار کیا ہی وہ افسوس کہ اسقدر محدود اور تنگ خیالی پر مبنی ہی کہ اُس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ شروع سے آخر تک اُنپر ایک اضطراب کی سی حالت طاری رہی ہے اور کھٹکا رہا ہی کہ کہین اتفاقی طور پر تعلیم آزاد اور غیر محدود نہ ہوجائے۔ اعلیٰ تعلیم کا ذکر تک نہین کیا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس حیران کن نصاب تعلیم کے وضع کردہ حدود سے عورتون کو نقصان پہونچے گا۔ جن مضامین کی پوری تصریح ہونا چاہیے تھی اُنھین بالکل مجمل اور مغلق طریقہ پر بیان کیا ہی۔ علم حقیقت اشیاء کی تعلیم نہ دینے کے مضرات ظاہر ہین کیونکہ اگر اسکی تعلیم عمدہ طریقہ پر دیجاے تو یہی ایک ذریعہ ہوسکتا ہی صاف اور سلجھے ہوے دماغون کے پیدا ہونے کا۔ اصول بیان کئے جاتے ہین مگر انکی تعریفات کے بیان کرنے کی تکلیف نہین گوارا کی جاتی یہ فروگذاشت یقیناً عام ترقیات انسانی پر مہلک اثر ڈالیگی۔

عورتون کو تعلیم سے محروم رکھنا مرد کا پہلا گناہ ہی۔ واہمہ خلاق ہونیکی حیثیت سے تمام اعضاے جسمانی کا محافظ۔ عامل اور حاکم ہی۔ تحصیل علم ہی زندگی کا اصل اصول

اور سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت پر مندرجۂ ذیل اشعار صادق آتے ہین۔

تزویر کے دام مین پھنسے ہین — اور رسم قدیم پر مٹے ہین
پُجتے تھے جو بت مٹے وہ اکثر — پر یہ وہین سجدہ مین پڑے ہین

ہمت یہ نہین کہ مرد بنکر — ابنائے زمان کے ہون وہ رہبر
افسوس! یہ بیہشی ہے طاری — احساس کا در ہے بند سب پر

نیکون مین ہے صرف اتنی ہمت — رو لیتے ہین گھر پہ چند ساعت
ہے فکر بھی نیستی کی نزدیک! — اس سے بھی بُری ہے کوئی حالت؟

آتے ہین نظر جو اُنمین دانا — آثار الفت سے اُن مین عنقا
جن مین الفت کا جوش کچھ ہے — پایا دانش سے اُن کو کورا

دنیا کی جو نعمتین تھین واللہ — ہمت۔ ثروت۔ محبت اور جاہ
ان بے فکرون کے پاس پڑکر — یون خاک مین سب کی سب ملین آہ!

بھائی جو ہین غریب و لاچار — رکھتے اُن سے نہین سروکار
وہ بھی غفلت مین ایسے ہین چور — ہین اپنی ہی محویت مین سرشار

یہ سب قصے کہانیان ہین
ادبار کی پریشانیان ہین

اب وہ زمانہ نہین رہا۔ جبکہ تناسب کا خیال بالکل نہین کیا جاتا تھا کہ مستورات کی قابلیتون کو زندگی کی دلچسپیون مین سے صرف ایک مسئلہ پر حرف ہونے کے لئے یا انھین محض بعض طرحکے لطف اٹھانے کے لئے محدود کردین۔ ہمارے ملک کی مستورات ایک عرصہ تک ایسے طرز معاشرت کی پابند رہی ہین کہ اُن کی ہمتین نہایت پست ہوگئی ہین اور اگر کسی قسم کی تحریک پیدا ہو اور وہ ان قیود سے آزاد بھی کیجائین

تو سخت کوششون کے بعد بھی وہ حصول آزادی سے محروم رہین گی اور جبتک عوام تک پکڑ دھکڑ نہ ہو کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے گا۔ ممکن ہے کہ اُنمین یہ خیال یا رجحان موجود ہو لیکن اتنی قوت نہین کہ اسپر عمل کرسکین۔

جب مین پردہ کا لفظ لکھا ہوا یا اس مسئلہ پر بحث ہوتے ہوے دیکھتی ہون تو میرے کان مین ایک اندوہناک بے سُرے گانے کی آواز مین آنے لگتی ہین اور ایک نہایت ہی ناخوشگوار کیفیت پیدا ہو جاتی ہو یہ ایسا ہی ہو جیسے کہ کوئی بیتھوین کا راگ ایک معمولی ساخت کے بے سرے پیانو پر بجاے اور ایک پاک کام کو ناپاک ذرایع سے سرانجام دینے کی کوشش کرے۔

اگر ہم اپنے جذبات کو دخل نہ دین تو معلوم ہوگا کہ کوئی معمولی سی عقل کا آدمی بھی اسے پسند نہین کرسکتا کہ اُنکی مستورات کی جہالت ناہربان اور متعصب دنیا کی قہر آلود نگاہون کے سامنے نمایان حالت مین ظاہر ہو۔ قبل اسکے کہ ہم ایسی کوئی کارروائی کرین ہمین پہلے اپنی قابلیت پر نظر کرلینا چاہیئے ورنہ سوائے اس کے کہ ہم ایک لاحاصل چیز کے حصول کی کوشش کرکے اپنے آپ کو قابل مضحکہ بنائین اور کچھ نتیجہ نہ نکلے گا۔ دوسری قومون کی نظرون مین ہم جسقدر حقیر ہین اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اس آخری اور انتہا درجہ کی جہالت کے ثبوت کو اُن کے سامنے پیش نہ کرین۔

سب سے پہلے دماغ کی تعلیم ہونا چاہیئے تاکہ کسی مسئلہ پر غور کرنے اور صحیح رائے قائم کرنیکی قابلیت پیدا ہو۔ زندگی کی معمولی چھوٹی چھوٹی باتون کے اثر سے محفوظ رہین اور اعلیٰ روحانی قوتون کے اثر سے نفس امارہ کی خواہشات کو روک سکین۔ اسطور پر مستورات اپنی قوتون کا صحیح مصرف کرسکین گی نہ کہ اُن مصنوعی طریقون کے اختیار کرنے سے جنکی بنیاد تنگ خیالی پر ہے۔ ایسے طریقون کے اختیار کرنیکا وہی نتیجہ ہوگا جو اُس

تصویر کا ہو جسپر مصور نے اپنے کمال کے ہاتھون سے وہ نمودار مگر ناتمکن البیان آخری رنگ نہ چڑہایا ہو جو اُس تصویر کو محل اعتراض سے بالا کردے بلکہ اس قابل ہو جائے کہ اُسکی کشش سے مجبور ہو کر ہر شخص اُسکی طرف راغب ہو کیونکہ بغیر اُسکے کمالی رنگ کے پہلی نگاہ شوق کے بعد کوئی دلچسپی باقی نہین رہتی اور دیکھنے والا یہ خیال کرکے اُس کے پاس سے ہٹ جاتا ہی کہ اُسمین کمال کا شائبہ تو ضرور ہی مگر یہ ایسے اُستاد کا کام نہین جسکے ہاتھو نمین یہ قدرت اور لوچ ہو کہ وہ تصویر کو نمایان اور دلکش صورت مین بنا سکے۔

گذشتہ عظمت کا شد و مد کے ساتھ ذکر کرنا ہمارا عام وطیرہ ہوگیا ہے۔ مجھے ایسی باتون کو سنکر اپنی موجودہ گری ہوئی حالت کا احساس دوگنی شدت کے ساتھ ہونے لگتا ہی اور بجاے اسکے کہ مرض کا علاج ہو ایک طرح کی ناامیدی طاری ہوجاتی ہی مسٹر قدوائی نے اہل یورپ کی بعض تمدنی خرابیون کا تذکرہ کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ یہ لایق مضمون نگار کے شایان شان نہ تھا اور نہ اُس ملک کے لئے جسکے متعلق تذکرہ کیا گیا۔ اور انصاف کا خون ہوگا اگر مین اس نہایت ہی ناخوشگوار مسئلہ کے متعلق کچھ بھی نہ کہون۔

اگر ہمارے ملک مین بھی پریس (اخبارات) کو وہی آسانیان حاصل ہوتین تو نہایت محدود اور تنگ خیال کے لوگون کی آنکھین بھی ضرور کھل جاتین۔ نہایت ہی مصیبت ناک واقعات ہوتے ہین اور اُن کا کسی کو علم تک نہین ہوتا حالانکہ یوروپ مین معمولی سا معمولی وقوعہ بھی پیش آئے تو وہان کے لوگ واقفیت کے ایسے پیاسے ہین کہ تھوڑے ہی وقفہ مین سارے شہر مین اس کا تذکرہ ہونے لگتا ہی۔ فطرت انسانی کم و بیش تمام عالم مین باوجود اتنی ترقیون کے ہمیشہ یکسان تھی۔ ہے اور رہیگی۔ تعجب ہی کہ اُس عظیم الشان عقلی بلچل کا ذکر رہ گیا یا قصداً نہین کیا گیا جو سارے یوروپ مین مچی ہوئی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ مرد و عورت دونون جدا جدا اور باہم ملکر محنت

جانفشانی اور یکجہتی کے ساتھ اس بات کی کوشش کرنے مین اپنا وقت - روپیہ جانی کہ جہان عنصر تک صرف کردیتے ہین کہ اُنکا عقاب خیال اُس اعلیٰ اور شریف ترین عمارت کی بلندی تک پرواز کرکے پہونچ جائے جہان علم کا دیوتا اپنے وسیع اور غیر محدود ہونے کے زعم مین بیٹھا ہے -

علم ہی کو صادق کہہ سکتے ہین اور اُسی کو دوسرون کی ہدایت کے لئے شمع طریقت بنا سکتے ہین اور جبتک علم کی روشنی ہمارے ملک کی اُن جد وجہد کرنے والی روحون کی رہبری نکرے جو نہایت گہرے اور تاریک گڑھون مین پھنسی ہوئی ہین جہالت اور توہم کے گھٹا ٹوپ اور ڈراونے بادل چاک نہین ہوسکتے -

مسٹر قدوائی نے اپنے محدود نصاب مین نظم کو بھی جگہ دی ہے کیا وہ امید کرتے ہین کہ نامکمل اور ناقص تعلیم یافتہ دماغون سے کوئی واقعی عمدہ نظم طیار ہوسکتی ہے ایسی نظم جس سے روح مین ایک وجدانی کیفیت پیدا ہوجائے جیساکہ فن شاعری کا مقصود ہے - اسی زمرہ مین وہ اسبات پر متاسف ہین کہ اہل یورپ مادی سوالات کے تحقیق وتلاش مین پڑکر ان مشاغل سے لاپروا ہوگئے لیکن شاید یہ امر اُن کے مرکوز خاطر نہین کہ اگر اہل یورپ کو آجکل نظم کا شوق نہین تو وہ نظم کی توام بہنون موسیقی اور فنون لطیفہ (بت تراشی ونقاشی وغیرہ) کی طرف انہماک کے ساتھ متوجہ ہین اگر غرفانی حافظ (جسکو گذرے ہوے صدیان گذر گئین) کا ایک مصرعہ کسی کو ایک نہایت ہی خوبصورت اور مکمل دنیا مین پہونچا سکتا ہی تو ہی روحانی اثر زمانہ حال کے پگنو - ایتو بلیلی - بشہاس میلیبا اور استمالز کے عرفانی لحن سے حاصل ہوسکتا ہی اور زمانۂ سابق کے - دیگنز - بیتھوبن - شوپی - بسو کو مانس اور وائٹس کا تو کچھ کہنا ہی نہین ہے - بہت پرانے اُستادان فن کا ذکر یہان بالکل فضول ہوگا - نہ صرف اس لئے کہ اس بحث سے اُن کو کوئی تعلق

نہین بلکہ اسوجہ سے بھی کہ یہان اُن کے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ہندوستان کی بدقسمتی سے یہان کے لوگ یوروپ کی کلاسکل (علمی) موسیقی اور فنون لطیفہ سے ناواقف محض ہین۔

قبل اسکے کہ یہ مضمون ختم کیا جائے مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہی۔ مسٹر قدوائی کے خیال مین انگریزی زبان کی تعلیم ہندوستانی مستورات کے لئے ضروری نہین۔ اور یہ کہ جو عورتین انگریزی سیکھتی ہین وہ محض اس غرض سے کہ میمون سے گفتگو کرسکین۔ اُن کی یہ تاویل نہایت حیرت انگیز ہے۔ بجواب اُسکے مین اُن کی خدمت مین یہ عرض کرنے کی جرأت کرون گی کہ جو عورتین انگریزی زبان مین پوری مہارت حاصل کرتی ہین اُن کا منشا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ رفتار زمانہ سے پوری طور پر واقف ہوسکین۔ کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے اُس دنیا کی ترقیات پر مطلع ہونیکا جسکی رفتار ترقی اتنی تیز ہے کہ ترجمون اور دوسرون کے ذریعہ سے واقفیت حاصل کرنے مین جو تاخیر ہوتی ہی اُسکی متحمل نہین ہوسکتی۔ اور ان میمون کے لئے اردو یا دوسری ہندوستانی زبانون کے حاصل کرنے کی تجویز بھی کچھ کم تعجب انگیز نہین کیونکہ اُنکو اس سے فائدہ ہی کیا پہونچ سکتا ہی۔ اگر مقصود صرف اسی قدر ہو کہ وہ ہندوستانی خواتین سے میل جول پیدا کرسکین تو یہ اُن کے وقت اور محنت کو رائگان کرنیکا باعث ہوگا۔ اسلئے کہ ہمارے ملک کی خواتین کی گفتگو گھر کے معاملات تک محدود ہوگی مثلاً یہ کہ کتنی اولادین ہین اُن مین سے کتنون کی شادی ہوئی ہی اور کتنی بن بیاہی ہین۔ اور اسی طرح کی دوسری گھر کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتین جو نہ اُن میمون کی دلچسپی کا ذریعہ ہوسکتی ہین اور نہ اُنکی معلومات مین کوئی اضافہ کرسکتی ہین۔ بلکہ اُنکو یاد تک نہین رہ سکتی ہین۔

(ترجمہ) عطیہ بیگم فیضی

خبرین

ہمارے مخدوم و محترم جناب مولوی عزیز مرزا صاحب بی۔اے اپنے منصب جلیلہ معتمدی عدالت دیوانی ریاست حیدرآباد دکن سے اور ہمارے دوست مسٹر ظفر علی خان بی۔اے اپنے عہدۂ رجسٹراری لیجسلیٹو کونسل مملکت نظام سے سبکدوش کئے گئے اور اس یادگار زمانہ فیاضی کی بدولت جس کیلئے حضور نظام خلداللہ ملکہٗ کی گورنمنٹ بجا طور پر مشہور اور قابل تحسین ہے ان دونوں صاحبوں کو علی الترتیب ساڑھے سات سو اور سوا سو روپیہ کی پنشن ملی۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ حضرات کسی ایسی بھاری سازش کا شکار ہوئے ہیں جسکے واسطے ریاست حیدرآباد دکن مشہور ہے کیونکہ ان حضرات کے ساتھ ساتھ اُنکے بعض دوست بھی ریاست کی ملازمت سے علیحدہ کردئے گئے ہیں جنمیں ہمارے ہموطن بزرگ اور اردو کے مشہور انشاپرداز جناب مولانا عبدالحلیم صاحب شرر بھی شامل ہیں۔

لوگ اس خبر کو سنکر ملول ہوئے ہونگے لیکن ہمکو خوشی ہوئی ہے۔ اسکی وجہ یہ نہیں کہ ہمیں ان حضرات سے وہ خلوص نہیں جو دوسرے اصحاب کو ہے یا خدانخواستہ ہم اُن کے بدخواہوں میں ہیں بلکہ ہماری مسرت کی بنا ان وجوہات پر ہے اولاً مملکت نظام کا جبریہ پنشن خوار ہونا ایک ایسا اعزاز ہے جو نواب محسن الملک مرحوم اور نواب وقار الملک ایسے بزرگان قوم کو حاصل ہونیکی وجہ سے خاص طور پر قابل قدر ہے۔ دوسرے اس ذریعہ سے یہ حضرات ملکی و قومی کاموں میں زیادہ حصہ لے سکینگے جس سے زیادہ قابل فخر کون بات ہوسکتی ہے۔ یوں تو دنیا کی ہوس خواریوں کی بدولت سرکار انگریزی کے وہ پنشن خوار جو پچپن سالگی کی وجہ سے زمرۂ ملازمت سے علیحدہ ہوجاتے ہیں اُن کے لئے دوسری دیسی ریاستوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ نکل آتے ہیں

مگر سچ یہ ہے کہ جب کسی کو خدا پنشن خوار ہونے کی عزت دے تو اُسکے بعد جو حصۂ عمر باقی رہا ہو وہ قوم و ملک کی ملک ہو جانا چاہیئے۔

اگرچہ مولوی عزیز مرزا صاحب اور مسٹر ظفر علی خان دونون کی عمرین ایسی نہین کہ وہ پھر کہین ملازمت نہ کر سکین بلکہ ہمارے دوست مسٹر ظفر علی خان تو ابھی ایک دوسری پنشن کی امید کر سکتے ہین تاہم ہمین ان حضرات کی قومی ہمدردی سے امید ہے کہ اب وہ اپنی توجہات کا بڑا حصہ ملک و قوم کی خدمتگذاری مین صرف کرینگے۔ مسٹر ظفر علی خان کو جو پنشن ملی ہے وہ یقینی طور پر کافی سے بہت کم ہے (یعنی اُن کی ضروریات کے لحاظ سے) اور مولانا شرر صاحب کو بسبب کمی مدت ملازمت کوئی پنشن نہین دی گئی۔ لیکن ہمین قوی امید ہے کہ ان حضرات کے پرزور قلم اُن کے واسطے کافی ہین۔

اگر کوئی پہلوان خبرون مین افسوس کا ہے تو وہ یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد دکن کو جو منافع ان قابل بزرگوارون کے وہان قیام سے مختلف طور پر پہونچ رہے تھے اُن سے وہ حصہ اسلامی دنیا کا جو وہان رہتا ہے محروم ہو گیا مگر ایسے ناقدردانون کی حالت پر افسوس کرنے سے کیا حاصل ہے۔ ہمکو اپنا ملکی اور قومی نفع دیکھنا چاہیئے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

[illegible] اپنی زندہ دلی کے لئے مشہور ہین۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ لاہور مین دو نہایت ہی مفید انجمنین قائم ہوئی ہین۔

انجمن بیگمات حامی اُردو کا مقصد جیسا کہ اُسکے نام سے ظاہر ہے اُردو زبان کو ترقی دینا ہے۔ اسی مقصد کے لئے دوسری انجمنین فرقۂ مذکور کی قائم ہین اور بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ اُن کے ہوتے ہوئے یہ انجمن کوئی مفید کام نہ کر سکے گی۔ لیکن ہمارے خیال مین یہ انجمن زیادہ کارآمد ثابت ہونے والی معلوم ہوتی ہے۔ قطع نظر اس سے

کہ فرقۂ اناث کو اُردو زبان کی ترقی زیادہ فائدہ مند ہوگی کیونکہ علمی طور پر اُن کا ذریعہ علم بیشتر یہی اُردو ہے اُن کے پاس ایسے کامون کے لئے وقت بھی زیادہ ہے اسکے علاوہ اُون مین نام ونمود کی وہ بے جا خواہش نہین ہے جس کا بھوت ہمارے مان کے مردون پر ایسا بے طرح سوار رہتا ہے کہ ہمارے اکثر ملکی و قومی کام ادھورے رہجاتے ہین اور کوئی کام جو واقعی طور پر مفید ہو بآسانی انجام نہین پاتا۔

انجمن تونان اسلام مسلمان خواتین مین رابطۂ اتحاد بڑھانے۔ قومی ہمدردی کا جوش پیدا کرنے۔ مذہبی اصلاح کرنے دینی واقفیت بڑھانے۔ اور تعلیم کی اشاعت کرنے کیلئے قایم کیگئی ہے۔ یہ سب اغراض ایسے ہین جنکی اہمیت اور ضرورت سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا۔ ملک مین دہریت اور مذہبی لاپروائی بڑھتی جاتی ہے۔ تمام شعائر قومی ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہین جہالت کی تاریکی نے ایسا گھیرا ہے اور فراہمی سامان معیشت کی کوششون مین ہمین اسقدر انہماک ہے کہ پاک وصاف اسلام ہمین غبار آلود نظر آرہا ہے اور مذہبی فرایض کے ادا کرنے کا ہمکو وقت نہین ملتا اور قوم کی قوم پستی وضلالت مین ڈوبی جاتی ہے۔ ہر طرف ادبار کی علامتین ظاہر ہین عفریت بدبختی کے شکنجہ مین پھنسے ہوے ہین اور نشۂ غفلت مین ایسے متوالے ہو رہے ہین کہ اگر کسی وقت ہوش ٹھکانے ہوے تو دنیا کی روز افزون ترقی اور ہم سایہ قومون کے مراتب عروج کو دیکھکر ہوسمندی۔ جاہ طلبی اور مطلب براری کے دیوانہ ہو جاتے ہین۔ اعتبار نفس کا وجود نہین۔ خود غرضی گویا ہماری گھٹی مین پڑی تھی ایسی صورت مین ملک کے اُس فرقہ کا دست امداد بڑھانا جسے ہم اپنی قومی زندگی کی دیبی کہین تو بجا ہے۔ نہ صرف قابل تعریف اور سزاوار تحسین ہے بلکہ ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے

اے اسلامی بہنو! خدا تمہاری ہمتون مین برکت دے اور تمہارے مقاصد مین تمکو کامیاب کرے۔ اس سے زیادہ اسوقت لکھنے کا موقع نہین آیندہ ہم ان انجمنون کے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھین گے۔

ضعف دماغ و ضعف بصر

تازہ سند اشتہار

ورد گلوکوز و فوسفورس

پیشاب کا درد و قبض و کمی اشتہا

ضعف و نقور بالغہ

بدہضمی

UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

اشتہار

تازہ سند اشتہار

ورد گلوکوز و فوسفورس

پیشاب کا درد و قبض و کمی اشتہا

ضعف و نقور بالغہ

بدہضمی

مختصر فہرست کتب مطبع مفید عام - اراوت نگر متصل اشٹیشن ڈالی گنج لکھنؤ

بفضلہ تعالی اس کارخانہ سے ہر علم وفن اور شہر کی مختصر مطبوعہ کتابین تاجرون کو جس خاص رخ تاجرانہ اور خریدارون کو جس قدر کفایت سے روانہ کیجاتی ہین اُس سے ہمارے معزز تاجر اور خریدار اچھی طرح واقف ہین تمام کتابین حتی الامکان صحیح خوشخط اور صاف چھپی ہوئی تلاش کرکے موجود رکھی جاتی ہین ہر قسم کی کفایت اور رعایت کے علاوہ یہ خاص انتظام تاجرون (بیوپاریون) طالب علمون اور متفرق خریدارون کے حق مین سونے مین سہاگے کا کام کرتا ہی جن صاحبنے ایک مرتبہ ہمسے مال منگالیا ہمیشہ کے گاہک ہوجاتے ہین اور کسیطرف رُخ نہین کرتے - اگرچہ پہلے پہل یہ فہرست آپکے ہاتھ مین پہنچی ہی تو ہم امید کرتے ہین کہ آپ ایک مرتبہ ہمارے کارخانہ مین معمولی سے معمولی فرمایش بھیجکر ہماری خوش معاملگی اور کفایت و رعایت کا اندازہ ضرور کرین گے - اسوقت جو کتب موجود ہین بوجہ گنجایش نہ ہونے کے چند کتابون کے نام درج ذیل کرکے آپکے پیش نظر کرتا ہون اور فہرست کلان ۰ر کا ٹکٹ بھیجنے پر ارسال خدمت ہوگی -

بذریعہ ریل آنا کامل والی پی آنا جوابی کارڈ ضرور

المشتہر شیخ محمد علی حنفی مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ محلہ اراوت نگر متصل ڈالی گنج

نام کتاب	نمبر	نام کتاب	نمبر	نام کتاب	نمبر	نام کتاب	نمبر
قران شریف		نقوبذی نہایت عمدہ	۵ر	الدلائل جناب مولانا		ایضاً تقطیع کلان مجسّٰی	
محررہ اشرف علی جلی قلم		**پارہ عم**		عبد الحق صاحب دام		یوسفی	عہ۴ر
پیچ مہری کاغذ چکنا دلایتی	عہ۱۲ر	نقل ٹیپ ۲۲/۲۹	۱ر	برکاتہم عمدہ صحیح وصاف		قدوری مجتبائی	۱۱ر
ایضاً مجلد معمولی	للویہ ۱۴ر	پارہ عم تقطیع خورد		کئی قسم کے کاغذ پر طبع		ایضاً کشوری	۰۶ر
قران شریف بارہ مہری		دو جزوہ	۰ر	ہوئی ہی کاغذ گلیز حاشیہ	عہ۴ر	ایضاً کلان تحشیہ جدید	
متوسط قلم محررہ اشرف علی	عہ۱۲ر	**نسخہ صحیحہ لائل الخیرات**		ایضاً کاغذ سیمی انبر حنا	عہ۰ر	یوسفی	عہ۸ر
ایضاً مجلد معمولی	للویہ ۱۴ر	معری واضح قلم	۶ر	اوراد احسانی	۱ر	مختصر وقایہ	۰ر
حمائل شریف معری		ایضاً حرم فارسی واردو		وظیفہ کریمہ	۰۱ر	شرح وقایہ خورد	عہ۱۰ر
آٹھ پیچی کلان سفید کاغذ		موافق روایت سید علی		مجموعہ عہد نامہ	۰ر	شرح الیاس	عہ۴ر
عمدہ چھاپہ بھئی بہت		حریری مدنی کہ جدید ہی		درود تاج معہ درود لکھی	۰ر	جامع صغیر مجسّٰی امام محمد صاحب	عہ۴ر
صاف مجلد	عہ۱۲ر	ومعتبر حرمین شریفین ہی		فضائل بسم اللہ	۰۱ر	مولانا بحر العلوم صاحب	عہ۱ر
ایضاً کاغذ خانی مجلد	عہ۱ر	مع اسناد ترکیب پڑھنے		تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی	للویہ ۸ر	فقہ اکبر مع شرح ملا علی	
حمائل شریف ہفت پہل		کی دوخوشخط جدید مفید شیخ		نیتہ المصلی مجسّٰی جدید		قاری	

کل ترا لیشن بنام محمد علی وناجر کتب ڈلاک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ ڈالی گنج متصل اشٹیشن ریلوے آنا چاہئے

نام کتاب	قیمت
اصول شاشی محشیٰ	۵ر
نامی شرح حسامی	۴ر
مسلم الثبوت محشیٰ	۵ر
شرح مسلم الثبوت از مولانا	
عبدالحق خیرآبادی	۴ر
نتیجۃ المصلی فارسی	۴ر
شرح مختصر وقایہ فارسی	۱۲ر
شرح وقایہ فارسی	۱۲ر
چارباب فارسی	۲ر
مفتاح الصلوٰۃ فارسی	۵ر
مالابد منہ فارسی	۵ر
مائۃ مسائل فارسی	۰۳ر
نام حق فارسی	۰ر
ترجمہ نتیجۃ المصلی اردو	۶ر
ترتیب الصلوٰۃ اردو	۴ر
ترکیب الصلوٰۃ اردو	۱ر
مصباح الصلوٰۃ اردو	۵ر
تعلیم النساء و دلہن نامہ اردو	۰ر
حقیقت الصلوٰۃ مع رسالہ	
بے نمازان اردو	۰۶ر
خلاصۃ الفقہ اردو	۱ر
شرح محمدی اردو	۲ر
ضروریات دین اردو	۰ر
ضروریات اسلام اردو	۰۳ر

نام کتاب	قیمت
ہدایت الاسلام اردو	۰۲ر
ہزار مسئلہ اردو	۰۱ر
نصیحۃ المسلمین اردو	۰۶ر
مجموعہ نیت نامہ اردو	۰۶ر
فقہ محمدی حصہ اول اردو	۵ر
〃 حصہ دوم 〃	۰۴ر
〃 حصہ سوم 〃	۰۵ر
〃 حصہ چہارم 〃	۰۶ر
〃 حصہ پنجم 〃	۰۶ر
〃 حصہ ششم 〃	۰۶ر
〃 حصہ ہفتم 〃	۰۶ر
کتب شہادت وغیرہ	
روضۃ الشہدار	۱۰ر
غزوات حیدری مذہب	
امامیہ	۱۰ر
خلاصۃ المصائب	
مذہب امامیہ	۱۲ر
جنگ نامہ زیتون	۰۲ر
ذکر الشہادتین	۰۴ر
شہادت نامہ مع لوازمات	۰۶ر
سر الشہادتین مترجم	۱ر
مرقع غم معروف بہ ماتم	
امام حسینؑ بیاض نوحہ	۰۱ر
دفتر الم بیاض نوحہ	۰۱ر

نام کتاب	قیمت
دہ مخزن	۰۴ر
دہ مجلس مذہب امامیہ	۰۲ر
جنگ نامۂ کربلا مذہب	
امامیہ	۰۴ر
جنگ نامۂ محمد حنیفؑ	۰۳ر
جنگنامہ زنگبار	۰۲ر
زبدۃ المصائب	
جلد اول	۰۶ر
اعمال الصالحین کشوری	۰۵ر
جنگ نامۂ بدر	۰۶ر
گنج شہیدان	۰۳ر
تذکرۃ الشہدار	۰۷ر
تحفۃ العوام بادامی	۰۱۰ر
شہادت نامہ آل نبی	۰۶ر
کلیات مراثی مرزا دبیر	۰۱۴ر
کلیات مراثی میر انیس	۰۱۴ر
مجموعہ مراثی میر نواب ونس	
کامل	۰۲ر
مجموعہ مراثی دلگیر	۰۴ر
عناصر الشہادتین	۰۶ر
جنگ نامہ حضرت علی	۰۱ر
تقریر الشہادتین	۰۲ر
سبیل نذر حسین یعنی	
مجموعہ رباعیات دو جلد	۰۱ر

نام کتاب	قیمت
حیات و سلام و مراثی	۰۲ر

کتب درسی

نام کتاب	قیمت
اردو کی پہلی کتاب	۰۱ر
ایضاً دوسری	۰۲ر
ایضاً تیسری	۰۲ر
چوتھی	۰۳ر
فارسی کی پہلی	۰۲ر
دوسری	۰۲ر
تیسری	۰۴ر
چوتھی	۰۸ر
حروف تہجی مع پند نامہ	۰۱ر
دستور التہجی و سلسلہ فارسی	
آموز	۰۴ر
الف بے مع فوائد عزیزیہ	۰۱ر
تشریح الحروف	۰ر
لڑکونکا کھیل	۰۶ر
تعلیم المبتدی حصہ اول	۰۱ر
دوم	۰۲ر
حلوائے بے دودھ	۰۱ر
کریما	۰ر
کریما واضح	۰۶ر
کریما رحیما	۰۶ر
کریما مترجم	۰۶ر

کل فرمائشیں بنام محمد علی تاجر کتب و مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ الی گنج متصل اسٹیشن ریلوے آنا چاہئیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کریما مسدس	۰ر	انشائے بہار بیخزان	۲ر	سکندر نامہ بری مترجم		لیلیٰ مجنون خسرو	۱۰ر
کریما مخمس	۱ر	ہفت ضابطہ	۰ر	یہ ایسی دری زبان میں		لیلیٰ مجنون ہاتفی	۱۰ر
شرح کریما	۱۰ر	مکتوب احمدی	۱ر	تھا کہ باوجود متعدد شرحونکے		لیلیٰ مجنون نظامی	۲ر
نامقیمان	۰ر	مکتوب محمدی	۱ر	ابتک غوامض للہ سے خل		بدیع الانشا	۴ر
ایضاً مترجم	۰ر	کاغذات کارروائی	۴ر	تھے طلبہ کو اسکے مطالعہ		ہشت بہشت خسرو	۷ر
خالق باری	۰ر	گلستان کشوری خفی قلم	۲ر	مین بہت دقت ہوتی		شیرین خسرو آصفی	۶ر
قادر نامہ غالب	۰ر	گلستان مع فرہنگ		تھی لہذا بنظر آسانی		شیرین خسرو نظامی	۱۰۴ر
دستور الصبیان	۰ر	واضح قلم	۱ر	اس مشکل کتاب کا ترجمہ		ظفر نامہ ہاتفی	۳ر
ایضاً مترجم	۱ر	نسخہ زلیخا مترجم مع ترجمہ		زبان اردو عام فہم مین		خلد من فیضی	۴ر
ایضاً اردو	۰ر	اردو جسکا متن ایک نسخہ		باحاوہ نہایت صحیح ر		ہفت پیکر نظامی	۳ر
آمد نامہ مرون بصفوۃ الصفا	۰ر	قلمی دستند سے صحت کراکے		کثیر صرف کرکے تیار کرایا		تحفۂ احرار جامی	۳ر
میزان فارسی	۰ر	ایک داستان دباز آمد		گیا ہے بہت فروخت ہوچکا		بہارستان جامی	۳ر
فارسی نامہ	۰ر	احوال یوسف علیہ السلام		ہے شایقین جلد طلب		حدائق البلاغۃ	۶ر
محمود نامہ	۰ر	نزد پر از نام گرگان		فرمائین ورنہ طبع ثانی کا		آئینۂ تواریخ	۴ر
عطائی نامہ	۰ر	(گرفتن) جو ابتک کسی		انتظار کرنا ہوگا	عہ	عود ہندی	۴ر
تعلیم عزیزی	۱ر	مشہور مطبع کی مطبوعہ		شرح سکندر نامہ علمائے		انشائے سرور	۳ر
پند نامہ حضرت شیخ فریدالدین		زلیخا مین مندرج نہ پایا		کلکتہ	۱۲ر	قواعد اردو کامل ہر چہار	
عطار	۱ر	گیا اضافہ کرکے چھاپی		شرح سکندر نامہ اردو	عہ	حصہ	۱۰ر
پند نامہ عطار مترجم	۲ر	گئی ہے	۱۲ر	سکندر نامہ بحری	۱۲ر	پنجۂ نگارین حصۂ اول	۱ر
گلزار دبستان	۱ر	شرح زلیخا گلہوری	۵ر	بہار دانش واضح	۱۱ر	نظم پروین	۱۰ر
مصدر فیوض	۱۰ر	شرح زلیخا اردو	۷ر	عیار دانش	۸ر	صحیفہ نگارین	۱ر
نسخہ تعلیمیہ	۰ر	سکندر نامہ کشوری	۱۰ر	نگار دانش	۱۰۴ر	ارژنگ چین	۳ر
گفتگو نامہ	۰ر	〃 انتظامی	۱۲ر	انوار سہیلی کشوری	۱۱۰ر	ارژنگ چین کلان	۵ر
انشائے خرد افروز	۰ر	〃 چوب قلم	عہ	ایضاً مصطفائی	عہ	خارستان جوانگستان	۶ر

دیوان مخفی	۰۳ر	دیوان غالب	۰۲ر	چمن بے نظیر رزاقی	۹ر	تاثیر الانظار	۴ر
دیوان مغنی	۴ر	دیوان قلق	۱۱ر	راگ چمن	۱ر	مطلع العلوم	۶ر
دیوان ناصر علی	۳ر	دیوان غافل	۰۳ر	〃 حصہ دویم	۱ر	مخزن صنعت وحرفت	
دیوان ہلالی	۴ر	دیوان درد	۱ر	واسوخت امانت رزاقی	۰۸ر	معروف بہ وسیلۂ	
دیوان لایدی	۰ر	دیوان درد غ جدید		فسانۂ الہ دین وبلبلی	۱۴ر	حصول معاش	۱۶ر
دیوان واقف	۱۲ر	تصنیف اردو زبان ہر		باغ عاشق	۰۱ر	غنچۂ راگ	۰۲ر
رباعیات عمر خیام	۳ر	صفحے پر یل وگلکاری		گلاب چمیلی	۰۲ر	قانون ستار	۷ر
ساقی نامہ ظہوری	۱ر	ہر انتظامی	۸ر	سراپائے پیری	۰ر	نقش سلیمانی	۲ر
قران السعدین	۵ر	مجموعۂ شان وشوکت		قصہ ملکہ فقیہہ	۲ر	مجربات سلیمانی	۲ر
کلیات ظفر	۱۶ر	اس دیوان میں مضامین		قصہ ہنس جواہر بھاکا	۳ر	تعویذ سلیمانی	۲ر
منتخب ظفر	۴ر	مصوف اردو فارسی بھاکا		ایضاً اردو	۰۲ر	بیاض سلیمانی	۰۱ر
دیوان برہان	۴ر	بین ہین انتظامی	۳ر	فسانۂ نادر ونایاب	۰۲ر	مہر سلیمانی یہ کتاب	
کلیات مومن	۱۸ر	دیوان عاشق	۱ر	شگوفۂ محبت	۰۲ر	نو تصنیف ہی تعویذ اور	
کلیات ناسخ	۹ر	دیوان صادق	۲ر	زینت العروس	۰۲ر	نقش اور اعمال مجربہ	
کلیات آتش	۰۶ر	دیوان بہار عرب	۱ر	بارہ ماسۂ وہاب	۰۸ر	ہر قسم امراض اور حب	
کلیات نعتیہ مجید	۱۶ر	بیاض عشاق	۱۴ر	بارسہ سندر کلی		اور بغض کے اسمین	
کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲ر	دیوان نیاز جلی قلم	۳ر	والہ بخش	۰ر	تحریرین اور آخر مین	
کلیات انشاء اللہ خان	۱۲ر	دیوان شہیدی	۰۲ر	عجائب المخلوقات	۱۴ر	چند نسخ آزمودہ لکھدیئے	۶ر
کلیات میر تقی میر	۱۶ر	دیوان گویا	۱۶ر	اعجاز خسروی	۱۱ر	ہین شائقین ضرور	
کلیات سودا	۱۶ر	دیوان ضامن رزاقی	۳ر	خزینۃ الامثال	۰۷ر	طلب فرمائین	۰۱ر
کلیات تراب	۰۹ر	قانون راگ	۳ر	دیوار قہقہہ	۰۱ر	جوہر سلیمانی	۱ر
کلیات نظیر اکبر آبادی	۵ر	گلزار خلیل	۱۲ر	اسرار فریشن	۱ر	اعمال قرآنی	۰۸ر
دیوان ذوق	۱۴ر	گلزار داغ	۱۴ر	عقل وشعور	۱۶ر	اعجاز یوسفی	۰۴ر
مراۃ الغیب یعنی دیوان امیر	۹ر	آفتاب داغ	۱۱ر	سلک مسلسل	۱ر	عقد ثریا	۱ر
دیوان رند	۵ر	مجمع الاشعار	۳ر	رسالۂ قیافہ	۰ر	تاج سلیمانی	۰۱ر

مفید عام پریس سے ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء کو شائع ہوا۔

کلیات مشفق، بسرمایہ محمد علی، تاجر کتب، مالک مطبع مفید عام پریس لکھنؤ، از ادارت نگر مستقل ڈالی گنج آنا گیا ہین

شاویلیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہی تمام ریلوے کمپنیان خرید کرتی ہین —

اسٹیم کول۔ کارخانون اور ریلوے کیواسطے۔

کوک سخت (ڈھلائی کے کام کے واسطے)

کوک نرم (گھر مین جلانے اور کھانا پکانیکواسطے)

کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور چونے کے بھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہی نمونہ طلب کیجیے اور نرخ طلب فرمائیے —

موٹر کار کے لئے پٹرول (تیل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آپکو کہین نہین ملیگا —

فرمایش پتہ ذیل سے آنی چاہیئے —

ایجنٹ شاویلیس کمپنی نمبر ۱۱۳ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے قیمت عہ

ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کا کارل۔ بہترین دوا ہے قیمت عہ

باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوئے ہین

پھوڑے یا نوکو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور دماغی بے طاقتی کو دور کرتا ہی قیمت عہ

باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی مواد سے تیار ہوا ہی۔ مایا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ عہ

باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایکدن مین اچھا کردیتا ہی قیمت عہ

یہ اوردیہ ہر جگہ ملتی ہین اور مفت سے بھی ملسکتی ہین —

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا وارلی لیبوریٹری دادر بمبئی

دی شاہ ایجنسی

۱۸۹۹ء

گیارہ برس سے اپنا کاربار بہت دیانت اور ایمانداری سے کر رہی ہی اور ملک کے بہت بڑے بڑے امرا اور رؤسا سے سرٹیفکٹ حاصل کر چکی ہی۔ امتحاناً ایکبار فرمائش کیجئے اگر کوئی شے فرمایش کے خلاف ہو تو بلا تامل واپس فرمائے گا۔ لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل عطریات روغن خوشبو۔ چٹنی و اچار۔ مربہ جات۔ عرقیات شربت۔ ادویات یونانی۔ تمباکو خمیرہ۔ قوام گولی مشکی و سادہ بچکہ گوٹہ جھنگی۔ سیاز دوزی کارچوبی چکن فروکحاف و پلنگ پوش۔ ظروف سی و بید بجی زیورات تعزیہ و طلائی۔ ساده و نقره کا سیوه ۱۲ حصه خریده و بانبه۔ درختان قلمی انبه استخوانی فجیه و بیلی روپہلی سچا کام و پارچہ ہر قسم ولایتی و ملک کا بنا ہوا۔ لیٹھر کی واونی و سوتی چین و جاپان کی صنعت جھنگی بہمرسانی کے واسطے سال مین دو مرتبہ بمبئی جاتا اور نیا مال لاتا ہون) و دیگر اشیاء جنکی مفصل کیفیت فہرست مین درج ہی جو مرکا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتی ہی نہایت عمدہ قسم کی اور مناسب قیمت پر ارسال ہونگی۔

قیمت فرمایش کیساتھ آنے و نرخ قیمت طلب بارسال بھیجے کی اجازت ہو

المشتہر

شاہ محمد خان۔ رسالک مرچنٹ۔ و کمیشن ایجنٹ

امین آباد لکھنؤ

گرامو فون

اور

ریکارڈ

براہ راست

دی گرامو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ حضرت گنج۔ لکھنؤ

سے کیوں نہ خرید کیجئے۔ جہاں سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے۔

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۲۵ عہ	۱۰۔ انچ یکطرفہ	عنا
نمبر ۲ الف	۴۵ عہ	" " دوطرفہ	ے
نمبر ۵	۸۲ عہ	۱۲ " یکطرفہ	ے
نمبر ۱۱	۱۱۲ عہ	" " دوطرفہ	۱۱
نمبر ۱۲ میاہر	۲۲۵ عہ	یکطرفہ	عہ

ہمارے یہاں گرامو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۵ عہ سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی ملسکتے ہین دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیان کمانیان ساؤنڈ بکس ریکارڈ وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے گرامو فون سانگ بک جسمین تقریبًا ۵۰۰ گرامو فون ریکارڈون کے گانے مع مشہور گوئون کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہین قیمت عہ

فہرستین حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱۔ حضرت گنج۔ لکھنؤ

مفید عام پریس واقع ارادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ مین باہتمام محمد علی طبع ہوا

جامیست جہان نمائے ہر صفحہ دین
۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء

الناظر

رجسٹرڈ نمبر ۱۷۷

نمبر ۶ | یکم دسمبر ۱۹۰۹ء عیسوی | قیمت بقدر قدردانی

فہرست

		صفحہ
مرآۃ الاذہان ۔ مکالمہ (۱)	پروفیسر مرزا محمد ہادی بی۔اے	۱
قصیدہ	علامہ شبلی نعمانی شیخ محمد عرب	۱۲
گلشن ہند (ریویو)	حلیم سید شمس اللہ قادری	۱۷
ہندوستانی وانگریزی بچوں کی تقسیم اوقات	محمد نعیم قدوائی ۔ بی ۔ اے	۲۱
حیات مستعار	سید امین الحسن رضوی بسمل	۲۵
گھنٹہ نہیں بجے گا (نظم)	منشی نادر علیخان نادر	۲۷
عورتوں کی قابل اصلاح حالت (۱)	مسٹر سید محمد فاروق	۳۲
تعلق القلب	ایس بی بنت سید محمد شاہ	۴۱
عورتوں کی لسانی وخوش بیانی	ا ۔ ع ۔ شرر	۴۴
گذارش	ایڈیٹر	۴۷

اڈیٹران

وصی الحسن علوی بی اے ظفر الملک علوی

پروپرائٹر (مالک) جناب منشی سخاوت علی صاحب علوی سکریٹری فلاور ملز لکھنؤ

دفتر رسالۂ الناظر ۔ فلاور ملز لکھنؤ سے شایع ہوا

کوپر کمپنی کا ولایتی پانی

غیر خالص ہوا سے اتنا ہی بچنا چاہیئے جتنا سانپ بچھو یا زہر سے کیونکہ ایسی ہوا تندرستی کو بالکل بگاڑ دیتی ہے۔ ہوا پانی مین شامل ہوتی رہتی ہے۔ اسلئے غیر خالص پانی سے بھی اتنا ہی بچنا فرض ہے جتنا غیر خالص ہوا سے تندرستی اور زندگی کیلئے ہوا کے بعد پانی کا مرتبہ ہے۔

ہمارے کارخانہ مین اسٹیم انجن سے پانی تیار ہوتا ہے اور ہر قسم کا پانی جس تعداد مین درکار ہو ہر وقت مل سکتا ہے۔

حضرت گنج متصل حق مودکمپنی

شہاب الدین اینڈ سنز

حضرت گنج لکھنؤ

الناس بالباس

مثل مشہور ہے "ایک نوز آدمی ہزار نوز کپڑا" اور کپڑے کی سلائی بھی رونق عمدہ تراش اور سلائی پر ہے۔ ہمارا کارخانہ پبلک کی خدمت ۱۸۸۰ء سے کر رہا ہے۔ ہر قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے صرف فرمایش کی دیر ہے جس قسم کی پوشاک درکار ہو عربی۔ فارسی۔ ولایتی یا ہندوستانی کسی وضع یا فیشن کی ہم خدمت کرینگے اور فرمایش کیساتھ تیار کرینگے۔ آزمایش کر لیجئے خدمت آپکو پسند ہوگی۔ فرمایش کا فارم اور کپڑوں کے نمونے طلب فرمایئے۔

قطب الدین
مینیجنگ پروپرائیٹر

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

دی فونوگرافک کمپنی۔ لکھنؤ۔ متصل کوتوالی چوک

ہاتھی فون گراموفون راما گراف اوڈین بیکا چیمپیرا

کچھ درد ہے مطربوں کی لے مین — کچھ سوز بھرا ہوا ہے نے مین

لوکل اور بیرونجات کے خریدارونکی آسانی کیلئے خوش گلو یون کے تیس ہزار دو سو مختلف ریکارڈون سے بہترین ریکارڈ دیکھکر انتخاب لکھنؤ مین صرف ایک یہی مرکز ہے جہان ہر مشہور کمپنی کے ہندوستانی ریکارڈ ایک ہی جگہ ملسکتے ہین ہر ساخت کی مشینون اور ریکارڈ دیکھکر موازنہ اور جانچ اسی مقام پر آزادی سے ہوسکتا ہے ورپ کے ذہین کاریگر اس خاص فن کی ترقی مین تمامتر سی مصروف ہین اور ہر سال کچھ نہ کچھ نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے خریداری سے پہلے ہماری دوکانکی نمایش گاہ مین تشریف لاکر ہمارے مختلف ساخت کے ریکارڈ دیکھ لیجئے اسٹائل کی مشین اور رنگ برنگ خوشنما فولاد ہارن ملاحظہ فرمایئے ضروری سامان متعلقہ ٹاکنگ مشین ہارمونیم پیانو۔ اسٹیل ٹرنگ گیس لائٹ لیمپ کیش بکس۔ جاپانی منی بیگ صابن اور ٹوتھ پاؤڈر۔ وغیرہ بھی فروخت ہوتے ہین۔

منیجر ڈی فونوگرافک کمپنی

مفید عام پریس لکھنؤ سے ہر قسم کی طباعت کا کام جلد اور عمدہ کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کے کاغذ بھی فروخت ہوتے ہین۔ ہر قسم کی کتابین مثل عربی فارسی اردو انگریزی وغیرہ دستیاب ہوسکتی ہین علاوہ اسکے ہر قسم کا کام جلد سے جلد کیا جاتا ہے۔ منیجر محمد علی مالک مفید عام پریس لکھنؤ

فرمایش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

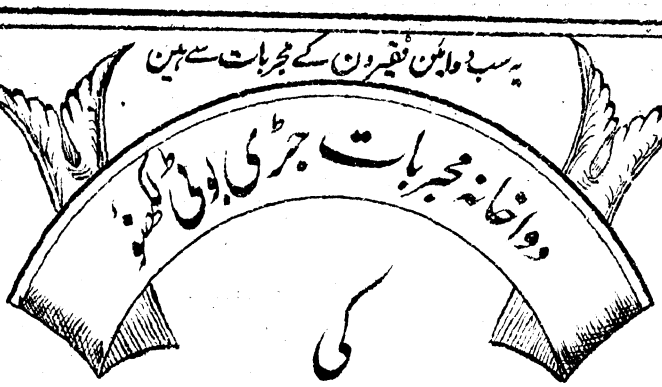

ادویہ اپنے سریع الاثر اور کثیر المنفعت ہونیکی وجہ سے ہر حصۂ ملک مین مشہور ہین

عرق میرہ - امراض چشم کے واسطے اکسیر الخاصیت - دافع نزول ماء - جاذب طوبات جالی - مقوی بصر - ہر طرحکی شکایات متعلقہ بصارت کا قطعی علاج اور ہر عمر کے آدمی کو یکسان مفید ہے - حالت صحت مین بھی اسکا استعمال بیحد فائدہ دیتا ہے - قیمت فی تولہ عدد

سفوف سامری - مقوی معدہ و اعصاب و دماغ و مولد خون صالح ہے - مثانہ اور گردہ کی بیماریون مین مفید ثابت ہوا ہے اور سرفہ کہنہ - ضیق النفس اور اختلاج قلب کا دافع - (خوراک ۲ - رتی سے ۲ ماشہ تک) قیمت فی تولہ للعہ

حبوب بخار - تپ فصلی کے واسطے اکسیر کا کام کرتی ہین بخار کی حالت مین بھی استعمال ہو سکتی ہین (خوراک ایک گولی) فی ڈبیہ جسمین ۱۲ گولیان ہوتی ہین ۲ عدد ۳ گولیان

حبوب تپ کہنہ و سرفہ کہنہ - یہ ایک نہایت لاجواب چیز ہے - مگر اسکے استعمال کے وقت سخت پرہیز کی ضرورت ہے - کیسی ہی مزمن تپ ہو گیارہ دن مین اکسیر کا کام کرتی ہے اور ایک عجیب قوت پیدا کر دیتی ہے (خوراک ایک گولی) گیارہ گولیان ایک ڈبیہ مین - فی ڈبیہ عدد

حبوب نادرہ - بواسیر کو مفید - دافع قبض - مصفی خون - اخلاط فاسد کی دافع چند روز کے استعمال سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے - بیچم صاحب کی گولیان اور اس قسم کی سب دوائیات کو مات کرتی ہے (ایک گولی سے پانچ گولی تک خوراک ہے) فی ڈبیہ ۳۲ گولیون کی قیمت عدد

روغن حیات - نادر الوجود چیز ہے - دافع قبض - مفرح - مفتح - مقوی معدہ -

مقوی گردہ و مثانہ - مقوی اعصاب - مقوی دماغ - مولد خون صالح مقوی جگر - دافع سلسل بول - عام طور پر تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے ۳ قطرہ سے ۳ ماشہ تک انتہائے مقدار ہے - قیمت فی تولہ صرر

روغن بواسیر - بواسیر خونی و بادی دونون کے حق مین اکسیر - مسے پھوٹے ہوے ہون لگاتے ہی فوراً مرجھا جائینگے اور مرض دفع ہو جاے گا - قیمت فی تولہ - عہ

روغن دافع امراض گوش - ایک قطرہ ڈالنا چاہئے - کان کے تمام امراض - دانہ اور درد کے واسطے نہایت مفید ہے - اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے - قیمت ایک تولہ عہ دو تولہ عہ تین تولہ عہ پانچ تولہ سے ،

ان چند ادویات کے علاوہ کارخانہ مین صدہا قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ مجربات تیار رہتے ہین - اور چونکہ اکثر ادویہ مریض کی حالت پر لحاظ کرکے تجویز کی جاتی ہین - لہذا جو صاحب خط و کتابت کے ذریعہ سے اپنے مفصل حالات سے مطلع فرمائین گے مرض اُنکا چاہے کیسا ہی سخت اور کٹھن کیون نہ ہو ہم دعوے کیساتھ اُن کو اپنے مجربات سے فائدہ پہونچانیکے واسطے تیار ہین - نمونہ کے طور پر معمولاً جملہ ادویہ صرف ار ٹکٹ آنے پر روانہ کی جاسکتی ہین -

ترکیب استعمال و پرہیز ہر دوا کے ہمراہ روانہ ہوگی - محصول ڈاک وی پی ہر صورت مین زمہ خریدار رہے گا -

پروپرائٹر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و مالک کارخانہ

انس فلاور اینڈ اَتل ملز لکھنؤ -

جملہ فرمایشات - مینجر دواخانہ مجربات جڑی بوٹی - لکھنؤ کے پتہ سے آنا چاہئین -

مطبع عالم پریس لکھنؤ ڈالی گنج

الناظر

نمبر ۶ یکم دسمبر ۱۹۰۹ء

مرآۃ الاذہان

ذہنی ترقی کے لئے بے کتاب کا سبق

مکالمہ (۱)

اوستاد۔ بھلا بتلاؤ تو یہ سامنے والے پیپل کے پتے کیون ہل رہے ہین؟

محمود۔ باہر بڑے زور سے ہوا چل رہی ہے۔

اوستاد۔ اور اسوقت کمرے مین یہ اندھیرا سا کیون ہوگیا۔؟

سعید۔ خوب گھر کے بادل آئے ہوئے ہین۔

اوستاد۔ اور یہ روشنی سی کیسی ہوگئی۔ ایلو پھر اندھیرا ہوگیا۔

احمد۔ بجلی چمکتی ہے (یہ کہکے احمد نے اپنے کانون مین انگلیان دے لین۔ اور اکثر لڑکون نے بھی ایسا ہی کیا۔)

اوستاد۔ ہائین یہ کیا؟

نادر۔ مسکراکے! بادل گرجنے سے یہ لوگ ڈرتے ہین۔ واہ!!

اتنے مین زور سے بادل گرجتا ہے۔ اور ساتھ ہی بڑی بڑی بوندیان پڑنے لگتی ہین۔

اوستاد - (مینھ کی طرف اشارہ کرکے) اور یہ کیا ہو رہا ہی؟

کالکا - پانی پڑ رہا ہی - اُوستاد - کیون؟ لالتا - برکھارُت ہی -

اوستاد - یہ تو کوئی ہندی لفظ تم نے کہدیا اسکے معنے کہو -

رام داس (تعجب سے) برکھارت برسات کی فصل کو کہتے ہین!

اوستاد - برسات کی فصل کسے کہتے ہین؟

سعید - جس فصل مین اکثر بارش ہوا کرتی ہے -

اوستاد - اور بارش کے ہونے سے کیا ہوتا ہی -؟

محمود - زمین پر ہری ہری گھاس اُگ آتی ہی - لال لال بیربہوٹیان کھیتون مین رینگنے لگتی ہین - مینڈک پُھدکنے لگتے ہین - اناج بویا جاتا ہی - وہ اُگ آتا ہی - جوار چند ہی روز مین بڑھ کے کھیتون کو گھیر لیتی ہی - تالابون اور جھیلون مین پانی بھر جاتا ہی - مینڈک بولنے لگتے ہین - دیہات مین تو عجب سماں ہوتا ہی -

اوستاد - اور اگر بارش نہ ہو -

رشید - (خدانخواستہ!) کال پڑ جاے - لوگ بھوکون مرنے لگین -

اوستاد - اب مین ان سوالون کو پھر دُہراتا ہون - پیپل کے پتے کیون ہلے؟

محمود - ہوا کے چلنے سے -

اوستاد - کمرے مین تاریکی کیون ہوئی -

سعید - بادلون کے خوب گھر کے آنے سے -

اوستاد - روشنی سی کیون ہوئی اور پھر دفعتہً غائب بھی ہوگئی -

احمد - بجلی کے چمکنے

اوستاد - تم نے کانون مین انگلیان کیون دے لین؟

نادر - بادل گرجنے والا تھا -

اوستاد - اور یہ کیونکر معلوم ہوا کہ بادل گرجنے والا ہی۔

کامتا - جب بجلی چمکتی ہی تو کڑک ہوتی ہی - اور جس قدر زور سے بجلی چمکے اوتنے ہی زور کی کڑک ہوتی ہی۔

اوستاد - ہوسکتا ہی کہ بجلی چمکے اور بادل نہ گرجے۔

لالتا - جی نہین کیونکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہی۔

اوستا - اور جیسا ہمیشہ ہوا کرتا ہی ویسا ہی ہوگا ؟

سعید - جی ہان یہ تو ضرور ہے۔

اوستاد - اچھا تم دونون بھائی (رشید و سعید) ہمیشہ اسکول مین ساتھ آیا کرتے تھے - کل سعید غیر حاضر کیون ہوا - رشید کے ساتھ کیون نہ آیا۔

سعید - مین بیمار ہوگیا تھا - مگر یہ تو ایک اتفاقی بات ہی بجلی کی چمک اور کڑک خدائی کارخانے کے دستور ہین۔

اوستاد - تو اچھا خدائی کارخانہ مین جسکے بعد یا جسکے ساتھ جو ہوا کرتا ہی وہ ضرور ہوتا ہی - اچھا اگر بادل نہ آتے تو کیا ہوتا۔

سعید - پانی نہ برستا۔

اوستاد - اب دیکھو یہ دو باتین ہین بادل کا گھر کے آنا بجلی کا چمکنا گرج کا ہونا یہ سب ایک طرف پھر مینھ کا پڑنا - جب دو چیزین اسطرح کی ہون کہ اگر پہلی ہو تو دوسری بھی ہو - اور اگر پہلی نہ ہو تو دوسری کبھی نہ ہو تو - پہلی کو دوسری کی علت اور دوسری کو پہلی کا معلول کہتے ہین - مثلاً آگ اور پھوس ایک جگہ اکٹھا ہون تو کیا ہوگا ؟

کامتا - پھوس جلنے لگے گا۔

اوستاد - آگ کو علت کہین گے اور پھوس کے جلنے کو معلول - علت اور معلول کے معنی اچھی طرح سمجھ لو۔

اوستاد - (ایک گھڑی دکھاکے) یہ کیا ہے - رشید - گھڑی ہے۔

اوستاد۔ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ گھڑی ہے۔

رشید۔ (تعجب سے) مین نے بہت سی گھڑیان دیکھی ہین۔ ابا جان نے خود مجھکو ایک چھوٹی سی گھڑی دی تھی جو مین اسکول مین لگا کے آیا کرتا تھا۔ مگر چند روز ہوے اُسکی کمانی ٹوٹ گئی اب وہ بننے کو دیگئی ہے۔

اوستاد۔ تمہاری گھڑی ایک چیز ہے جو گھڑی ساز کی دوکان مین ہوگی۔ یہ چیز میری جیب مین رہتی ہے یہ دوسری چیز ہے۔ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ بھی گھڑی ہے۔

رشید۔ میری گھڑی ایسی ہی ہے۔ دونون چیزین ایک ہی کام کی ہین دونون سے وقت دیکھا جاتا ہے اسلئے مین نے کہا کہ یہ گھڑی ہے۔

اوستاد۔ تو معلوم ہوا کہ ایک ہی طرح کی چیزین ایک دوسرے کو یاد دلا دیتی ہین بھلا یہ تو کہو کہ تمہاری گھڑی ٹھیک ایسی ہی ہے یا کچھ فرق بھی ہے۔

رشید۔ میری گھڑی اس سے چھوٹی ہے وہ چاندی کی ہے یہ چاندی کی نہین ہے۔

اوستاد۔ اگر یہ گھڑی بھی اتنی ہی بڑی ہوتی اور چاندی کی بھی ہوتی تو کیا تم کہہ سکتے تھے کہ یہ وہی گھڑی۔

رشید۔ جی نہین مین یہ کہتا کہ یہ گھڑی ٹھیک ویسی ہی ہے۔ لیکن اپنی گھڑی کو اچھی طرح پہچانتا ہون اور اگر صورت سے نہ پہچانتا تو نمبر دیکھ کے بتا دیتا۔

اوستاد۔ معلوم ہوا کہ دو چیزین ٹھیک ایک ہی نہین ہو سکتی ہین کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے نہ سہی تو یہی فرق ہوگا کہ ایک چیز ایک جگہ ہے دوسری چیز دوسری جگہ۔

سعید۔ بجا ہے۔

اوستاد۔ دیکھو یہ قاعدہ نہ بھولنا کہ ایک ہی طرح کی چیزین ایک دوسرے کو یاد دلا دیتی ہین اب تم میری گھڑی کو اچھی طرح دیکھ لو اور اسکو خوب پہچان لو۔

سعید۔ (گھڑی کو اچھی طرح دیکھ کے) خوب پہچان لیا۔

اوستاد۔ فرض کرو کہ اس گھڑی کو کل تم کسی اور شخص کے پاس دیکھوگے مجسٹریٹ کی میز پر یہ گھڑی رکھی ہے۔ تو تم کیا گواہی دوگے۔

سعید۔ مین کہونگا کہ مین اس گھڑی کو خوب پہچانتا ہون۔ یہ گھڑی میرے اُستاد کی ہے

اُوستاد۔ تو اس گھڑی کو دیکھکے مین تمکو یاد آجاؤنگا۔ گھڑی سعید یاد آنا یہ تو ایک عجیب بات ہے میری گھڑی دیکھکر تم کو اپنی یاد آئی اسلئے کہ دونون ایک ہی طرح کی چیزین ہین لیکن میری گھڑی اور مین ان دو مین تو بڑا فرق ہے۔ کہان مین جاندار آدمی کہان یہ بے جان گھڑی۔

سعید۔ مگر مین نے اسکو آپ کے پاس دیکھا ہے۔

اوستاد۔ بس تو معلوم ہوا کہ دو چیزین اگرچہ ایک ہی طرح کی نہ ہون لیکن ایک ساتھ ملاحظہ کیجائین۔ اور پھر اونمین ایک کہین پائی جاے اور دوسری موجود نہ ہو تو یہ چیز جو اسوقت موجود ہے دوسری چیز کو جو موجود نہین ہے یاد دلادیگی۔

سعید۔ جی ہان یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔

اوستاد۔ دیکھو صرف یہی دو قاعدے چیزون کے یاد کرنے کے ہین۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ دو چیزون کو ایک ہی طرح کا کیون کہتے ہین۔

رشید۔ جو صفتین ایک مین ہون وہی دوسرے مین پائی جائین۔

اوستاد۔ شاباش ایسی دو چیزون کو جنکی صفتین ملتی ہوئی ہون مماثل کہتے ہین مثل مثل کو یاد دلاتا ہے اسکو قاعدہ تماثل کہتے ہین اور جن چیزون کی صفتین نہ ملتی ہون اُنکو متباین کہتے ہین۔

متباین چیزین جب ایک مرتبہ ایک ساتھ ملاحظہ ہون اور پھر کوئی اُن مین سے جُدا گانہ پائی جائے تو اُس کے ساتھ کی دوسری چیزین بھی یاد آجائینگی۔ اسکو قاعدہ

اقتران کہتے ہین۔

چیزون کے نام

اوستاد۔ تمہارا نام کیا ہے ؟

سعید۔ سعید۔

اوستاد۔ اور تمہارے بھائی کا کیا نام ہے ؟

سعید۔ رشید۔

اوستاد۔ اچھا اگر تمہارے والد تمہارے بھائی کا نام سعید رکھتے اور تمہارا نام رشید تو کچھ حرج ہوتا۔

سعید۔ جی کچھ نہین۔

اوستاد۔ لیکن تم اپنے بڑے بھائی کو کیا کہکے پکارتے ہو۔

سعید۔ بڑے بھیا۔

اوستاد۔ اور وہ تمکو کیا کہتے ہین۔

سعید۔ چھوٹے بھیا۔

اوستاد۔ اگر یہ نام بدل دیئے جائین۔

سعید۔ جی یہ کیونکر ہو سکتا ہی؟ وہ بڑے ہین مین چھوٹا ہون۔

اوستاد۔ تو یہ دو طرح کے نام ہوے ایک وہ جنکو بدل سکتے تھے۔ اور دوسرے وہ جنکو نہین بدل سکتے۔ اُنمین کیا فرق ہے۔

سعید۔ ایک تو وہ نام جو کسی صفت پر رکھے گئے ہین دوسرے وہ جو کسی صفت پر نہین رکھے گئے۔

اوستاد۔ چیزون کی صفتین کیونکر پہچانی جاتی ہین۔

سعید۔ کوئی مثال دے کے پوچھیے۔

اوستاد - مثلاً نارنگی کی صفتین - رنگ - شکل - مزہ - بو -

سعید - رنگ کو آنکھ سے شکل کو بھی آنکھ سے مزا زبان سے بو ناک سے -

اوستاد - اور چڑیون کا پہچانا -

سعید - کان سے -

اوستاد - آنکھ ناک کان زبان اور ایک باقی رہ گیا ان سب کو کیا کہتے ہین -

سعید - حواس کہتے ہین - اور وہ پانچوان ؟

اوستاد - انگلیون اور ہاتھون سے کیا کام لیتے ہو -

سعید - چھونا -

اوستاد - چھونے سے کیا کیا معلوم ہوتا ہی -

سعید - گرمی سردی -

اوستاد - اور ٹٹول کے - مثلاً آنکھین بند کرکے اس نارنگی کو ٹٹولنے سے اور اسپر ہاتھ پھیرنے اور ہاتھ سے دبانے اور ہتیلی پر رکھنے سے کیا کیا معلوم ہوگا

سعید - ٹٹولنے اور ہاتھ پھیرنے سے اُسکی گولائی - ہاتھ پھیرکے چکناپن - یا کھرکھراپن - دبانے سے سختی یا نرمی اور ہتیلی پر رکھنے سے ہلکا پن یا بھاری پن معلوم ہوگا -

اوستاد - اب پانچون حواسون کے عربی نام بتادو -

سعید - باصرہ - سامعہ - لامسہ - شامہ - ذائقہ -

اوستاد - اور اُنکے کام بھی عربی مین سنادو - مع معنے -

سعید - بصر - دیکھنا - سمع سننا - لمس چھونا - شم سونگھنا - ذوق چکھنا

اوستاد - شاباش - لیکن یہ تو بتاؤ تم کہتے ہو کہ لالتا بڑا نیک لڑکا ہی - کامتا

خوش ہے۔ احمد ضدی ہے۔ محمود شایستہ ہے۔ نادر بہادر ہے۔ تو نیکی بدی۔ رنج خوشی۔ ضد۔ شایستگی۔ بہادری ان صفتون کو کس طرح معلوم کیا۔

سعید۔ رنج خوشی صورت دیکھ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتی ہے۔ نیکی بدی چال چلن سے۔ ضد کسی کام پر اڑ جانے سے۔ شایستگی بات چیت میل ملاپ سے۔ بہادری نڈر ہونے سے۔

اوستاد۔ اچھا اب ایک ایک کو لو۔ رنج خوشی۔

سعید۔ رنج کو چہرہ کی اوداسی سے خوشی کو بشاشی سے۔

اوستاد۔ اوداسی رنج کا نشان ہے اور بشاشی خوشی کا نشان ہے۔ اوداسی اور بشاشی دونون چہرہ کی حالتین ہین جنکو تم دیکھ سکتے ہو لیکن خوشی اور رنج دیکھنے کی چیزین نہین ہین۔

سعید۔ چہرہ کی حالت دیکھ کے ہم انکو سمجھ لیتے ہین۔

اوستاد۔ سمجھ۔ جسکو عربی مین عقل کہتے ہین۔

سعید۔ جی ہان عقل سے۔

اوستاد۔ اور عقل ذہن سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلیے انکو ذہنی کہتے ہین اور جو صفتین حواس سے معلوم ہوتی ہین اونکو حسی کہتے ہین۔ پانچون حواسون کے کامون کو حس کہتے ہین یہ بھی یاد رکھو کہ صفت کے مقابل کی لفظ ذات ہے نارنگی ذات ہے اور رنگ شکل مزہ بو اسکی صفتین ہین۔

لالتا۔ کامتا۔ احمد۔ محمود ذاتین ہین۔ گورا۔ کالا۔ لمبا ٹھنگنا۔ دبلا موٹا یہ صفتین ہین جو اِنکے جسم اور جثہ سے تعلق رکھتی ہین۔ انکو جسمانی صفتین کہتے ہین اور نیکی بدی رنج خوشی بردباین بہادری باطنی صفتین ہین باطنی صفتین جسمانی آثار سے معلوم ہوتی ہین۔ اور اسلیے کہ تمہارا ذہن اِن کو

دریافت کرنا ہے ذہنی صفتین کہلاتی ہین - اگر تم چیزون کی صفتین پہچاننے کی کوشش کرو تو تمہارا حافظہ بہت جلد ترقی کرسکتا ہی - اچھا اب یہ بتاؤ کہ وہ نام جو ایک ہی ذات کی بہت سی چیزون کے لئے بولا جاتا ہی اُسکو کیا کہتے ہین -

سعید - اسم عام - مثلاً انسان - گھوڑا - نارنگی - پہاڑ - ستارہ - چڑیا - جانور - پھول - پھل - میوہ وغیرہ اسم عام ہین -

اوستاد - اور اسم خاص ؟

سعید - رشید احمد - محمود - لالتا - کامتا - نرائن - کانپور - لکھنؤ - فیض آباد - ہمالیہ - گنگا - فیض آباد ہائی اسکول یہ سب خاص شخصون چیزون یا مقامون کے نام ہین -

اوستاد - ایک طرح کی بہت سی چیزون سے ہر ایک کا ایک ہی نام کیون ہوتا ہے -

سعید - کیون کہ اونمین کچھ ایسی صفتین پائی جاتی ہین جو سب مین ہین -

اوستاد - تو یون کہو کہ اسم عام ان صفتون کا نام ہی -

سعید - جی ہان -

اوستاد - اور جو بہت سی چیزین ایک ہی طرح کی ملکے کوئی چیز بنے اُسکے نام کو کیا کہتے ہین -

سعید - مثال دیجئے -

اوستاد - مثلاً چوتھی پلٹن - ساتوان رسالہ - اسکول کا کتب خانہ -

سعید - شاید اسکو اسم الجمع کہتے ہین - مین نے گرامر مین پڑہا تھا -

اوستاد - ٹھیک ہے - اچھا چوتھی پلٹن اور پلٹن - ساتوان رسالہ اور رسالہ میرے اسکول کا کتب خانہ اور اسکول کا کتب خانہ انمین کیا فرق ہے

سعید۔ چوتھی پلٹن خاص ہے۔ پلٹن عام ہے۔ سا توان رسالہ خاص ہی رسالہ عام ہے۔ میرے اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔ اسکول کا کتب خانہ عام ہی۔

اوستاد۔ شاباش! بھلا یہ تو بتاؤ کہ کتب خانہ اور اسکول کے کتب خانہ مین کیا فرق ہے۔

سعید۔ کتب خانہ عام ہے۔ اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔

اوستاد۔ ہر اسکول کا کتب خانہ ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسا نام ہی جو بہت سی ایک طرح کی چیزون کے لئے بولا جاتا ہی پھر تم اسکو خاص کیون کہتے ہو۔

سعید۔ اسلئے کہ کتب خانہ تو ہر کتب خانہ کو کہہ سکتے ہین اور اسکول کا کتب خانہ خاص وہ ہے جو کسی اسکول کے متعلق ہو۔

اوستاد۔ جواب تمہارا ٹھیک ہے۔ لیکن یون کہو کہ کتب خانہ کی بہ نسبت اسکول کا کتب خانہ خاص ہے۔ ایسے خاص کو خاص اضافی کہتے ہین۔ اچھا اب ایسی اور مثالین دو۔

سعید۔ نارنگی۔ ہزارہ نارنگی۔ آم۔ سیندوریہ آم۔ آدمی حبشی۔ دریا پنجاب کے دریا۔ پہاڑ۔ شمالی ہندوستان کے پہاڑ۔

اوستاد۔ چیزون کی تعداد عام مین زیادہ ہوتی ہے یا خاص مین۔

سعید۔ عام مین آدمی بہت سے ہین۔ حبشی کم ہین۔ اسطرح ہر مثال سمجھ لیجئے۔

اوستاد۔ مگر یہ تو سوچو کہ صفتون کا شمار عام مین زیادہ ہوتا ہی۔ یا خاص مین۔

سعید۔ مین تو جانتا ہون خاص صفتین زیادہ ہوتی ہین۔ مثلاً آم ہر آم کو کہینگے خواہ اسکا چھلکا سرخ رنگ کا ہو خواہ نہو اور سیندوریہ وہی آم کہلائیگا جسکا چھلکا سرخ ہو۔ تو یہ صفت چھلکے کی سرخی سیندوریہ آم مین زائد ہوئی۔

اوستاد۔ تو عام مین چیزون کا شمار زیادہ ہوتا ہے اور خاص مین صفتین زیادہ ہوتی ہین اچھا یہ تو بتاؤ کہ خاص عام مین داخل ہے یا عام خاص ہین۔

سعید۔ خاص عام مین داخل ہے کیونکہ سب آمون مین سیندوریہ آم بھی ہین لیکن دوسری بات سمجھ مین نہین آتی۔

اوستاد۔ کیا سیندوریہ آم مین صفت آم کی نہین ہے۔

سعید۔ کیون نہین اچھا اب مین سمجھا۔ شمار کے حساب سے خاص عام مین داخل ہے اور صفتون کے لحاظ سے عام خاص مین داخل ہے

اوستاد۔ اچھا جو چیز خاص ہو وہ عام بھی ہو یا نہین۔

سعید۔ جی ہان ہے۔ اگر ہزارہ نارنگی ہے تو وہ ضرور نارنگی بھی ہے۔

اوستاد۔ اور اس کا اُلٹا یعنی اگر عام ہے تو خاص ہے یا نہین ہے

سعید۔ کبھی ہے کبھی نہین ہے۔ مثلاً نارنگی ہے تو ہوسکتا ہو کہ ہزارہ نارنگی ہی ہو۔ اور ہوسکتا ہو کہ نہ ہو کسی اور قسم کی ہو۔

اوستاد۔ شاباش! اچھا یاد رکھو کہ دو یا زیادہ چیزون کی وہ صفتین جو اُن سب چیزون مین پائی جائین انکو مابہ الاشتراک اور جو صفتین ہر ایک کی علحدہ علحدہ ہون یعنی اپنی اپنی خاص ہون انکو مابہ الامتیاز کہتے ہین۔ مثلاً آدمی اور گھوڑے مین مابہ الاشتراک جان ہے آدمی کی خاص صفت سمجھ کی باتین کرنا جسکو عربی مین نطق کہتے ہین اور گھوڑے کی خاص صفت ہنہنانا جسکو عربی مین صہیل کہتے ہین مابہ الامتیاز ہین۔ مرزا محمد ہادی۔ بی۔ اے۔ لکھنوی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو — آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بدکنم و تو بدمکافات دہی — پس فرق میان من و تو چیست بگو

قصیدہ

۱۹- نومبر کو لکھنؤ مین ایک عام جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ اہالیان لکھنؤ کی طرف سے ہز ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی۔ سی۔ آئی۔ ای خلد اللہ سلطنتہا فرمان فرمائے ریاست بھوپال کی اس بیش بہا امداد کا شکریہ ادا کیا جائے جو حضور پر نور نے دار العلوم ندوۃ العلماء کو حال ہی مین دی ہے۔ قبل ازین ریاست بھوپال سے چھ سو روپیہ سالانہ اس علمی مرکز کو ملتا تھا اور اب سرکار عالیہ نے اپنی شاہانہ فیاضی سے اس سالانہ رقم کی مقدار تین ہزار روپیہ کر دی ہے۔ دولت ابد قرار بھوپال اپنی فیاضی اور سخاوت کے لئے ہمیشہ سے مشہور ہے لیکن جسقدر مفید اور کارآمد فیاضی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا کی ذات سراپا برکات سے اس قلیل مدت حکمرانی مین ظہور مین آئی ہے وہ نہ صرف قرب و جوار کی ریاستون مین عدیم المثال ہے بلکہ سارے ہندوستان کے لئے مایۂ فخر و ناز ہے۔ مسلمانان ہند کی فلاح و بہبود کا جسقدر خیال قلمرو بھوپال کی موجودہ تاجدار کو ہے وہ اُن بے بہا عطیون اور بیش قرار وظیفون سے ظاہر ہے جو عنان حکومت ہاتھ مین لینے سے اسوقت تک حضور پر نور نے مختلف قومی مدارس کو عنایت فرمائے۔ ہمارے لئے نہایت مسرت و انبساط کا موقع ہے کہ اسلامی شوکت و جلال کے اس مظہر کو مسئلہ تعلیم سے عام طور پر اور تعلیم نسوان سے خاص طور پر دلچسپی ہے۔ اور برخلاف تمام ایشیائی جہاندارون کے سرکار عالیہ مین یہ خصوصیت نہایت نمایان طور پر پائی جاتی ہے کہ حضور ممدوح اپنی ہمدردی اور دلچسپی کو عملی جامہ پہنا کر قوم و ملک کی واقعی فائدہ رسانی مین سعی بلیغ فرماتی ہین۔ خاص ریاست کے دار الخلافت مین حضور عالیہ کی روشن ضمیری اور سچی قومی ہمدردی کی جو قابل قدر مثالین قایم ہین

اُنکا ذکر اسوقت کچھ زیادہ برمحل نہ ہوگا - خصوصاً اسوجہ سے کہ ہم الناظر کے آیندہ نمبر مین ہز ایکسیلنسی لیڈی منٹو صاحبہ کے بھوپال تشریف لے جانیکے حالات کسی قدر تفصیل سے درج کرینگے اور اُس کے ضمن مین حسب موقع ان چیزون کا بیان شرح وبسط کے ساتھ ہو سکے گا -

ذیل مین ہم وہ دونون قصیدے درج کرنیکی عزت حاصل کرتے ہین جو اس جلسہ مین پڑھے گئے تھے - اُنمین سے ایک جو فارسی مین ہے شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مدظلہ کے پرزور قلم - دردمند دل اور اعلیٰ ترین دماغ کی گوناگون کیفیات کا نتیجہ ہے اور دوسرا جو عربی زبان مین ہے ادیب فاضل مولانا شیخ محمد عرب صاحب کی اعلیٰ قابلیت - پرجوش جذبات اور سچے اخلاص رنگارنگ خیالات کا مرقعہ ہے - ہم اپنے بزرگ علامہ شبلی نعمانی کے بے حد ممنون ہین کہ اون کی توجہ اور عنایت سے ان قصیدون کی پہلی اشاعت الناظر کے صفحات کی زینت کا باعث ہوئی ہے - خدا سے دعا ہے اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے ساتھ جملہ ناظرین وناظرات الناظر و دیگر مسلمانان ہند اس دعا مین ہم آہنگ ہین کہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا کا پرتو اجلال ہمارے سرون پر تا بہ ابد قائم رہے اُنکا چشمۂ فیض چمنستان ملک وقوم کی دائمی آبیاری کرتا رہے - اُن کے جاہ واقبال مین روزافزون ترقی ہوتی رہے اور دنیا کی بہترین نعمتون اور اور عقبیٰ کے اعلیٰ ترین حسنات سے اُنکا دامان خسروی مالامال ہو - آمین -

انچہ باد شت وچمن ابر بہاران کردہ است — خسرو کشور بھوپال بہ ما ان کردہ است
ندوہ را گر سر و سامان رسد از وچہ عجب — زان کہ ہر کار کہ او کرد بہ سامان کردہ است
چون نگہ کرد کہ دین نبوی در خطر است — لاجرم یاوری سنت و قرآن کردہ است
رایت علم نگون بودہ و افراشتہ است . — چہرۂ شرع حزین بودہ و خندان کردہ است

بہر مردان ہر آئین عمل خواہد بود — انچہ در تربیت عالم نسوان کردہ است
دانش آموختن پردہ نشینان عفاف — مشکلے بود کہ از فکر خود آسان کردہ است
کار آموزش و تعلیم زنان گرچہ خوش است — نہ بآن شیوہ تواں کرد کہ نادان کردہ است
ہر چہ او گفت بہ آئین شریعت گفتہ است — ہر چہ او کرد بہ فرمودہ یزدان کردہ است
طرح صد شیوہ و رسم و روش تازہ نہاد — وانچہ از پیشروان یافت دچندان کردہ است
معدلت را بہ سیاست نتوان کرد بہم — وقت او خوش کہ ہم این کرد و ہم آن کردہ است
گوشہ مقنعہ اش قیمت افسر بشکست — لقبش دہر نکو کرد کہ سلطان کردہ است
مدح غائب گرد از خاطر من نکشاید — فکر را دوری بزم تو پریشان کردہ است
بے کسان را نگہ مہر تو بنواختہ است — خستگان را نظر لطف تو درمان کردہ است
ہر کرا در چمن دولت افتاد گذر — صد ہزاران گل امید بدامان کردہ است
نامۂ جود ترا ناطقۂ صد بارز ذوق — خواندہ است و دگر آغاز عنوان کردہ است
خستہ دست نوال تو چہ لعل و چہ گہر — کہ بہ یم نیز ہمان کرد کہ باکان کردہ است
چرخ از چشم جہان را لعبہ را گر بہ نہفت — باز در پیکر پاک تو نمایان کردہ است
زندہ تا دیر بمان کز پس بانوی یمن — آسمان نام تو آرائش دیوان کردہ است
شبلی غمزدہ را مدح شہان شیوہ نبود — لیک لطفت ہمہ را بندہ احسان کردہ است

هذی المکارم لا قعاب لبان — لعریضة الجاه الرفیع الشان
غیث العدی بحر الندی غیث الوری — ذات السخاء نتیجة الملوان
لفضائل و فواضل و معارف — وعوارف جلت عن الحسبان
بنت السلاطین الاولی فاقوا علی — هام الملوك بشامخ البنیان
اعنی طلیکتنا التی نالت علی — بالفضل والافضال والعرفان

ام الملوك فلا تضاهى رتبة ... من احسنت بالسيب والاحسان

منت وما منت بما اعطت وما ... سمحت به فاقت انوشروان

سلطان جهان الدين والدنيا ومن ... فاقت على الرؤساء والاقران

عم البرية نيلها ونوالها ... وعلا سناها فى علو مكان

يا اهل دار العلوم تقدرت ... قروا عيونا بالعطا السلطانى

وعليكم الشكر الجزيل فانها ... سند يدكم فى غابر الازمان

مدوا الاكف الى الاله تضرعا ... وارعوا بقلب خاشع ولسان

اى صادق فيما به نرجوها ... الفوز بالنصر الرفيع الشان

اعنى مليكتنا التى لله قد ... بذلت لنا ولكم عقود جمانِ

لتعلم العلم المفيد بهمة ... شمو على العيوق والسعدان

ابقاها ربى دائما بسلامةٍ ... مع من تحب سلالة الاعيان

الضرغام نصر الله خان وسنوه ... كرنيل عسكر شاه هندستانِ

وكذا حميد الله طال بقاؤه ... وبقاؤهم فى صحة وامان

هم عين اهل الفضل من قاقوا على ... هام السهى وسموا على الاقرانِ

هذا نتيجة ساعة قد قلتها ... رصعتها بالدر والمرجان

فى شكر والتى المليكة من غدت ... تاج الملوك ومالها من ثانى

انا عرس نعمتها وشاكر بدها ... مع من بدا منى من الاخوان

انشاتها والله يعلم انى ... قد قلت ذاك من صميم جنانى

هى غاية المقصود والمطلوب فى ... هذا الاوان لدى الاسير العانى

وهى التى قاقت على اقرانها ... بالجود والافضال والاحسان

وانا الحقير ابو خليل محمد ... سيف بارض الهند وهو يمانى

قد قمت فی هذا المقام مویدا للفاضل العلامة النعمانی
فی شکره للملیکة العصر التی فی ظلها قد عشت متنازعان
والان ارجو برها ونوالها فی ظلها العالی الرفیع الشان
ابقاها ربی دائما بسلامة فی ظل عیش ناعم فینان
ما سح مزن او ترنم صادح سشید وعلی الاشجار والاغصان

اوماحدی الحادی وقال مرجعا
هذا المکارم لاقعاب لبانِ

گلشن ہند

مصنفہ مرزا علی دہلوی متخلص بہ لطف

لارڈ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل (۱۷۷۳ء - ۱۸۸۲ء) کے زمانہ مین نواب علی ابراہیم خان نے گلزار ابراہیم کے نام سے فارسی مین شعرائے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا۔ زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش سے ۱۸۰۱ء مین بعہد مارکوئس آف ویلزلی (۱۷۹۸ء - ۱۸۰۵ء) مرزا علی لطف نے بہت کچھ حک و اضافہ کے بعد اردو مین اسکا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا۔

مرزا لطف کے والد مرزا کاظم بیگ اسطرآباد کے باشندے تھے ۱۷۴۱ء مین نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور نواب ابوالمنصور خان کے توسط سے شاہی دربار مین ملازمت کرلی۔ فارسی کے شاعر تھے ہجری تخلص تھا۔ مرزا لطف دہلی مین پیدا ہوئے اور وہین نشو و نما پایا۔ جوانی مین عظیم آباد چلے گئے۔ وہان سے کلکتہ پہونچے مسٹر جان گلکرسٹ کی قدردانی سے فورٹ ولیم کے محکمہ تصنیف و تالیف مین نوکری کرلی اور تذکرہ گلشن ہند کو لکھا۔ اس کے بعد حیدرآباد چلے آئے۔ اسوقت یہان حضور سکندر جاہ (۱۷۶۸ء - ۱۸۲۹ء) کی حکومت تھی نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ وزیر تھے ارسطو جاہ نے انھین اپنے مصاحبون مین شامل کرلیا۔ چار سو روپیہ ماہوار مقرر ہوگئے نواب میر عالم کے ایام وزارت مین ۱۸۱۲ء کو انتقال کیا مرزا لطف کے حالات کیلئے دیکھو مقدمہ گلشن ہند نوشتہ مولوی عبدالحق بی اے صفحہ ۱۰ گلشن ہند صفحہ ۱۴۶ - تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۴۵۰ - گلشن بیخار صفحہ ۱۵۰ - تاریخ اردو لٹریچر مصنفہ پروفیسر گارسن ڈی ٹاسی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ -

گلشن ہند مین نظم اردو کے باوا آدم ولی گجراتی سے لیکر زمانہ تالیف یعنی ۱۸۰۱ء تک جسقدر مشہور و معروف شاعر ہوئے ہین قریب قریب اُن تمام کے حالات مندرج ہین مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات جیسے خاندان۔ قوم۔

وطن - تعلیم و تربیت - تلمذ - اخلاق و عادات - تصنیف و تالیف - وغیرہ سب کا ذکر کیا ہے - اس کے ضمن مین ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھے ہین -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتین معلوم ہوئی ہین - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے اشتیاق تخلص تھا - اشعار بھی نقل کئے ہین منجملہ اُن کے چند شعر یہ ہین -

خیال دل کو ہے اُس گل کی آشنائی کا — نہین صبا کو ہے دعوی جہان رسائی کا
کہین وہ کثرت عشاق سے گھبڑ جائے — درون ہو نہین کہ نہ دعوی کرے خدائی کا
جہان مین دل نہ لگانے کا یوہی پھر کوئی نام — بیان کرون مین اگر تیری بے وفائی کا
بچھوڑا مار بھی کھا کر گذر گلی کا ترے — رقیب کو مرے دعوی ہے بے حیائی کا
نہین خیال مین لاتے وہ سلطنت جم کی — غرور ہے جنہین در کی ترے گدائی کا
جفائے یار سے مت اشتیاق پھر کے منھ — خیال کیجیو کہین اور جبہ سائی کا

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کے مشہور شاعر مرزا عبدالقادر بیدل بھی اردو شعر کہتے تھے چنانچہ انکے دو بیت ہین ؎

مت پوچھ دلکی باتین وہ دل کہان ہے ہم مین — اس تخم بے نشان کا حاصل کہان ہے ہم مین
جب دل کے آستان پر عشق آن کر پکارا — پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم مین

اس تذکرہ مین بعض ایسے شعرا کا بھی کلام درج ہے جنکا نام تو بہت مشہور ہے مگر کلام نہین ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوئے ہین - اسوقت انکا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہین -

"دیوان اب نہین ملتا ..... آج یہ نوبت ہے کہ"

"پانچ غزلین بھی پوری نہ ملین جو اس کتاب مین درج کرتا"

مولوی صاحب موصوف نے آبحیات مین صرف سولہ شعر درج کئے ہین گلشن ہند مین تین صفحون پر صرف

غزلیات کا انتخاب درج ہی۔

سید محمد میر اثر کی مثنوی خواب و خیال نہایت مشہور ہی مگر آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔ اسمین اُسکا انتخاب بھی ہے

مرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر انشا مصحفی منت وغیرہ کے ہم عصر تھے اور صحبت یافتہ تھے۔ اسلئے انکی بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہین جنکا دوسری کتابون مین پتہ تک نہین چلتا میر تقی کے حالات مین ایک مقام پر لکھا ہی کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم مین اردو کتابون کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنؤ کی وساطت سے میر صاحب کو بلوایا مگر بوجہ پیری مہان نہ جاسکے۔ یہ ایسا واقعہ ہی جسکو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔

مرزا لطف نے حالات لکھنے مین نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہی بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتین بھی لکھدی ہین۔ خان آرزو نے شیخ علی حزین کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہی اُسکی نسبت لکھا ہی۔

"دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہرائے۔ چنانچہ"

"وہ سب اعتراض جمع کرکے ایک رسالہ لکھا ہی اور نام اُسکا"

"تنبیہ الغافلین رکھا ہی۔ عوام کی طبیعت تو ان اعتراضون"

"سے البتہ تشویش مین پڑتی ہی۔ نہین تو صاف نزاع"

"معلوم ہوتی ہی جب باریک بینون کی نگاہ اُس سے جا"

"لڑتی ہے"

میر غلام حسین شورش کے متعلق تحریر ہی۔

"بیمار یہین غرور کی مبتلا ہی۔ فقط اپنے خیال فاسد"

"سے اُنھون نے اپنے کلام کی قباحتون پر التفات"

"نہین کیا ہے اس سبب سے سخن کا ہمیشہ مورد اعتراض"

"سخن گرون کا رہا ہے۔ ایک تذکرہ شعرائے ہند کا زبان"

"ریختہ مین اُنھون نے لکھا ہے۔ لیکن وہ بھی بسبب اُنکی"

"خود پسندی کے خالی خلل اور زلل سے نہین"

الغرض گلشن ہند شعرائے اردو کا ایک نیا اور قابل قدر تذکرہ ہی۔ جو لوگ تاریخی حیثیت سے اسکی اہمیت

اور خصوصیات دیکھنا چاہین وہ حسب ذیل مضامین ملاحظہ کرین۔

مقدمہ گلشن ہند و نشتہ مولوی عبدالحق بی اے جو گلشن ہند کے ساتھ چھپ گیا ہے۔ مولوی سید خورشید علی کا ریویو گلشن ہند پر مندرجہ اخبار المحبوب حیدرآباد بابتہ ۱۶۔ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔ فہرست کتب فارسی کتب خانہ انڈیا آفس لندن صفحہ ۳۶۱۔ فہرست کتب خانہ دربار اودھ مصنفہ اے اسپرنگر صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۴۔ فہرست کتب خانہ برٹش میوزیم لنڈن جلد اول صفحہ ۳۷۵۔

۱۹۰۶ء سے پیشتر گلشن ہند نہایت نایاب اور نادر الوجود کتاب سمجھی جاتی تھی۔ دنیا مین اسکے صرف دو معلوم نسخے تھے ایک انڈیا آفس لائبریری لنڈن مین دوسرا پروفیسر گارسن ڈی ٹاسی کے کتب خانہ واقع فرانس مین ۱۸۳۲ء کے موسم برسات مین حیدرآباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی جسکی وجہ سے ہزارون گھر غرق ہوگئے لاکھون کا نقصان ہوا سینکڑون جانین تلف ہوئین کسی آفتزدہ کا کتب خانہ بھی بہ گیا۔ اسمین یہ تذکرہ بھی تھا۔ آب زدہ کتابین بکنے لگین تو مولوی غلام محمد صاحب نے جو آجکل تعلقدار ہین اسے خرید لیا۔ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گذرا تو انھین بدرجہ غایت پسند آیا۔ اور اسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شایع کرنے کا قصد کیا لیکن جب انجمن اپنی پیچ در پیچ طرز عمل کی وجہ سے اسکو نہ چھاپ سکی تو شمس العلما نے مولوی عبداللہ خان کو اسکی اشاعت کی رائے دی اور خود اسکی تصحیح کی اور بہت سے حواشی بھی لکھے۔

قلمی نسخہ وفات مصنف سے تیئس برس بعد یعنی ۱۸۱۹ء کا لکھا ہوا تھا مولوی عبداللہ خان نے اس کے بموجب مطبع رفاہ عام لاہور مین چھپوانا شروع کیا۔ نومبر ۱۹۰۶ء مین چھپ کر تیار ہوگیا۔

کتاب کی ابتدا مین مولوی عبدالحق بی اے کا لکھا ہوا ایک عالمانہ مقدمہ ہے جسمین زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اسکے قدیم تصنیفات کا بیان۔ تذکرہ ہذا کے خصوصیات وضاحت کے ساتھ بتلائے گئے ہین۔

مولوی عبداللہ خان نے اس کتاب کو چھپوا کر بیشک اردو لٹریچر مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہان ہین وہ ضرور اسکی اشاعت مین کوشش کرین گے۔ ایک روپیہ مین مولوی عبداللہ خان سے کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کے پتہ پر ملتا ہے۔ (۲۲۶) صفحے ہین۔

حکیم سید شمس اللہ قادری
کوٹلہ اکبر جاہ۔ حیدرآباد دکن

ہندوستانی و انگریزی بچون کی تقسیم اوقات

آجکل عام طور پر جس رسالہ یا اخبار مین دیکھیے یہ شکایت کیجاتی ہے کہ ہندوستان مین اب ایسے عالی دماغ۔ مضبوط طبیعت۔ مستقل مزاج۔ اور اچھے اخلاق کے لوگ نہین پیدا ہوتے جیسے کہ ازمنہ ماسبق مین پیدا ہوتے تھے حنین کے چند ابھی موجود ہین مگر اکثر انمین سے چل بسے۔ اسمین شک نہین کہ بعض صفات جو پرانے تعلیمیافتہ گروہ مین ہین وہ اکثر نئے انگریزی تعلیمیافتہ گروہ مین نہین پاے جاتے ممکن ہے کہ جن خصائل کو ہمنے صفات کے نام سے موسوم کیا ہے وہ نئے گروہ کے نزدیک مذموم اور بے وقعت سمجھے جاتے ہون مثلاً بعض پرانے گروہ کے لوگ بزرگ کے سامنے خرد کے جائز جواب دینے کو بھی شوخی۔ بدتہذیبی اور بے حیائی سے تعبیر کرتے ہین مگر نئی تہذیب والے کے نزدیک کسی جائز اور باموقع بات کا کسی حالت مین کہنا بے حیائی اور بدتہذیبی نہین ہوسکتی۔ اس قسم کے بہت سے اختلافات ہین جو تا قیام قیامت موجود رہینگے کیونکہ تعلیم عام طور پر اسقدر رائج ہوتی نظر نہین آتی کہ سب کو ہم خیال اور یکرنگ کردے۔

زیادہ تر ان اختلافات کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شروع ہی سے مغربی طرز پر تعلیم پانے والے بچون کا طریقہ پرورش اور ان کے اوقات کی تقسیم مشرقی رنگ کی تعلیم پانے والے بچون سے مختلف ہوتی ہے۔ ہندوستان مین عام طور پر بچون کا زجر و توبیخ کرکے مدرسہ بھیجدینا اور زیادہ سے زیادہ یہ خیال کرلینا کہ وہ گھر پر کسی اسکول ماسٹر سے جسنے کسی مدرسہ مین انٹرنس تک کی تعلیم پائی ہو سبق پڑھکر یاد کرلے بہت کافی سمجھا جاتا ہے۔

اول تو ماسٹر صاحب نے خود ہی جو تعلیم حاصل کی وہی نامکمل اور

ناقص تھی طرہ یہ ہے کہ کسی اسکول مین مدرس مقرر ہو گئے جو اُن کے لئے معراج سے کم نہین۔

تربیت اور تہذیب جو تعلیم کے دو بہت بڑے بازو ہین وہ ندار دگر اُڑنے کا شوق اُنکو بے حد مغرور اور خود پسند بنا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سامان تعلیم بالکل ناکافی اور ناقص ہے اسی وجہ سے یہ شکایت عام طور پر پیدا ہو جاتی ہی کہ لڑکا بدتہذیب ہو گیا اسکا الزام اصل مین انھین والدین پر ہے جنھون نے متذکرۂ بالا طریقہ تعلیم کو کافی اور مکمل سمجھا ہے اسکول سے فراغت پانے کے بعد بچے کی تربیت کا لحاظ نہین کیا جاتا نہ اُسکی نشست و برخاست کے طریقہ۔ طرز گفتگو۔ اور دیگر اطوار پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ بڑے بڑے مہذب خاندانون کے بچے جنکی تعلیم پر زر کثیر صرف کیا جاتا ہی اُن کے والدین اس بات کا لحاظ نہین رکھتے کہ اسکول سے فراغت پانیکے بعد بچے کا کیا شغل رہا۔

عموماً بچہ گھر پر آکر غیر تعلیم یافتہ اور کمینہ لوگون کے بچون کی صحبت مین رہتا ہے۔ صبح سے شام تک اُسکو فضولیات مین مشغول ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ کہین اسکی انا یا کھلائی جھوٹے بے بنیاد لغو قصے جو کہانیون کے نام سے مشہور ہین کہتی ہے کہین پر گرد و پیش کے لوگون کے بغض و حسد کے واقعات نہایت طوالت اور مبالغہ سے بیان کئے جاتے ہین یہ کہانیان اور واقعات ایسے نہین ہوتے جنسے بچے کے خزانہ دماغ مین کسی نئی بات کا اضافہ ہو۔

برخلاف اسکے یورپ کے بچے صبح سے شام تک علمی اور مفید مشاغل مین مصروف رہتے ہین اگر اُن سے کوئی قصہ بھی کہا جاتا ہی تو وہ نلسن ایسے جوانمرد کی سوانح عمری ہوتی ہی یا ولنگٹن کی بہادری اور قومی جوش کی داستان

اگر کوئی راگ گایا جاتا ہی تو وہ بھی ٹینسن شیکسپیر وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی نظمین ہوتی ہین جنسے نئے واقعات کا پورا خزانہ اُنکے دماغ مین بھر جاتا ہی اور جوش پیدا ہوتا ہی کہ آیندہ ایسی کوشش اور محنت کی جاے کہ انھین کے مثل ہو جائین۔ شام کو جب کل خاندان کے چھوٹے بڑے اپنے مکان مین آتش روشن کرکے بیٹھتے ہین اور بچے اور بوڑھے ایک جگہ جمع ہوتے ہین تو اخبار مین ہوتی ہے یا ایسے واقعات کا ذکر ہوتا ہی جسمین جغرافیہ یا تاریخ کا بہت بڑا جزو ہو مختلف ملکون کی تجارتی حالت۔ دریاؤن۔ پہاڑون اور مشہور اشخاص کے اذکار برابر سلسلہ وار جاری رہتے ہین۔ یہ باتین جب روزانہ بچے کے کان مین پڑتی ہین تو گوش زدہ اثرے وارد کی مصداق ہوکر اسکی تعلیم کا ایک بہت بڑا جزو پورا کرتی ہین۔ برخلاف اسکے ہندوستانی بچے کے سامنے جہان کسی مقام کا ذکر آیا یا اُسنے اسکول کے کورس مین جغرافیہ اور تاریخ پڑھی تو اسکو سخت تعجب ہوتا ہی کہ دنیا مین کیا کیا واقعات ہو گئے ہین اور کیسے کیسے بہادر گذر گئے ہین۔

اسکا دماغ ایسے نامون اور واقعات سے ناآشنا ہونے کیوجہ سے نفرت کرتا ہے اس لئے وہ ان کو اپنے دماغ مین جگہ نہین دیتا۔ مگر کورس کو تیار کرنے کی غرض سے اُن کو رٹتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ امتحان پاس کرکے یہ سب باتین بھول جاتا ہی۔ یہان تو یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرلینا معیار تعلیم ہے اور یہی اصلی تعلیم و تربیت کا منشا سمجھا جاتا ہی۔ اور یہ وقت تعلیم کے مقاصد نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہی۔

عموماً تعلیم جبتک تربیت کے ہم پلہ نہو اسوقت تک بالکل بے اثر ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے ہان کا تعلیم یافتہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد بقول شخصے

(Hanging catalogue of books) (دیوار پر لٹکی ہوئی فہرست کتب) ہوکر رہجاتا ہے۔ جب یہ حالت ہمارے تعلیم یافتہ گروہ کی ہوگی تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہین کہ ہم مین کبھی جوانمرد اور مستقل مزاج اشخاص پیدا ہوسکتے ہین؟ تقسیم اوقات اور طریقہ پرورش پر الزام دینا نہایت مناسب ہی کیونکہ جب مادہ ہی انمین نہین ہوتا تو نتیجہ کیا اچھا ظاہر ہوسکتا ہی۔

یہ کچھ ضرور نہین کہ تعلیم کسی خاص زبان ہی کی ہو لیکن طبیعت کی رغبت و رجحان کا اگر شروع ہی سے لحاظ رکھا جاے اور طالب علم کی طبیعت پر بیجا زور نہ دیا جاے تو وہ آیندہ بہت اچھا پیشہ ور ہوسکتا ہی اکثر دیکھا جاتا ہی کہ طبیعت کا رجحان تو وکالت یا ڈاکٹری کی طرف ہی مگر والدین و بزرگون کے اصرار سے طالبعلم کو مجبوراً دوسرے پیشہ کی طرف جسکو اُسکی طبیعت سے کچھ مناسب نہین طبیعت کو موڑنا پڑتا ہی۔ ایسی حالتون مین نتیجہ ہمیشہ امید کے خلاف ہوتا ہی۔

بعض لوگون کو بدو شعور سے کسی خاص پیشہ کی طرف رغبت ہوتی ہے مگر وسائل معاش کی تنگی یا اور دوسرے اسباب جو اُن کے قدرت سے باہر ہین سدراہ ہوتے ہین اور اُنکو طبیعت کے خلاف راستہ اختیار کرنا ہوتا ہی ایسی حالت مین یہ حسرتناک شعر یاد آتا ہی۔

یہ کہکے باغ سے رخصت ہوئی بلبل کہ یا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین جھونکی آشیان اپنا

ایسے اشخاص مین عموماً ایسا للہ بالی پن یا بے پرواہی ہوتی ہی کہ انکی طبیعت مین استقلال نہ قائم رہنے کی وجہ سے مجبوراً اُنکو دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہی اور اس طرح قدرت کی ودیعت کردہ باتون سے دنیا کو کوئی فائدہ نہین پہونچتا۔

(باقی آیندہ) محمد نعیم قدوائی۔ بی۔ اے

حیات مستعار

اُف رے جھوٹھ اللہ رے بہتان کسنے مانگا اور کب - بنانے والیکو گم صم پتلا اور بھی مٹی کا اچھا نہ معلوم ہوا کنجی دیدی چلنے پھرنے لگا - کیا حیات کی اس سے زیادہ بساط ہے - زندگی ہمین تسلیم - مگر ہم نے مانگی کب تھی جو آج مشرق سے مغرب تک "حیات مستعار" کے الفاظ گونج رہے ہین کونسی ایسی سکھ دینے والی چیز تھی کہ ہم ابدی بیخودانہ ربودگی کو چھوڑکر تکلیفون سے بھری لغزشون سے بھرپور چیز مانگتے - حاشا وکلا - یہ محض حسن لفظی کی چمک کے لئے دو لفظ جوڑے گئے ہین غور کی جگھ ہے کہ وہ چیز جسکا ایک لمحہ ایک دقیقہ کے لئے اعتبار نہین جو اسطرح ہمسے بیوفایانہ منھ موڑ لیتی ہو کہ سنگدل سے سنگدل معشوق بھی نہ موڑے اسکو ہم مانگتے - تکالیف الحیوٰۃ سے کون واقف نہین امیر ہو کہ غریب سب مبتلا ہو چکے ہین - جس چیز کا فراق اسقدر یقینی ہو کہ جیسے دو اور دو چار جسکی بے کیفی بے ربطی بے ثباتی ایسی بھونڈی دبدبی ہو کہ خود خلاق الحیوٰۃ اسکے خطرے اسکے ابلہ فریب پہلو اُسکی روکشی تاکید سے بیان کرے جسکی بیوفائی کا یہ عالم کہ ابھی چہل پہل کے گھر مین شادی رچی ہوئی ہے نوشاہ گھوڑے پر باہر کھڑا ہوا ہے بہنین دوارا چاری کا نیگ دروازہ بند کئے ہوے دولھا سے قبولوا رہی ہین مان نہال ہوئی جا رہی ہو کہ بہو آرہی ہو دولہا شب عشرت کے تخیل مین کونین فراموش کئے ہوے ہے کہ یکایک دولھا کو چھینک آئی قبل اسکے کہ رفیق یرحمک اللہ کہین گھوڑے کی سجی ہوئی زین خالی دولھا زمین سے ہم آغوش - وہی گھر ماتم کدہ بنگیا - سامان عیش پھولون کے کام آگیا - اللہ اکبر کیسے موقع پر اس سفاک نے بے مروتی کی ہو - دوستو - اسی کو مستعار کہتے ہین

ایسے سوانح کے لئے کیا تمنے اسے مانگا تھا؟ نہین - مجھے یقین نہین آتا کہ کسی بھلے آدمی نے ایسی بودی چیز ایسی ذات پاک سے مانگی ہوگی جسکے یہان اس سے کہین اچھی سنہری عرفانی چمکتی ہوئی چیزین ہین - بس بات اتنی ہے کہ جو مینے ابھی کہی ہے - شان سرمدی نیرنگی جلوہ کی عادی - ایک پتلا بنادیا - اوسمین ترکیب سے حیوۃ بھردی اور تماشہ بین ہوئی - مانگا کسینے بھی نہین - مین قسم کھانے کو تیار ہون کہ اگر حیات کسی فرد بشر سے چھین لیجاے پھر جو دوبارہ وہ اسکو قبول کرے تو جو چور کی سزا وہ میری - ایسی نفرت کے ہوتے ہوے اسکو مستعار کا خطاب دینا کلیجہ جلادیتا ہی کاش آیندہ سے اس لفظ سے مستعار الگ کردیا جاے کسی شاعر نے ایک فلسفیانہ دماغ کی معشوقہ کا جواب نظم کیا ہی - سنو اور حیات کی وقعت کا اندازہ کرلو ؎

اذا قلت ما ذنبت قالت مجیبۃ
حیاتک ذنب لا یقاس بہا ذنب

امین الحسن رضوی بسمل

کچھ ہی کھنچ آیا ہی مہتاب مین خاکا انکا
ورنہ اس سے کہین بڑھ چڑھ کے ہی نقشا انکا

برق شرماے گھٹا دیکھ چمکتے ہوے گر
شب تاریک مین دیکھے رخ زیبا انکا

لو اثر کرگئی دیوانہ نوازی اُن کی
اب تو اس سر سے نہین جاتا ہی سودا انکا

سادگی حسن کی محتاج تصنع کب ہی
ایک مشاطہ ہی خود حسن خود آرا انکا

دل چرائینگے بھلا وہ جنہین دل معلوم ہی
نام لینا نہ کبھی جرأت بیجا اُن کا

دل کہ خوگر دہ دلبستگی خلوت ہے
ہے غضب رات کو ملنا کبھی تنہا انکا

چین لینے نہ دے انکو تیری صدائے عشق
آج ہی ہو کے رہے وعدہ فردا انکا

یاد آکر مجھے تڑپاے ہی ابتک بسمل
کمسنی مین کسی بیمین سے پردا انکا

امین الحسن رضوی بسمل

گھنٹہ نہین بجیگا

پارلمنٹ اور آزادی کی حکومت کے بانی مبانی آلیور کرامول کے زمانہ مین ایک نوجوان فوجی ملازم پر کسی قصور کیوجہ سے پھانسی کا حکم صادر ہوا تھا اور حکمنامہ کے یہ الفاظ تھے کہ "جب گرجا گھر کا رات کا گھنٹہ بجے ٹھیک اسوقت مجرم کو پھانسی دیجاوے" یون تو ہر نوجوان موت پر حسرت اور سخت عبرتناک ہوتی ہے لیکن اس بدنصیب شخص کی موت زیادہ تر سخت اور سخت تر عبرتناک اسوجہ سے تھی کہ اُسی ہفتہ مین مرنے والے نوجوان کی شادی اُسکی حسین معشوقہ سے ہونے والی تھی دونون کو ایک دوسرے سے عشق تھا اور اسوجہ سے کوئی دقیقہ عاشق کی جان بچانے کا معشوقہ نے اُٹھا نہین رکھا۔ اُسنے حجون سے گریہ وزاری کی عدالت مین وکیلون کی طرح بحثین کین اور خود کرامول سے عرض والحاح کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ نا امیدی کے عالم مین اُسنے ایک تدبیر یہ سوچی کہ گھڑیالی کو گانٹھ کر گھنٹہ کا اُس رات بجنا ہی موقوف رکھے لیکن بدقسمتی سے اس کوشش مین بھی وہ ناکام رہی۔ شام ہونے لگی اور پھانسی دینے کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جلاد مجرم کو لیکر پھانسی کے پاس آموجود ہوا اور منتظر تھا کہ سورج غروب ہو اور گھنٹہ بجے۔ آخر کار گھنٹہ ہلا اور اُسنے کوئی آواز نہین دی۔ تماشای اور جلاد سب حیرت مین تھے کہ کیون گھنٹہ نہین بجتا۔ صرف ایک شخص اس راز سے واقف تھا۔ یہ وہی نازنین تھی جو نا امیدی اور یاس کے عالم مین دیوانہ وار گھنٹہ گھر کے پیچدار زینون پر چڑھتی ہوئی اس مخدوش مقام پر پہونچ گئی تھی اور بھاری گھنٹہ کی زبان پکڑے ہوے تھی۔ گھڑیالی نے رسہ پکڑکے کھینچا اور چھوڑ دیا پھر زور سے کھینچا اور چھوڑ دیا لیکن گھنٹہ صرف ادہر ادھر خامشی کے ساتھ

ہلتا رہا اور اُسکے برنجی لبون سے کوئی آواز نہین نکلی۔

بہادر نازنین کیحالت اسوقت نہایت مخدوش تھی وہ دو سو فیٹ سے زیادہ بلندی پر گھنٹہ کا لٹکن پکڑے لٹکی تھی اور ہر جھونک پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسکو کھڑکی کے باہر پھینکدیگا۔ آخر کار کہن سال گھڑیالی اپنی معمولی خدمت انجام دیکر چلا گیا۔ وہ بوجہ کبر سنی کسیقدر اونچا بھی سنتا تھا اور اُسنے گھنٹہ کے غیر معمولی سکوت پر کچھ خیال نہین کیا۔ کرامول کچھ فاصلہ پر کھڑا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا اور وہ گھنٹہ کی اس خلاف معمولی خاموشی کا سبب دریافت کرنے کے لئے بڈھے گھڑیالی کی طلبی مین چوبدار بھیجنے ہی کو تھا کہ اُسکے پانون پر چند گھنٹہ قبل عرض والحاح کرنے والی نازنین دوڑکر گر پڑی اور اپنی بے اختیارانہ حرکت بیان کی اپنی زخم کھائی ہوئی ہتیلیان اور خونچکان انگلیان دکھائین جو رسہ کی رگڑ سے جا بجا کٹ کٹ گئی تھین۔ کرامول کو اُسکی بیکسی پر رحم آیا اور اُسنے اُسکی مردانہ جرأت پر لحاظ کرکے اسکے قصور کو معاف کرکے کہا کہ جا! او بہادر لڑکی تیرا عاشق زندہ رہیگا اور آج گھنٹہ گھر کا گھنٹہ نہین بجیگا۔"

اس واقعہ کو ایک شاعر مسمی Rose Hartley Thorpe روز ہارٹلے تھارپ نے انگریزی مین نظم کیا ہے ہم اُسکا ترجمہ اردو نظم مین ناظرین کی دلچسپی کیلئے نذر ناظر کرتے ہین۔

نادر

انگلینڈ کے پہاڑونکی چوٹیون مین چھپکر — دکھلا رہا تھا اپنی تنویر شاہ خاور
شام عروس سوہا جوڑا بدل رہی تھی — پھولی ہوئی شفق کا گلگونہ مل رہی تھی
سورج جو کر رہا تھا روے زمین پر غازہ — ہر شے مین پڑ رہی تھی گویا کہ جان تازہ
سب شادمان تھے لیکن یونہی اولالفت — رہ رہ کے دیکھتے تھے نظارہ یہ بحسرت
اک ہونیوالا دولھا۔ اک نازنین منگیتر — اک ہونیوالی بیوہ۔ اک مرنیوالا شوہر

رات آئی یا اجل کا پیغام آرہا تھا — سورج کے ساتھ اُنکا دل ڈوبا جارہا تھا
لیتی تھی الوداعی بوسے شعاع خورشید — یعنی تھی الوداع جان الوداع خورشید
اد سپر تو حکم پھانسی کا ہو چکا تھا لیکن — بیموت مر رہی تھی یہ نازنین کم سن
دیوانہ وار کیتی نکلی ششن ججی سے — "گھنٹہ کو آج بجنا ہی چاہیئے نہین ہی"
"بجکر کسی پُر ارمان کی کیا دھان لیگا" — "گھنٹہ نہین بجیگا۔ گھنٹہ نہین بجیگا"
یہ کہتی گھنٹہ گھر کو دوڑی گئی وہ مضطر — اور دھم سے گر پڑی وہ گھڑیالی کے قدم پر
پھر اُٹھکے اور دوزانو ہو کر وہ رو کے بولی — "اور حم کے فرشتے سن ایک عرض میری"
دور اک پرانی سنگی تعمیر کو بتا کر — اور آہنی کٹہرے کی سمت ہاتھ اوٹھا کر
بولی کہ "قید ہی اُس زندانین ایک مجرم" — "اور دیچکا ہی اُسکو پھانسی کا حکم حاکم"
"جب آج شب کو خونی گھنٹہ ترا بجیگا" — "پہلی صدا پہ اُسکی پھانسی پہ وہ چڑھیگا"
"او نیک او مقدس گھڑیالی تو بجا دے" — "اس نوجوان مجرم کو۔ اور مجھے جلا دے"
گھڑیالی نے یہ سنکر کانون پہ ہاتھ رکھا — اور بولا "یہ تو بیٹی مجھسے نہ ہو سکے گا"
"میری یہ عمر آئی ہے گھنٹہ گھر بجاتے" — "اور آج بھی رہیگا گھنٹہ ضرور بجکے"
کردون مین عمر بھر کی خاک اپنی نیکنامی" — "مجھ سے کبھی نہ ہوگی ایسی نمک حرامی"
جب یہ خلاف امید اُس نے جواب پایا — مایوسی کا اندھیرا آنکھون اسکی چھایا
تنگی وقت سے وہ اسدرجہ بوکھلائی — کچھ اور اُس سے فوری تدبیرین نہ آئی
اُسکے دماغ و سر مین وہ حکم گونجتا تھا — اول و بار اُسکے کانون مین کہہ رہا تھا
"پہلی صدا پہ گھنٹہ کی آج شب کو پھانسی" — یہ حکم یاد آتے ہی وہ زمین سے اوٹھی
اور دلمین ٹھانکر اک منصوبہ بولی اچھا — یہ ہو تو آج کی شب گھنٹہ نہین بجے گا"
"بانگ درا پہ جب ہی موقوف جان اُسکی — ان ہاتھون سے پکڑ لونگی مین زبان اُسکی
اب رات کا گھٹا ٹوپ اندھیارا چھا چکا تھا — جلاد پھانسی دینے مقتل مین آچکا تھا

صبح دوست نیم جان ساگردن جھکائے اپنی ؛ یہ غمزدہ۔ بیباک صورت بنا گئی ہے

اور سنگدل تماشائی منتظر کھڑے تھے — کان اُنکے گھنٹہ گھر کے گھنٹہ پہ لگ رہے تھے

اسوقت گھنٹہ کی اندھیاری سیڑھیوں پر — دیوار پکڑے پکڑے چڑھتی تھی ایک پیکر

کاہیکو کام ایسا اُسنے کبھی کیا تھا — سینہ اُسکے ننھا سا دل دھڑک رہا تھا

آخر کو چڑھتے چڑھتے چوٹی پہ چڑھ گئی وہ — اور پاس اُس برجی گھنٹہ کے بڑھ گئی وہ

پھر سر اوٹھا کے اُسنے اُسکو بغور دیکھا — لٹکن کا وزن دیکھا۔ گھنٹہ کا در دیکھا

سمجھی کہ وہ معین وقت اب قریب تر ہے — اور دیر ایسے موقع پر کرنا پر خطر ہے

یہ جان لینے والا گھڑیال بج نہ اُٹھے — یہ موت کا فرشتہ ناگہ گرج نہ اُٹھے

اس خوف سے تڑپکر اوپر اوچک گئی وہ — اور گھنٹہ کا پکڑ کر لٹکن لٹک گئی وہ

کتنی بلندی پر تھی لٹکی ہوئی وہ بندی؟ — مینار کی بلندی اور کسقدر بلندی؟

جسجانہ تھا پہونچتا آبادی کا دھوان تک — دنیا کا شور غل بھی جاتا نہ تھا جہان تک

آبادی کا چراغوں کی وجہ سے پتہ تھا — اک بقعہ روشنی کا تھا نیچے شہر کیا تھا

نیچے چلی گئی تھیں جو سیڑھیاں مدور — تھیں ٹھیک قعر دوزخ کا خوفناک منظر

دوزخ کا ڈر نہ مرنیکا خوف اُسکو مطلق — ارض و سما کے مابین اک جسم تھا معلق

گھڑیالی گھنٹہ گھر کے نیچے کھڑا ہوا تھا — رسہ کو پکڑے ٹائم پیس اپنی دیکھتا تھا

تھا منتظر کہ سوئی جب ٹھیک لو بجاوے — تو گھنٹہ گھر کا رسہ وہ زور سے ہلاوے

موت اور نجات کا وہ ناشاد منتظر تھا — گھنٹے کی پہلی ٹن کا جلاد منتظر تھا

اب وقت ٹھیک لو کا بتلایا سوئیوں نے — اور اب کھڑے کئے کان آواز پر سبھوں نے

آہ اب کھنچیگا رسہ اور اب ہلیگا گھنٹہ — اب خوفناک اپنی آواز دے گا گھنٹہ

لو ہل رہا ہے۔ لیکن اُسپر صد آفرین ہے — آج اُسمیں اُسکی خونی آواز ہی نہیں ہے

کیا بات ہے کسی نے جادو نہ کر دیا ہو — گھنٹہ کسیطرح بے قابو نہ کر دیا ہو

گھڑیالی نے بقوت ہر چند اُسے جھنجھوڑا — پھر کھینچا اور چھوڑا۔ پھر کھینچا اور چھوڑا

بڈھے بجا نیوالے نے زور کم نہ مارا — ہلتا رہا مگر اوس گھنٹہ نے دم نہ مارا
دو ایک ٹیکرے پر آکر ہوا نمایان — جمہوریت کا بانی سرتاج انگلستان
اور لگ گئین نگاہین سبکی کراموں پر — کیا حکم دے وہ دیکھین گھنٹہ کے اس خلل پر
اکبار ہاتھ اُسنے خاموشی سے اُٹھایا — اور لفظ بس کا لب پر وہ حاکمانہ لایا
گھڑیالی رسہ کھکر ہٹ آیا گھنٹہ گھر سے — جسم معلق اُترا چپکے منار پر سے
اور گرتے پڑتے پہونچی خوش خوش وہ اُن جمل پر — جاتے ہی گر پڑی وہ پائے کراموں پر
سب سرگذشت اپنی رو رو کے کہہ سنائی — گھڑیالی کی خوشامد۔ مینار کی چڑھائی۔
لٹکن کو پکڑے گھنٹہ کے بیچ مین لٹکنا — آواز کی طرح سے گنبد مین سر پٹکنا
وہ انگلیان دکھائین جو رسے کی رگڑ سے — چھل چھیل گئی تھین بالکل کٹ گئی تھین جڑ سے
جو چومنے کے لایق پیاری ہتیلیان تھین — وہ آہ گہرے گہرے زخمون سے خون چکان تھین
دیکھا کراموں نے یہ حال زار اُس کا — اور رحم نے کیا دل بے اختیار اُسکا
بولا کہ جرم ثابت ہی گو فرور اُس کا — لیکن معاف کرتے ہین ہم قصور اُسکا

جانبخت! شوہر زندہ ترا رہے گا
اور آج گھنٹہ گھر کا گھنٹہ نہین بجیگا

نادر علیخان نادر

یا الٰہی آج کیسی گردش قسمت ہوئی — وصل کی شب میرے گھر آکے شب فرقت ہوئی
آج اُنکو مجمعہ عشاق سے نفرت ہوئی — قدر شئے رہتی نہین باقی جہان کثرت ہوئی
یاد میری تیرے دل مین تھی کبھی یادش بخیر — مدتین گزریں نہین معلوم کیا صورت ہوئی
اب بھی دعوی ہی نظر بازی کا یا جاتا رہا — کوئی پوچھے حضرت موسی سے کیا حالت ہوئی
اک ادائے ناز تھی ظالم پشیمانی تیری — حشر مین بے چین خود اللہ کی رحمت ہوئی
دل مین جب آتے ہین مہمان پھر جاتے ہین — آرزو تیری کوئی ارمان ہوا حسرت ہوئی
اب کہان اگلا سا ملتا ہی شتر بیکار وقت — کہہ لئے دو چار ہمنے شعر جب فرصت ہوئی

شتر کاکوروی

عورتون کی قابل اصلاح حالت

(۱) ہماری بیخبری اور غفلت

ہمارے ملک مین جسقدر ہمت اور توجہ سیاسی امور کی طرف صرف کیجاتی ہے اُسکا چوتھائی حصّہ بھی اگر سوشل خرابیون کے رفع کرنے پر مبذول کیا جاوے تو یقیناً ہماری حالت جلد درست ہوسکتی ہے۔ ہمین اس بات سے انکار نہین کہ سیاسی جدوجہد ملکی زندگی کی علامت ہے اور کوئی قوم اپنے سیاسی حقوق کی محافظت کئے بغیر میدان ترقی مین معاصر اقوام پر فوقیت نہین کیجاسکتی۔ لیکن ملکی فلاح و بہبود کے محض ایک پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور دینا اور دوسرے کو عمداً اور قصداً نظر انداز کردینا چندان مفید نہین ہوسکتا۔ جو لوگ ملکی سیاست مین بدرجۂ غایت منہمک اور مستغرق رہتے ہین اُنھین دوسری قومی ضروریات سے چشم پوشی نکرنا چاہیئے۔ ہمین سب سے پیشتر اُن خرابیون کے انسداد کیطرف اپنا خیال رجوع کرنا چاہیئے۔ جو ہماری معاشرتی زندگی مین زہریلے خون کیطرح سرایت کرگئی ہین۔ عقلمند آدمی پہلے اپنا گھر بناتا ہے اور اندرونی ضروریات مکمل ہوجانے پر وہ خارجی باتون پر نظر کرتا ہے۔ ورنہ یہ امر دوراندیشی اور دانشمندی سے بعید ہے کہ گھر کو چھوڑ کر باہر کی فکر مین مول لین اور حقیقی اصلاح کی مٹی پلید کرین۔

مثل مشہور ہے کہ "اصلاح گھر سے شروع ہوتی ہے" اور یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے گھر سب سے زیادہ اصلاح کے محتاج ہین اور افراد انسانی کا ایک رکن (عورت) جسکا تعلق گھر کی چاردیواری کے اندر والے کامون سے ہے اپنے فرایض سے بیخبر۔ رفتار زمانہ سے ناواقف عجیب افسوسناک طریقہ سے اپنی

زندگی کے دن کاٹ رہا ہی۔ گویا ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن کی مضبوط زنجیر اُسے ذی روح طبقہ سے جدا نہین ہونے دیتی ورنہ اگر اُسکے وجود معطل پر کسیقدر غور کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ گروہ نسوانی بحالت موجودہ "مردہ بدست زندہ" کا مصداق ہو رہا ہے۔ کیسی شرم کی بات ہی کہ جسکو فطرت نے بنی نوع انسان کے سنوارنے اور اُسکی دماغی اور دینی قوتون کے درست کرنے کی اہم خدمات عطا کی تھین خود اُسکی ذہنی اور عقلی قابلیتین ہمارے ظالمانہ سلوک کی وجہ سے برباد اور تباہ ہوگئی ہین اور اُس کے نقصانات اگرچہ اسوقت عام طور پر ظاہر ہو رہے ہین لیکن ہم انکی تلافی کیلیے اب بھی پوری طرح آمادہ اور مستعد نہین۔ یہ سہل انکاری اور غفلت ایکدن لٹیا ڈبو کر رہیگی۔ کاش ہم اپنی عورتون کے پُرمنفعت وجود سے واقف ہون اور اُن کی منزلت کو پورے طور پر ذہن نشین کرین!

پریسیڈنٹ روزولٹ نے دوران تقریر مین ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ "عورتین ہماری جائداد ہین اور اُن کی بہتری قوم کی بہتری ہے"۔ مسٹر روزولٹ کا یہ خیال کسی تشریح یا تائید کا محتاج نہین بلکہ اقلیدس کے اصول متعارفہ کیطرح اس کو تسلیم کرنے کے سوا کسی کو چارہ نہین۔ مہذب ممالک یوروپ و امریکہ مسٹر موصوف کے ان الفاظ پر ظاہر و باطن عمل پیرا ہین اور اسی کے خوشگوار نتائج ہین کہ علم عمل مین۔ صنعت و حرفت مین۔ فلسفہ و سائنس مین آج وہ سب کے رہنما ہین کپتان کوک اور کمانڈر پیری نے قطب شمالی دریافت کرنے کی ہمت کی اور خدا نے اُن کے ارادون مین کامیابی عطا فرمائی۔ ہم جن باتون کو آج اعجاز اور سحر سے کم نہین سمجھتے وہ یوروپ و امریکہ کیلیے بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتی ہین۔ نت نئی تحقیقات مین

عجیب وغریب انکشافات - خوفناک سیر وسیاحت - رموز فطرت کے جاننے کا دشوار گذار مرحلہ ایسی چیزین ہین جو ہمارے وہم وگمان مین بھی نہین آسکتین اور مہذب ومتمدن دنیا کی زندگی کا وہ لازمہ ٹھہری ہوئی ہین - 'عزم بالجزم' - 'قومی مفاد' 'ہمدردی بنی نوع آدم' مستقل مزاجی کیرکٹر کے وہ عناصر ہین جن کے بغیر انسانی عادات وصفات مین کسی قسم کی نمایان ترقی نہین ہوسکتی - ہم مین اور یورپ وامریکہ والون مین یہی سب سے بڑا فرق ہے کہ ہمارے یہان پیدا ہونے کے وقت سے لیکر مرنے کے وقت تک حقیقی تعلیم وتربیت مفقود ہے بخلاف اسکے یوروپین اور امریکن بچے فطری تربیت گاہون (ماں کی گودون) سے بہترین کیرکٹر اور اعلیٰ ترین خصائل واوصاف کے گہرے نقش حاصل کرتے ہین - یہ وہ نقش ہین جو انسانی زندگی کے کٹھن مرحلون اور تنازع للبقار کی ہفتخوان منزلون کے طے کرنے کیلئے اسم اعظم کا حکم رکھتے ہین - یہ وہ نقش ہین جو بچہ کے موم ایسے نرم نازک دل ودماغ پر پتھر کی لکیر پڑجاتے ہین - اور اُن نقشون کی بنانے والی بچہ کی ماں ہوتی ہے جسے قدرت کی جانب سے یہ کام سپرد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نونہال کے طور وطریق اس طرح سنبھالے اور سنوارے کہ وہ بڑا ہوکر کامیاب زندگی بسر کرسکے - اس کے لئے ماں مین بچون کے رکھ رکھاؤ اور اُن کی تربیت کی قابلیت کا ہونا لابدی ہے - اگر ماں قابل اور ذی علم ہے اور فرائض مادری سے فی الجملہ واقف ہے تو اولاد خود بخود قابل اور لایق ہوگی اور اگر کہین بدقسمتی سے ماں جاہل اور اپنی ذمہ داریون سے بے خبر محض ہے تو اُسکی جہالت اور ذلت کی پوری پوری کیفیت اولاد مین موجود ہوگی -

ہندوستان کی ذلت ونکبت کا ایک بڑا سبب یہان کی عورتون کی جہالت بھی ہے - ہم یہ تو نہین کہتے کہ ہماری ساری بدبختیون اور حرمان نصیبون کا

سرچشمہ ہماری عورات کی بے علمی ہے لیکن اسمین شبہہ نہین کہ خواتین ہند کے تعلیم یافتہ نہ ہونے سے ہماری معاشرتی خرابیان بڑہگئی ہین اور اصلاح کا بار مردون کے سر پر اکبارگی ایسا آپڑا ہے کہ مشکل سے فلاح و بہبودی کی کوئی راہ سوجھتی ہے اگر عورتین علم و ہنر کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوتین تو ایک طرف ہماری نئی پود کی نشوونما قابل اطمینان و حوصلہ افزا طریقے پر ہوتی۔ اور دوسری طرف موجودہ مصلحان قوم اپنے کامون مین ایک معقول حد تک عورتون کو مدد و معاون پاکر دشوار گذار راستون کو نسبتاً زیادہ آسانی سے طے کرسکتے۔ مگر ابھی دلی دور معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے ہر کام مین اختلاف بلکہ مخالفت ضرور کیجاتی ہے۔ تعلیم نسوان کا مسئلہ ایک عرصہ سے معرض بحث مین ہے ممکن ہے کہ کسی گروہ نے بزعم خود اپنے خیال کے مطابق اسے فیصل شدہ سمجھ رکھا ہو لیکن حق یہ ہے کہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ ابتک نہین ہوا۔ اسپر لطف یہ ہے کہ جو لوگ تعلیم نسوان کے حامی ہین وہ بھی فروعی اختلافات کی پیچ در پیچ گتھیون مین پھنسے ہوئے ہین اور اُن بزرگون کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جو سرے سے عورتون کی تعلیم ہی کے مخالف ہین!

موخرالذکر گروہ جو فرقۂ اُناث کو جاہل رکھنے کا موید ہے بظاہر کم وقعت ہے لیکن حقیقت مین اس گروہ کا اثر اب بھی غیر محدود ہے۔ جو لوگ علیگڈھ کالج کے ساتھ زمانہ نارمل اسکول کھلنے کی خبر سنکر یا چند نوجوانون کو مختلف شہرون مین تعلیم نسوان و آزادی نسوان پر لکچر دیتے ہوئے دیکھکر عورتون کی نجات کے قایل ہوگئے ہین اور انھین غیر ممکنی امور کو منتہائے کمال سمجھ بیٹھے ہین انھین ذرا گردوپیش کے حالات کو آنکھین کھولکر دیکھنا چاہیئے کہ شہر کی فصل کے باہر۔ لکچر ہال سے دور دیہات و قصبات مین مخالفین تعلیم نسوان

کسقدر مضبوطی سے اپنا مورچہ قائم کئے ہوئے ہین اور وہان منشار ایزدی کے
خلاف یہ بے زبان انسانی طبقہ کس بُری حالت مین زندگی بسر کر رہا ہے۔
فرائض مادری اور حقوق زوجیت سے اس کو کوئی مطلب نہین۔ تربیت
اولاد کا اسمین مادہ ہی نہین۔ انتظام خانہ داری جب بتایا نہ گیا ہو تو کہان سے
آئے۔ جسطرح سیپ کا کیڑا سیپ کو یا کنوین کا مینڈک کنوین کو اپنی دنیا خیال
کرتا ہے اسیطرح یہان کی عورتین اپنے گھر کو اپنی دنیا سمجھتی ہین۔ وہ بیشک اُنکا
گھر ہے اُنکی دنیا ہے گو اُسکے بھن بھنون کی قناعت کو دیکھئے اُن کو وہی زمین وہی
آسمان ہے اور یہ وہ دنیا ہے جسکی وسعت و اہمیت چار دیواری سے
باہر والی دنیا سے کہین بڑھی ہوئی ہے۔ لیکن انھین کون بتائے کہ اس
چھوٹی سی دنیا مین رہکر بڑی دنیا پر تم کیا کیا احسان کر سکتی ہو۔ افسوس ہے
کہ عام جہالت کیوجہ سے وہ اپنی اسی گئی گذری حالت پر قانع ہین اور اُنھین
اپنے مردون سے کوئی شکایت بھی نہین۔ جسطرح کسی جابر بادشاہ کی رعیت
خلاف طبیعت کام کرتے کرتے اور اُسکی زیادتیان سہتے سہتے تمام ذہنی دماغی
قابلیتین کھو بیٹھتی ہے۔ اُسیطرح یہ عورتین بھی مردون کی پابند ہو کر اور اُنکی
رضا جوئی ہر کام مین مقدم سمجھکر عقل و فہم سے ایک حد تک عاری ہو گئی ہین۔
اور انھین اپنی جاہلانہ زندگی اور مردون کے غیر مہذبانہ طرز عمل کا کوئی احساس
نہین ہوتا۔ عورتون کا اور یہ حال۔ اُسطرف مردین کہ وہ اسی گھمنڈ مین مرے
ہین کہ عورتین ہماری لونڈی اور خادمہ ہین۔ انھین تعلیم سے کیا کام۔ حالانکہ نادان
یہ نہین سمجھتے کہ لونڈی اور خادمہ کے لئے بھی تعلیم ضروری ہے تاکہ وہ اپنی خدمات
اپنے آقا کی مرضی کے مطابق ادا کر سکے۔ آجکل یوروپ و امریکہ مین خادمگیری
کرنا بھی ایک فن خیال کیا گیا ہے اور اُس کی عملی تعلیم پر زیادہ توجہ کیگئی ہے یہان

ہندوستان مین جب مردون کو جاہل مان بہنین ہی پسند ہین تو تعلیم یافتہ خادمہ کی قدر کس جانور کو ہوگی !

پشتہا پشت سے یکسان جاہلانہ اور غیر متمدنہ زندگی بسر کرتے کرتے خود عورتین بھی سمجھنے لگی ہین کہ گویا اُن کی یہ پست و ذلیل حالت قانون قدرت کے مطابق ہے اور اُسکی اصلاح کرنے والے گویا بدعتی ہین - امریکہ مین جب غلامون کو آزادی دلانے کا زمانہ آیا اور بہت سے محب بنی آدم اونھین جابر و ظالم آقاؤن کی دست درازیون سے محفوظ رکھنے کی کوشش پر آمادہ ہوئے تو غلامون مین سے اکثر اُن کے اس احسان کو غیر ضروری اور اپنی آزادی کو فضول خیال کرتے اور اپنی مقید زندگی پر قانع تھے اسیطرح ہمارا طبقہ نسوان بجائے خود یہی خیال کئے ہوئے ہے کہ تعلیم و تہذیب سے اُنھین کوئی واسطہ نہین مردون کی غلامی کرنے کے سوا اُنھین کوئی دوسرا کام دنیا مین نہین - گویا کہ باوجود انسان ہونے کے وہ اُن ذمہ داریون سے بے تعلق ہین جو خدائے پاک نے انسان کو انسان ہونیکی حیثیت سے ودیعت کی ہین اور جنکے متعلق اخلاقی طور پر بازپرس ہونا ضروری ہے -

عورتین تو اپنی جہالت کا عذر پیش کرکے علیحدہ ہو جائینگی لیکن فرقۂ ذکور کو خفت و ندامت کے سوا اور کیا ملیگا - افسوس ہے کہ ہماری آنکھون پر پردے پڑے ہوئے ہین - ہمارے قوائے عقلی رسم و رواج کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین ورنہ ہم سوچتے اور سمجھتے کہ ہم خدا کی مخلوق کے ایک خاص حصہ کے ساتھ کسقدر نامنصفانہ اور وحشیانہ برتاؤ کر رہے ہین اور اپنے ملک اور اپنی قوم کو اُن فیوض اور برکات سے محروم کرنے کے مجرم ہین جو صرف عورتون کو تعلیم دلانے اور اُنھین اپنے فرایض سے باخبر کرنے کی صورت مین حاصل ہو سکتے ہین - اور

لطف یہ ہے کہ ہم اس غلطی کو محسوس بھی نہین کرتے۔ بلکہ اپنے جاہلانہ خیالات اور پابندی مراسم کو مناسب بلکہ اشد ضروری سمجھتے ہین۔ الف عادات کا مرض ہمارے قومی کامون کو کھائے جاتا ہے۔ حالانکہ محض یہ خیال اصلاح و ترمیم مین ہارج نہین ہو سکتا کہ ہمارے اسلاف اس کام کو اسیطرح کرتے تھے۔ یہی وہ خیال ہے جو ترقی کے راستے مین رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اسی خیال کو جدا رکھکر اقوام یورپ و امریکہ آج آسمان فضل و کمال کی درخشندہ اختر بنی ہوئی ہین اور اسی خیال کی بھول بھلیان مین پھنسکر ہماری رفتار سست اور دھیمی ہے اور ہم منزل مقصود کے لئے جہان سے چلے تھے اب تک وہین ہین۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہر زمانہ کے حالات و واقعات مختلف ہوتے ہین اور اس قسم کے تغیرات کارخانۂ قدرت مین ہونا لابدی ہین۔ مبارک ہے وہ قوم جو ان تغیرات کو پیش نظر رکھے اور زمانہ کے ساتھ ساتھ چلے۔ مثل مشہور ہے کہ ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔ زمانہ خود کسی کا ساتھ نہین دیتا۔ وہ کسی کا دوست نہین اُسے کسیکی پروا نہین۔ لیکن جو لوگ اُسکی رفتار کو بنگاہ تعمق دیکھتے اور اُسیکے مطابق اپنے حالات کو درست کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہین اُن کی کامیابی یقینی ہے۔ ہم زمانہ کی طرف سے آنکھین بند کئے ہوئے گردن اُٹھائے ایک راستہ پر چلے جا رہے ہین راستہ بھی دشوار گذار۔ جہان سوائے چند نقوش قدم کے مسافر کے لئے اور کوئی رہنما نہین۔ دوسری قومون نے اپنی عقل۔ اپنے ضمیر سے مدد لیکر وہ راستہ اختیار کیا ہے جو ناک کی سیدھ مقام مقصود کو پہونچاتا ہے۔ خدا جانے ہم کب تک توہم پرستی مین گھرے رہینگے اور ہماری عقل کب ٹھیک ہو گی۔

ہمین اس سے انکار نہین کہ تعلیم جدید کے اثر سے ہمارے خیالات

اور جذبات مین ایک خاص قسم کا ہیجان پیدا ہوگیا ہے اور قومی کامونمین دلچسپی لینا بجاے خود فیشن مین داخل سمجھا گیا ہے۔ لیکن اوپری باتون سے کام نہین نکل سکتا۔ سب سے پہلے ہمین اپنی اصلاح کیطرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہمارے خیالات راہ راست پر آجائینگے اُسوقت عورتون کی قابل اصلاح حالت کی درستی ایک معمولی بات ہوگی۔

طبقۂ اناث کو علم وہنر کے زیور سے آراستہ کرنا۔ اُن کے طرز معاشرت کو مخصوص اصول وقوانین سے وابستہ کرنا اُنھین اپنے فرایض سے واقف کرنا۔ اُن کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ رسم ورواج کو جن کے ساتھ عورتون کو خصوصیت سے دلچسپی ہو معتدل پیمانہ پر لانا۔ یہ امور ضروری ایسے ہین۔ جنپر عورتون کی زندگی کے مفید و باکار ہونیکا انحصار ہے۔ طبقۂ نسوان کی دوستی کی اشد ضرورت یون بھی ہے کہ اِن کی اصلاح قومی اصلاح کا پیش خیمہ ہے ہماری آنیوالی نسلین اخلاق وعادات خیالات ومقالات۔ طرز معاشرت کے لحاظ سے کبھی قابل اطمینان حالت مین نہین ہوسکتین تا وقتیکہ ہمارے ملک کی مائین مادرانہ فرایض کی بجا آوری کے قابل نہ بنائی جائین۔

جولوگ تعلیم نسوان کے خلاف ہین اور عورتون کے لئے موجودہ قابل نفرت زندگی ضروری سمجھتے ہین وہ کم ازکم اسبات کے مقر تو ضرور ہین کہ عورتون کا کام انتظام خانہ داری ہے۔ وہی لوگ بتائین کہ انتظام خانہ داری کوئی معمولی بات ہے۔ انگلستان وغیرہ مین سالہاسال کی علمی تعلیم کے بعد بھی اکثر شکایت باقی رہتی ہے کہ فلان لیڈی گھر کے انتظام پر پورے طور سے قادر نہین۔ وہان یہ بہت بڑا عیب سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ہمارے ہندوستان مین جہان نہ تعلیم کا سامان ہے نہ تجربہ اور مشاہدہ کا موقع۔

پھر ہم ان تنگ خیال کوتاہ نظر مستورات سے نظام خانگی کے درست رکھنے کی خاک امید کر سکتے ہین۔

مختصر یہ ہے کہ ہم عورتون کیطرف سے غافل و لاپرواضرور ہین اُنکی جہالت۔ اُن کے ناقص اخلاق اُن کا خلاف فطرت طرز معاشرت۔ اُن کی توہم پرستی۔ اُن کی ضعیف الاعتقادی۔ اُن کی خراب صحت سب ہمین زبان حال سے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہین۔ لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم اِن مین سے کسیکی اصلاح کا خیال بھی دلمین لاتے ہین۔ اسمین کلام نہین کہ باوجود تمام شور و شغب کے ہم عورتون کیطرف سے بے خبر ضرور ہین۔ حالانکہ اگرچہ وہ ہماری لونڈی ہی سہی تاہم کیا انصافاً و عقلاً لونڈی ہماری امداد و اعانت کی مستحق نہین ہوتی اور کم از کم بانی اسلام (روحی فداہ) کی پرمغز و حکمت آمیز تعلیم نے تو تمام دنیا کو جتا دیا ہے کہ مسلمانون مین لونڈیون کا بھی کیا درجہ ہے۔ اب وقت آخر ہے۔ ایک ہی موقع باقی ہے اس موقع کو ہمین ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ غفلت و سہل انگاری سے ابتک بہت نقصان اُٹھائے ہین۔ آیندہ کے لئے ہوشیاری کی ضرورت ہی ورنہ یاد رکھو کہ ہمارے قومی خدمات کے دعوے۔ قومی بہبودی کی خواہشین سب ہیچ ہین اور یہ قومی عمارت جسکی بنا رکھتے متبرک ہاتھون سے پڑی اور جسپر ساری قوم کی آرزؤن اور تمناؤن کا دارومدار ہے ایکدن ڈھیر ہو کر رہیگی۔

سید محمد فاروق

خان بہادر سید اکبر حسین اکبر

لیلےٰ نے سایہ پہنا مجنون نے کوٹ پہنا — ٹوکا جو مین نے بولے بس بس خموش رہنا
حسن جنون بدستور اپنی جگہ ہین لیکن — ہے لطف بحر ہستی فیشن کے ساتھ بہنا

تعلق القلب

میری پیاری بہنو! سچ پوچھیے۔ غور سے کام لیجئے اور دل مین سوچیے تو یہی امر ظاہر ہوتا ہی کہ ہمارے جمیع امور کا دارو مدار دل کے لگاؤ اور تعلق پر ہے۔ ہر شخص وہی کام بخوبی کر سکتا ہی کہ جس مین اُسکا دل لگے ورنہ بیدلی اور عدم توجہی سے جو کام کیے جاتے ہین اُنکا اور اُن کے نتائج کا حال معلوم ہماری انجمن خاتون اسلام چونکہ اسوقت تک دلسے کام کر رہی ہے اسلئے اسکے نتائج روز بروز نمایان ترقی دکھا رہے ہین۔ میری بہنو! انسان کا اچھی حالت مین ہونا دل کی صفائی اور اچھائی پر موقوف ہی اور بُری حالت مین ہونا دل کی بُرائی اور خرابی پر منحصر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کے بدن مین ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح و تندرست ہے تو سارا بدن صحیح و تندرست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ جاتا ہی۔ دیکھو وہ ٹکڑا دل ہی۔ مطلب آپکا یہ ہی کہ روحانی صحت و بیماری دل کی صحت و بیماری پر موقوف ہی کیونکہ اگر اُس مین اعتقادات حقہ و اعمال صالحہ کے بجالانے کی لذت و محبت روز افزون رہے تو اُسکی حجبت قائم رہیگی میری عزیز بہنو! ایمان کا تعلق دل کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے منفی طور پر اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ کوئی کام کر رہے ہین اور دوسرون کے سامنے کسی مصلحت یا کسی کے ڈر سے اُسکو ظاہر نہین کر سکتے تو اُس سے ہم کو ویسا ہی ثواب ہوگا جیسا کہ کسی ظاہر طور پر نیک کام کرنے والے کو۔

میری بہنو! حدیث شریف مین لکھا ہے کہ اگر پوری تصدیق دل سے خدائے تعالیٰ کے وجود پر یقین ہے اور ظاہر مین بوجہ خوف کفر کا کلمہ زبان سے نکلجائے

تو وہ صاف ہے اور اُسکو دائرۂ ایمان سے نہین نکالنا چاہیئے - میری بہنو ! برخلاف اسکے اگر دلون مین شک بھرا ہے گو بظاہر کلمہ گو ہین اور نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام بجا لاتے ہین تو وہ عبادت کام نہ آئیگی - ہم اسطرح منافق کہلائین گے - اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین ایسے لوگون کے لئے یون فرمایا ہے -

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۰

دل کی نیت پر ہزارون اعمال کا دارومدار ہے وہ ہی بات حاصل ہے جسکی نیت کی جائے چونکہ انسان کے پیدا ہونے کی غایت خدا کی عبادت اور معرفت اور اُسکی یاد ہے - پھر جس وقت وہ یاد دل سے ہوتی ہے تب ہی ایسے ذکر سے کلی اطمینان ہوتا ہے -

بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہی تھا کہ خدا سے تعلق پیدا کیا جائے اور دل لگایا جائے پروردگار سے تعلق بدون واسطہ کے محال تھا اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے رہبر اور ہادی اور وسیلہ اور واسطہ ٹھیرے اور یہ ہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اُمت پر فرض ہے اور جب اطاعت فرض ہوئی تو یہ ضرور ہے کہ آپ سے محبت رکھنا بھی فرض ہے کیونکہ بدون کمال محبت کے اطاعت کما حقہ نہین ہوسکتی - آپ سے محبت رکھنا مسلمانون کے لئے اپنی جان و اقربا وغیرہ سے بڑھکر ضروری ہے - میری بہنو ! ہمکو چاہیئے اپنے دلکو صاف اور نیت نیک رکھین اور ہمارے دل عشق الٰہی سے معمور ہون - میری عزیز بہنو ! اپنے دلکا لگاؤ ہمکو ہر وقت اسی طرف رکھنا چاہیئے - اگر ہم دل کا لگاؤ اپنے مولا حقیقی کی طرف لگا دین تو پھر ایک منٹ کیا ایک سکینڈ بھی ہم اسکی یاد سے غفلت نہین کرسکتے ہم

لاکھ غفلت کرین جب ہمارا دل اُسکی یاد مین لگا ہے تو ہم کیونکر اُسکا رُخ بدل سکتے ہین میری عزیز بہنو! آپ جانتی ہین کہ ہم جسوقت کسی سے محبت کرتے ہین یہان تک کہ سچے دل سے ایک اپنی دوست (سہیلی) سے دلی تعلق پیدا کرتے ہین تو کس طرح ہر وقت اُس پیاری دوست کی یاد ہمکو ستاتی ہے اور کوئی وقت ایسا نہین کہ اُسکی یاد سے دل خالی ہوجائے ہزار کوشش کیجائے کہ ہم اس خیال کو بھول جائین مگر دل کا رُخ نہین بدلتا پس جب ایک انسان کی محبت اتنی طاقت ور ہوسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا کی محبت ہمارے دل پر اثر نہ کرے یا اُسکی یاد ہمکو بے چین نہ کرے مگر افسوس کہ ہم دل کا لگاؤ اُس طرف کرتے ہی نہین اگر ہم اپنے دل کو اُس مولائے حقیقی کی طرف لگا دین تو دین و دنیا مین بیڑا پار ہے جنکے دل کا لگاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ دیکھو کیسے کیسے فائدے اپنی قوم کی طرف پہونچاتے ہین اور تمام عمر کسطرح نیک کامون مین بسر کرتے ہین جن سے دین و دنیا مین خداؤن کے نام کو روشن کرتا ہے۔ آخر مین دعا ہے خداوند ہم سبکو توفیق دے کہ ہم اپنے دل کا لگاؤ نیک کامون کی طرف لگاکر سچی راحت حاصل کرین۔

ایس بی بنت سید محمد شاہ
جنرل سکریٹری انجمن خاتونان اسلام لاہور

کلام اکبر

گھر سے جب لکھ پڑھ کے نکلینگی کنواری لڑکیان — دلکش و آزاد و خوشرو ساختہ پرداختہ
یہ تو کیا معلوم کیا موقعے عمل کے ہونگے پیش — ہان نگاہین ہونگی مائل اسطرف بیساختہ
مغربی تہذیب آگے چلکے جھانکے کھائے — ایک مدت تک رہینگے نوجوان دل باختہ
اوج قومی سے شرافت کا ہما گر جائیگا — ماکیان سے پست تر دکھلائی دیگی فاختہ
ڈالدے گا سینۂ غیرت سپر میدان مین — تیغ ابرو ہی نظر آئیگی ہر سو آختہ

(زنانہ)

عورتون کی لسّانی و خوش بیانی

پرانی تاریخون کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہی کہ حکیم سقراط کو جس نے فصیح البیانی کی تعلیم دی وہ ایک یونانی خاتون تھی جسکا نام "اسپشیا" تھا۔ بزمانہ موجودہ اکثر اہل فرنگ کی یہ راے ہی کہ بچون کو خوش بیانی عورات کے ذریعہ سے سکھائی جائے اور ہر کالج مین اس کام کے لئے عورتین ہی لکچرار مقرر کیجائین

اسمین شک نہین کہ یوروپ مین ایسی عورتون کی بڑی تعداد موجود ہی جو ایک چھوٹے سے مسئلہ پر بھی گھنٹون تقریر کرسکتی ہین اور اُنکی فصیح البیانی اور طرز تقریر سامعین پر جادو کا اثر کرتی ہی اُنکا یہ دعوی کچھ بیجا نہین کہ اُنکی اپیل بمقابلہ مردون کے زیادہ موثر ہوتی ہی۔

اُنکی کوشش ہی کہ پارلیمنٹ کی ممبری اور پیشہ وکالت سے اُن کو بھی مثل مردون کے حصہ دیا جائے۔ ماشاء اللہ ہمارے ہندوستان مین بھی ایسی بیبیان موجود ہین جنکی زبان بہت تیز ہی اور اچھی طرح بک سکتی ہین۔

ابھی کل کی بات ہی کہ ہمارے پڑوس کی ایک بی بی نے شبراتن مالکی اس خطا پر کہ اُسنے ایک پیالہ توڑ ڈالا تھا۔ دن بھر لکچر دیا۔ دلی کے تمام محاورے ختم کردیئے۔ بالخصوص لکچر کا وہ حصہ جو غریب شبراتن کے مفروضہ ضعف بصارت کے متعلق تھا نہایت دلچسپ اور نمونہ فصاحت تھا۔ مجھے خوف ہی کہ یہ لکچر ابھی عرصہ تک ختم نہ ہوگا اور "مرحوم و مغفور" پیالہ کے خوشنما نقش و نگار کی یاد اُسکو ہرگز ہرگز ختم نہ ہونے دیگی۔

حال مین ایک انگریز فلاسفر نے لکھا ہی کہ انگلستان مین مقرر و خوش بیان عورات حسب ذیل قسم کی ہین۔

(۱) وہ قابل و تعلیم یافتہ خواتین جنکی فصیح البیانی سے سامعین مین ایک جوش پیدا ہوجاتا ہی اور انکی خوش تقریری کی بدولت صدہا قومی مقاصد حاصل ہوجاتے ہین۔

(۲)۔ وہ بدنفس عورتین جنکی تمام تقریر مین طعن و تشنیع کے سوا کچھ نہین ہوتا۔ یا اپنے مقابل کے مفروضہ عیوب کو چالاکی سے ظاہر کرنے مین اپنی فصیح البیانی کا خاتمہ کردیتی ہین۔ مگر نتیجہ خراب ہوتا ہی۔

(۳) وہ عورتین جنکو گپ شپ کے سوا کچھ نہین آتا۔ جب وہ بیٹھتی ہین تو فضول باتون کے سوا کچھ نہین کرتین۔ اُن سے پوچھ لیجئے کہ محلہ مین کس کے یہان کون کون سا کھانا پکایا گیا یا پکایا جاتا ہی۔ فلان خاتون نے فلانے قسم کا لباس تیار کرایا ہی۔ یا زیادہ بے تکلفی ہو تو اپنے یک سالہ لڑکے کے فرضی وغیر موجودہ اوصاف پر پہرون لکچر دینگی۔ ایسی عورتون کی سوسایٹی مین شریک ہونے سے تضیع اوقات کے سوا کچھ نہین۔

(۴) وہ عیار۔ پرفن و خوش بیان عورتین جنکی کوئی ادا ابلہ فریبی و عشوہ گری سے خالی نہین ہوتی۔ اور جنکی نظر سے عربدہ جوئے اور شعبدہ بازی کے انداز ظاہر ہوتے ہین۔ اُنکی تقریر سے ایک ہی شخص کے متعلق ایک ہی وقت مین محبت و نفرت ظاہر ہوتی ہی۔ وہ اپنے ملنے والے کی بابت صدہا قصص اچھائی برائی کے ایک ہی سانس مین کہہ جاتی ہین۔ ابھی آہین بھر بھر کر سوز و گداز کی باتین کرتی تھین ابھی ہنس ہنس کر تقریر کرنے لگین مگر سامع کی سمجھ مین کچھ نہ آیا کہ دونون باتون کے وجوہات کیا تھے۔ غرضکہ اس قسم کی عورتون کی صحبت سے بھی احتراز لازم ہی۔

المختصر وہی خوش بیانی اور لسانی قابل تقلید ہی جس سے کوئی مفید نتیجہ نکلے زبان جمان دل ہی مگر وہ کہو

جو کہنے کے قابل ہو۔ خوش بیانی ایک جوہر ہی لیکن خراب نتیجہ پیدا کرنے والی لسانی سے خاموش رہنا اولیٰ و انسب ہی۔ فقط۔ ا۔ ع۔ شرر

تاریخ تمدن

بکل کی ہسٹری آف سویلیزیشن کے ایک حصہ کا ترجمہ حسب فرمایش انجمن ترقی اردو مرحوم منشی محمد احمد علی۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی کی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ۔

اعلیٰ قسم کے کاغذ پر اور مجلد نسخہ کی قیمت عہ
اوسط درجہ " " " عہ۴
" " غیر مجلد " عہ
محصول ذمہ خریدار

شاہ محمد خان کمیشن ایجنٹ امین آباد لکھنؤ

دفتر رسالۂ الناظر لکھنؤ سے طلب فرمایئے

شاویلیس کمپنی مالکان کان ہائے کوئلہ بنگال

ہمارا پتھر کا کوئلہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہی تمام ریلوے کمپنیان خرید کرتی ہین۔

اسٹیم کول۔ کارخانون اور ریلوے کیواسطے۔
کوک سخت (ڈھلائی کے کام کیواسطے)
کوک نرم (گھر مین جلانے اور کھانا پکانیکیواسطے)
کوئلہ کا چورہ (اینٹ اور چونے کے بھٹے کیواسطے)

ہر قسم کا کوئلہ نہایت کفایت سے ملسکتا ہی نمونہ طلب کیجئے اور نرخ طلب فرمایئے۔

موٹر کار کیلئے پٹرول (تیل) اس کارخانہ سے بڑھکر سستا اور بکفایت آجکہین نہین ملیگا۔

فرمایش پتہ ذیل سے آنی چاہیئے۔

ایجنٹ شاویلیس کمپنی نمبر ۱۱۳ سول لائنز آگرہ

بخار اور طاعون کی ابتدائی حالت مین

باٹلیوالا کی بخار کی دوائی یا گولیان استعمال کیجئے قیمت عہ
ہیضہ کیلئے باٹلیوالا کا کارل۔ بہترین دوا ہی قیمت عہ
باٹلیوالا کا خضاب جسمین نئے اضافے ہوئے ہین سے بھورے بالون کو اپنی قدرتی رنگ مین لے آتا ہی قیمت ۴
باٹلیوالا کی مقوی گولیان اعصاب کی کمزوری اور جسمانی بے طاقتی کو دور کرتا ہی۔ قیمت عہ
باٹلیوالا کا سفوف دندان دیسی اور ولایتی دواؤن سے تیار ہوا ہی۔ مایا پھل اور کاربولک ایسڈ کے مانند اجزا اسمین شامل ہین قیمت فی پیکٹ ۴
باٹلیوالا کا کیڑون کا مرہم ایک دن مین اچھا کردیتا ہی قیمت ۴

یہ ادویہ ہر جگہ ملتی ہین اور مشہر سے بھی ملسکتی ہین۔

ڈاکٹر ایچ ایل باٹلیوالا اداری الیسور بیٹری دلدار بھبئی

گذارش

آج الناظر کا چھٹا نمبر شایع ہوکر پہلی شش ماہی پوری ہوتی ہے - ہمنے پہلے نمبر مین بسلسلۂ تمہید عرض کیا تھا کہ قلمی معاونین اور قدردانان کی وسعت کے ساتھ ہی ساتھ الناظر کے صفحات مین بھی اضافہ ہوتا رہیگا اور حتی المقدور قیمت مین بھی کمی کیجائیگی الحمد للہ کہ اب ہم اپنا ایک وعدہ پورا کرنیکے قابل ہین یعنی جنوری ۱۹۱۰ء سے الناظر کے حجم مین بقدر ایک جزو صفحات اضافہ ہوجائیگا -

ہمین امید ہے کہ ہماری اس وفاداری کو ناظرات و ناظرین الناظر بہ نظر استحسان دیکھینگے اور اپنی مزید قدردانی سے ہمین ممنون منت بناکر اس امر کا موقع دینگے کہ آیندہ شش ماہی کے خاتمہ پر الناظر کی قیمت مین بھی کمی کیجاسکے - چونکہ ابھی تک الناظر کی اشاعت مین وہی باقاعدگی رہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا تھا اس لئے ہمین امید ہے کہ ہمارے سرپرستون کو الناظر کے حال پر اب اس سے بھی زیادہ توجہ ہوگی جیسی اب تک رہی ہے -

الناظر کی موجودہ ترتیب مین بہت سے نقائص معلوم ہوتے ہین - بعض ایسے ہین جنکی اصلاح بصورت حال ممکن نہین اور بعض باتون کی اصلاح جنوری نمبر مین ظاہر ہوگی - اور ہمین کامل یقین ہے کہ اب جو ترتیب ہم قائم کرنا چاہتے ہین وہ اس حالت سے کہین اچھی اور بہت زیادہ متغیر ہوگی -

جنوری سے ہم ایک مستقل علمی رسالہ کی اشاعت بھی الناظر مین کرینگے جسکے مصنف ہمارے شہر کے ممتاز ترین انشاپرداز پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب بی اے ہین - ہر مہینہ آٹھ صفحہ اس رسالہ کے شایع ہوا کرینگے اور صفحات کی ترتیب یون رکھی جائیگی کہ جب رسالہ ختم ہوجائے تو ایک مستقل کتاب کی صورت مین اسکی علحدہ جلد بنائی جاسکے -

جن معزز رسائل اخبارات اور مقتدر حضرات یا ذی مرتبت محدرات نے الناظر کے متعلق اپنی بیش قرار رایون کے (عام طور پر یا ذاتی خطوط مین) وقتاً فوقتاً اظہار سے جن قدردانان علم اور سرپرستان اردو نے اپنی قیمتی صلاح اور بے بہا مشورون سے جن بہی خواہان ملک و مخدومان قوم نے اپنی ہمدردانہ اور مشفقانہ توجہ سے اور جن احباب و اقربا نے اپنی بروقت امداد و اعانت سے ہمین اپنا ممنون منت اور زیر بار احسان بنایا ہے انکی خدمت مین نہایت خلوص دل سے ہم اپنی سچی شکرگذاری کا اظہار کرتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ ہماری تہیدستی ہیچمدانون کم مایگی اور بے بضاعتی پر نظر کرکے وہ اسکو قبول کرنمین دریغ نفرمائینگے تاکہ ہمارا شعار قدرشناسی و امتنان کے کی درجہ اور ترقی کرجائے - اڈیٹر

بواسیر اور خونی بواسیر	قبض کی شکایت	ضعف قوت باہ کی کمزوری
اسہال پیچش اور وبائی امراض	درد قولنج دل دماغ جگر گردہ مثانہ کی کمزوری	اعضاء کی کمزوری اور درد
بواسیر خونی بواسیر	پیٹ کا درد اور قبض	ضعف قوت باہ کی کمزوری

تازہ سندات

جناب مفتی سید تراب الدین صاحب موضع ایک پور ضلع مظفر پور سے
۱۸۔ مئی ۱۹۰۹ء کو لکھتے ہیں کہ میں گزشتہ سال کے ماہ مارچ
اپریل میں ۱۹۰۸ء میں بیمار ہوا۔ میرے گلے میں درد ہوا۔ پھر
اسکے بعد بخار ہوا۔ میرے سر میں درد ہوا۔ اور کمزوری
ہوگئی۔ میں نے بہت علاج کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر
میں نے آپ کی دوا منگوائی۔ اور استعمال کی۔ اللہ کے فضل
سے بہت جلد آرام پایا۔ اور اب بالکل تندرست ہوں۔

جناب منشی عبدالرحمن صاحب محکمہ مال میونسپل سابق ۱۱۔ اپریل
۱۹۰۹ء کو لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کی دوا منگوائی تھی۔ اس
کے استعمال سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اور میرا بواسیر کا
خون بند ہوگیا۔ اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

جناب حکیم عبدالرحمن صاحب محکمہ مال میونسپل سابق ۱۱۔ اپریل
۱۹۰۹ء کو لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کی دوا منگوائی تھی۔ اس
کے استعمال سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اور میرا بواسیر کا
خون بند ہوگیا۔ اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

ہمارا مطب

(۱) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۲) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۳) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۴) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۵) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۶) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۷) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۸) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۹) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

(۱۰) ہمارا مطب ہر روز صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک اور شام ۴ بجے سے ۶ بجے تک ہوتا ہے۔

ضعف دماغ و ضعف بصر	درد گنھیہ و نقرس	بواسیر خونی و بادی اور بادی مقعد اندرونی و بیرونی

تازہ سندات

جناب پنڈت بھگوان دین صاحب بھگوا ضلع گورکھپور سے لکھتے ہیں کہ
میں ایک مدت سے ضعف دماغ اور ضعف بصر میں مبتلا تھا۔ اور
کسی طرح آرام نہ ہوتا تھا۔ آپ کی دوا منگوا کر استعمال کی۔
اللہ کے فضل سے بہت آرام ہوا۔ اور اب بالکل تندرست ہوں۔

جناب منشی سید فدا حسین صاحب ڈاکخانہ کھجوا ضلع گورکھپور
سے لکھتے ہیں کہ میں ایک مدت سے درد گنھیہ میں مبتلا تھا۔
آپ کی دوا منگوا کر استعمال کی۔ اللہ کے فضل سے بہت آرام
ہوا۔ اور اب بالکل تندرست ہوں۔

جناب منشی عبدالرحمن صاحب محکمہ مال میونسپل سابق ۱۱۔ اپریل
۱۹۰۹ء کو لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کی دوا منگوائی تھی۔ اس
کے استعمال سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ اور میرا بواسیر کا
خون بند ہوگیا۔ اور میں بالکل تندرست ہوگیا۔

عام کمزوری و پیدائشی خون	مسہلات کے ایام کی خرابی	بچوں کے دست کے امراض

ڈاکٹر لالور کا فاسفوڈائن

رجسٹری شدہ نشان بازار

دماغی کمزوری - فالج - کھڑابی ڈیرائی اسکی قوت بخش تاثیر پہلے ہی روز استعمال
خواب دیکھنا - قوی کا قبل از وقت کرنیسے ظاہر ہو جاتی ہے عصبی اور دماغی
انحطاط اور نظام جسمانی کی وہ تمام تو توں مین زیادتی کے ساتھ ہی مریض کے
بدنظمی اور عوارض جو قوت نامیہ کے کم دلمین عادت کے بالکل خلاف تقویت اور سکین پیدا
ہو جانیسے لاحق ہون - ان امراض ہو جاتی ہے - ہاضمہ مین قوت آجاتی - بھوک بڑھ جاتی
کے لیے ضرور قابل اعتماد علاج ہین اور قبض رفع ہو جاتا ہے نیند آرام سے آتی اور فرحت بخش
اس دوا نے چالیس برس سے زیادہ اپنی عام شہرت خبردار رہتی ہے چہرہ بھر جاتا ہے - لب سرخ - آنکھیں پرروشن اور جلد صاف
قایم رکھی ہے - "فاسفوڈائن" کا نام قانون ٹریڈ مارک اور صحت مند ہو جاتی ہے - بالون مین مضبوطی آجاتی
فاسفورس کے کے مطابق محفوظ کر لیا گیا ہے - اسلئے اسکی نقل (رنگ مین کیسی ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعضائے
اس مرکب سے (دوسری حیثیت سے) فروخت کرنے والون سے عدالتی چارہ جوئی کیجائیگی - اس قسم اوہام کی تفتیش پر کیسا عظیم اثر کرتی ہے -
عصبی کمزوری صرف یہی ایک دوا ہے جسکو کلکتہ کی نمایش واقع ۱۸۸۳ء مین اعلی سند ملی تھی - رئیسون کے تمام صوبون

اسی ذیل کی دوسری بیماریون مین فوری اور مستقل کے باشندون اور فن طبابت کے اعلی ماہرونکی ہزارون مستند شہادتون سے
نفع ہوتا ہے اور تمام فاسد خیالات اور علامات تکلیف یہ عالمگیر فیصلہ بخوبی ہو گیا ہے کہ اس کی تحقیقاتی بنیاد مین فاسفورس کے کسی
حیرت انگیز سرعت سے دور ہو جاتے ہین - دوسرے کو ایسی ستاوصفت اور معززین کی قدردانی نصیب نہیں ہوئی

ہمیشہ تان بھر کے دوا ساز اور دیہ فروش بحساب فی بوتل (خورد) ۲ (کلان) ۳ فروخت کرتے ہین -

صرف ڈاکٹر لالور کی

"فاسفوڈائن لیبوریٹری" واقع ہیمپ اسٹیڈ - لندن - انگلستان مین بنایا جاتا ہے

Kamal Ahmad Haroonji Dated 21.6.27

گریمو فون

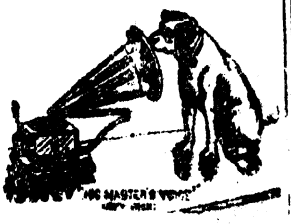

براہ راست

دی گریمو فون کمپنی لمیٹڈ جنرل ایجنسی

نمبر ۱۱ حضرت گنج - لکھنؤ

سے کیوں نہ خریدیے - جہاں سے تازہ اور عمدہ مال آپ کو حاصل ہو سکتا ہے -

شرح قیمت مشین و ریکارڈ وغیرہ

باجہ	قیمت	ریکارڈ	قیمت
نمبر الف	۲۵ عدد	۱۰ - انچ یکطرفہ	عدد
نمبر ۲ الف	۴۵ عدد	" " دوطرفہ	۷ عدد
نمبر ۵	۴۲ عدد	۱۲ " یکطرفہ	۷ عدد
نمبر ۱۱	۱۱۲ عدد	" " دوطرفہ	۱۰ عدد
نمبر ۱۲ میہاگنی	۲۱۵ عدد	" یکطرفہ	عدد

ہمارے یہاں گریمو فون مندرجہ بالا کے علاوہ ۲۴۵ عدد سے لیکر ایک ہزار چھ سو روپیہ تک کے بھی مل سکتے ہیں دیگر متعلقہ اشیاء البم سوئیاں کمانیاں ساؤنڈ بکس ریکارڈ وغیرہ کا کثیر ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے گریمو فون سانگ بک جسمیں تقریباً ۵۵۰ گریمو فون ریکارڈوں کے گانے معہ مشہور گویوں کے ہاف ٹون فوٹوگراف کے درج ہیں قیمت ۸ عدد

فہرستیں حسب الطلب فوراً روانہ ہونگی

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-1

باضابطہ ایجنٹ

دی سردار کمپنی

نمبر ۱۱ - حضرت گنج - لکھنؤ

مفید عام پریس واقع ارادت نگر متصل ڈالی گنج لکھنؤ میں باہتمام محمد علی طبع ہوا